www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری

Part 101-125

مصنف

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: چھوٹے بچوں کی پرورش کا حق کسے حاصل ہے؟

جواب: تاریخ انسانی میں احترام آدمیت کی جو تعلیمات اسلام نے بیان کی ہیں کسی دوسرے مذہب یا تہذیب وتحریک کے حاشیہ خیال سے بھی نہیں گزریں، اسلام ابن آدم کی پانچ چیزوں کی حفاظت کرتا ہے، جان، مال، عقل، عزت اور ایمان، پیدائش سے جوانی تک کے مراحل جن میں بعض ایسے ہیں کہ انسان بے حیثیت سا ڈھانچہ ہے اسے کامل اور مکمل توجہ کی ضرورت ہے، قدم بہ قدم رہنمائی مانگتا ہے، اس کی پرورش اس کی جسمانی عقلی اور دینی ضروریات نبھانے کی ذمہ داری ماں باپ کو سونپی گئی ہے، لیکن بسا اوقات ستم ظریف حالات کی مجبوریاں بچے کے ماں باپ میں جدائی کا پیغام لاتی ہیں انہیں ایک دوسرے سے جدا ہونا پڑتا ہے۔

ایسے عالم میں اس بچے کی ذمہ داری کون اٹھائے گا جسے نشوونما کی ضرورت ہے، جس کا ماں باپ کے اس ہنگام میں ذرا سا بھی دخل نہیں، تو اسلام نے اس کے لئے ماں یا باپ میں سے کسی ایک کو خاص نہیں کیا، بل کہ اس کے لئے ماں باپ کی صلاحیت کو دیکھا جائے گا کون ہے جو اس کی پرورش کر پائے گا، اسے مکمل دینی، روحانی، جسمانی اور عقلی ضروریات فراہم کر سکے گا ماں یا باپ، اگر ماں کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے، تو بچہ ماں کے نام اور اگر باپ کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے، تو بچہ باپ کی پرورش میں دیا جائے گا، عربی زبان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے ”حضانۃ“ کہتے ہیں۔

❀ حضانت کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي الشَّرْعِ حِفْظُ مَنْ لَّا يَسْتَقِلُّ بِأَمْرِهٖ وَتَرْبِيَتُهٗ وَ وِقَايَتُهٗ عَمَّا يُهْلِكُهٗ أَوْ يَضُرُّهٗ.

”شرعی اصطلاح میں ’حضانۃ‘ کہتے ہیں اس کی حفاظت جو اپنے معاملات میں خود مختار نہ ہو، اس کی تربیت کرنا اور مہلک یا مضر چیزوں سے بچانا۔“

(سُبُل السّلام شرح بلوغ المرام: ۳۳۰/۲)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةً قَالَت: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ ابْنِي هٰذَا كَانَ بَطْنِي لَهٗ وِعَاءً، وَثَدْيِي لَهٗ سِقَاءً، وَحِجْرِي لَهٗ حِوَاءً، وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي، وَأَرَادَ أَنْ يَّنْتَزِعَهٗ مِنِّي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتِ أَحَقُّ بِهٖ مَا لَمْ تَنْكِحِي.

”ایک عورت نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! میں نے اس بچے کو اپنے شکم میں رکھا، دودھ پلایا اور پالا پوسا۔ اس کے ابو نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگے نکاح کرنے تک آپ کا زیادہ حق ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: ۱۸۲/۲، سنن أبي داوٗد: ۲۲۷۶، السنن الکبریٰ للبیهقي: ۷/۸، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے (۲/۲۰۷) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

(البدر المنير : ٣١٧/٨)

❀ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ الْأُمَّ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ الطِّفْلِ مِنَ الْأَبِ مَا لَمْ تَتَزَوَّجْ فَإِذَا تَزَوَّجَتْ فَلَا حَقَّ لَهَا فِي حِضَانَتِهِ، فَإِنْ كَانَتْ لَهَا أُمٌّ فَأُمُّهَا تَقُومُ مَقَامَهَا ثُمَّ الْجَدَّاتُ مِنْ قِبَلِ الْأُمِّ أَحَقُّ بِهِ مَا بَقِيَتْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ.

’’اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ماں جب تک آگے شادی نہ کر لے، چھوٹے بچے پر والد سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ جب شادی کر لے، تو بچے پر کوئی حق نہیں۔ اگر ماں نہ ہو، تو نانی، پھر اوپر والی جدات حق دار ہوں گیں۔‘‘

(مَعالم السنن : ٢٨٢/٣)

یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

❀ علامہ ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى ذَالِكَ.

’’علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے۔‘‘

(المسالك شرح موطّأ مالك : ٤٨٩/٦، القبس في شرح موطّأ مالك بن أنس، ص ٩٥٤)

❀ ابو میمونہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں

’’میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ فرمانے لگے ایک عورت رسول

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میرے شوہر میرے بیٹے کو مجھ سے جدا کرنا چاہتے ہیں، جب کہ میرا بیٹا مجھے فائدہ دیتا ہے اور بئرِ ابی عنبہ سے پانی بھر کر لاتا ہے۔اس کا خاوند بھی آ کر کہنے لگا: میرے بیٹے کے متعلق کون جھگڑ رہا ہے۔آپ ﷺ گویا ہوئے: بیٹا! یہ آپ کے ابو جان ہیں اور یہ آپ کی امی جان ہیں، جس کے ساتھ جانا چاہتے ہو، جا سکتے ہو۔ بچے نے ماں کا ہاتھ پکڑا اور چلتے بنے۔''

(سنن النسائي : ٣٤٩٦، مسند الإمام أحمد : ٢/٢٩٦، سنن أبي داوٗد : ٢٢٧٧، سنن الترمذي : ١٣٥٧، سنن ابن ماجة : ٢٣٥١، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۱۹۷) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا فِي الْغُلَامِ الَّذِي قَدْ عَقَلَ وَاسْتَغْنٰى عَنِ الْحِضَانَةِ فَإِذَا كَانَ كَذٰلِكَ خُيِّرَ بَيْنَ أَبَوَيْهِ .

''یہ حکم اس بچے سے متعلق ہے، جو عاقل ہو اور کسی کی دیکھ بھال کا محتاج نہ ہو، لہٰذا جب بچہ ایسا ہو، تو اسے ماں باپ کے درمیان اختیار دیا جائے گا ہے۔''

(معالم السنن : ٣/٢٨٣)

❁ ناصر السنہ، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ مطلق نہیں ہے، بل کہ جو بچہ جان پہچان رکھتا ہو، تو اس صورت حال کی استثنیٰ ہو سکتی ہے۔ ورنہ بچے کو اختیار کا سوچا بھی نہیں جا سکتا، کیوں کہ وہ ضعیف

www.KitaboSunnat.com

العقل ہے۔اس کی مزید تفصیل ’زادالمعاد‘میں دیکھی جاسکتی ہے۔‘‘

(حاشية الروضة النَّدِيَّة : ٣٣٨/٢)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ہم نے جسے اختیار یا قرعہ کے ذریعہ مقدم کیا ہے، وہ بچے کی مصلحت کی پیشِ نظر ہے۔ باپ کی بہ نسبت ماں زیادہ خیال رکھنے والی اور غیرت مند ہو، تو اسے مقدم کریں گے، اس حالت میں کسی قرعہ یا بچے کے اختیار کا اعتبار نہیں ہوگا، کیوں کہ وہ کم عقل ہے، ڈھیل اور کھیل کود کو ترجیح دے گا۔ بچہ جب ماں باپ میں سے کسی ایسے کو اختیار کر لے، جو فضولیات میں اس کی مدد کرتا ہے، اس صورت میں بچے کا اختیار نا قابلِ التفات ہوگا اور اس کے پاس رہے گا، جو اس کے حق میں شرعی طور پر خیر اور حفاظت کا باعث ہو۔ شریعت اسی کی گنجائش دیتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس برس کی عمر میں نماز چھوڑنے پر زدوکوب کرو۔ نیز بستر بھی علیحدہ کردو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے : ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾(التحريم : ٦)’مومنو! خود اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچالو، جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔‘ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھیں۔ ماں جب اسے مکتب میں رکھے گی اور قرآن کی تعلیم سے آشنا کرے گی اور بچہ کھیل کود اور اپنے ساتھیوں کی محفل کو ترجیح دے، جب کہ باپ بھی اس سب کا اہتمام کرسکتا ہے، تو باپ بغیر کسی قرعہ کے زیادہ حق دار ہے۔ اس کے برعکس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہو، تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر دونوں میں سے کوئی بچے میں اللہ اور رسول کے اوامر نافذ کرنے کی استعداد نہیں رکھتا اور دوسرا ان سب کا خیال رکھ سکتا ہے اور یہی حق دار ہوگا۔ میں نے اپنے شیخ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو فرماتے سنا تھا: کسی حاکم کے ہاں والدین کا ایک بچے کے متعلق جھگڑا ہو گیا۔ قاضی کے اختیار دینے پر بچے نے باپ کو اختیار کر لیا۔ ماں نے قاضی سے کہا کہ بچے سے پوچھیے کہ باپ کو کیوں چنا؟ پوچھنے پر کہنے لگا: میری ماں مجھے روزانہ لکھاری کے پاس بھیجتی ہے اور استاذ مجھے مارتا ہے، جب کہ میرے ابو مجھے بچوں کے ساتھ کھیلنے دیتے ہیں، قاضی نے ماں کے حق میں فیصلہ کر کے فرمایا: آپ ہی اس کی زیادہ حق دار ہیں۔ ہمارے استاذ محترم فرمایا کرتے تھے کہ جب ماں باپ میں سے کوئی اپنے بچے کی تعلیم اور فرائض کو چھوڑ دے، وہ گناہ گار ہے اور اس کی کوئی ولایت نہیں، بل کہ جو بھی بچے کے واجب امور کا اہتمام نہ کرے وہ ولایت کا اہل نہیں ہے۔ یا تو اس سے ولایت چھین کر کسی مہتمم کو دے دی جائے گی یا اس کے ساتھ کسی ایسے کو شریک کر دیا جائے گا جو واجبات کا اہتمام کروائے، کیوں کہ مقصود جہاں تک ممکن ہو اللہ و رسول کی اطاعت کرنا ہے۔

ہمارے شیخ فرماتے ہیں: یہ کوئی موروثی حق نہیں ہے، کہ جو رشتہ داری، نکاح یا ولا سے حاصل ہو جائے اور وارث پارسا ہو یا فاسق و فاجر، بل کہ یہ ایسی ولایت ہے، جس میں واجبات، اس کا علم اور جتنا ممکن ہو، عمل میں لانے کی بساط ہو۔ نیز فرماتے ہیں: فرض کیا ایک بندہ کسی عورت سے شادی کر لے اور وہ عورت اس کی بیٹی کا خیال رکھے، نہ اس کی مصلحت کو سمجھے۔ جب کہ اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماں اپنی سوتن سے زیادہ اس کی مصلحت کا خیال رکھتی ہے اور تربیت بھی بخوبی کر سکتی ہو۔ اس صورت حال میں پرورش ماں کا حق ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شارع علیہ السلام نے والدین میں سے کسی کو بھی مطلق طور پر مقدم نہیں کیا اور نہ ہی عمومی طور پر بچے کو اختیار دیا ہے۔ علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ پرورش کرنے میں علی الاطلاق کوئی بھی مقدم نہیں ہے۔ لہٰذا کسی سرکش اور مفرط کو نیک عادل اور محسن پر مقدم نہیں کیا جا سکتا، واللہ اعلم!''

(زاد المَعاد في هدي خير العِباد : ٤/٤٧٥)

سوال: ایک چار سالہ بچی کی والدہ فوت ہوگئی، وہ پیدائش سے ہی ننھیال کے گھر میں زیر پرورش ہے اور ماں نے وفات سے پہلے یہ بچی نانی کو سپرد کر دی تھی، جبکہ بچی کا باپ اسے اپنے پاس لانا چاہتا ہے، کیا بلوغت تک بچی کی پرورش کا حق نانی کو حاصل ہے، یا بچی کا باپ اپنے پاس لا سکتا ہے؟

جواب: اگر باپ بچی کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے، تو وہ اس کا حق دار ہے۔

سوال: نانی کی موجودگی میں پھوپھی کا حق حضانت حاصل ہے؟

جواب: اگر نانی بچی کی اچھی طرح دیکھ بھال کر سکتی ہے، تو حق حضانت اسی کو حاصل ہے، پھوپھی کو نہیں۔

سوال: مطلقہ ماں کو کب تک حق پرورش حاصل رہتا ہے؟

جواب: میاں بیوی میں طلاق ہو جائے، تو نابالغ بچوں کی تربیت کا زیادہ حق ماں کو حاصل ہے، الا کہ ماں کی پرورش بچے کے حق میں بہتر نہ ہو، تو یہ حق باپ کو حاصل ہو جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، البتہ اگر مطلقہ ماں دوسری جگہ شادی کر لے، تو اسے حق پرورش نہیں رہتا۔

❀ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

''اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ماں جب تک آگے شادی نہ کرلے، چھوٹے بچے پر والد سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ جب شادی کر لے، تو بچے پر کوئی حق نہیں۔ اگر ماں نہ ہو، تو نانی، پھر اوپر والی جدات حق دار ہوں گیں۔''

(مَعالم السنن : ۲۸۲/۳)

یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

❀ علامہ ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی ذَالِكَ .

''علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے۔''

(المسالك شرح موطّأ مالك : ٤٨٩/٦، القبس في شرح موطّأ مالك بن أنس، ص ٩٥٤)

سوال: تین سالہ بچی کی والدہ فوت ہوگئی، تو بلوغت تک اس کی پرورش نانی نے کی، تو کیا نانی بچی کے نکاح کی ولی بن سکتی ہے؟

جواب: نکاح میں عورت کو حق ولایت حاصل نہیں، حتی کہ ماں بھی اپنی بیٹی کی ولی نہیں بن سکتی، یہ حق صرف مردوں کا ہے۔

❀ فقہائے سبعہ فرماتے ہیں:

لَا تَعْقِدُ امْرَأَةٌ عُقْدَةَ النِّكَاحِ فِي نَفْسِهَا، وَلَا فِي غَيْرِهَا .

''عورت اپنا یا کسی عورت کا نکاح نہیں کر سکتی۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ١١٣/٧، وسندهٗ حسنٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہونے کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس کی دلیل قرآن و سنت میں بار ہا مقامات پر موجود ہے، یہی صحابہ کی عادت تھی، مرد ہی عورتوں کا نکاح کرتے تھے، یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ (اس دور میں) کسی عورت نے اپنا نکاح خود کر لیا ہو، اسی بات سے نکاح اور ناجائز آشنائی والیوں میں فرق ہوتا ہے۔'' (مجموع الفتاویٰ: ۱۳۱/۳۲)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ النِّكَاحَ لَا يَصِحُّ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَّلَا تَمْلِكُ الْمَرْأَةُ تَزْوِيجَ نَفْسِهَا وَلَا غَيْرِهَا وَلَا تَوْكِيلَ غَيْرِ وَلِيِّهَا فِي تَزْوِيجِهَا، فَإِنْ فَعَلَتْ لَمْ يَصِحَّ النِّكَاحُ .

''ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں، نہ ہی عورت اپنا یا کسی اور عورت کا نکاح کر سکتی ہے، نہ اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو اپنے نکاح کی ذمہ داری دے سکتی ہے، اگر ایسا کرے گی تو نکاح درست نہ ہوگا۔'' (المغني: ۱۴۹/۶)

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نکاح میں ولی کی جو شرط لگائی گئی ہے، اس میں ولیوں کی شان کو بلند کرتا ہے اور عورتوں کا نکاح کے ساتھ منفرد ہونا یہ ان کی رسوائی ہے، جس کا باعث قلتِ حیاء، مردوں پر برجستہ ہونا اور ان کی پروانہ کرنا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ نکاح کو بدکاری سے تشہیر کے ساتھ جدا کیا جائے اور اس تشہیر میں سب سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق دار چیز ولیوں کا حاضر ہونا ہے۔“

(حجة الله البالغة : ٢/١٢٧)

سوال: کیا ماں کو لڑکا اور لڑکی دونوں کی پرورش کا حق حاصل ہے؟

جواب: ماں کو لڑکا اور لڑکی دونوں کا حق پرورش حاصل ہے، الا کہ بچوں کے لیے ماں کی پرورش بہتر نہ ہو، تو یہ حق باپ کو حاصل ہوگا، اگر باپ میں بھی صلاحیت نہیں، تو خاندان کے کسی ایسے فرد کو حق حضانت حاصل ہوگا، جس کی تربیت بچے کے لیے مفید ہو۔

سوال: اگر بچوں کی پرورش ماں کر رہی ہے، تو ان کا نان ونفقہ کس کے ذمہ ہے؟

جواب: بچوں کا نان ونفقہ باپ کے ذمہ ہے۔

سوال: ناجائز بچے کی پرورش کی ذمہ داری کس پر ہے؟

جواب: اس کی ذمہ داری ماں پر ہے۔

سوال: کیا ولد الزنا کی پرورش کرنا گناہ ہے؟

جواب: جو بچہ دنیا میں آ چکا ہے، خواہ جائز ذریعہ سے آیا ہو یا ناجائز، بہر حال اسے زندہ رہنے کا حق ہے، اس کی پرورش کرنا ماں پر ضروری ہے۔ یہ گناہ نہیں ہے۔

سوال: جب ماں دوسری جگہ نکاح کر لے، تو کیا بچے کی دادی دایہ گیری کر سکتی ہے؟

جواب: اگر دادی میں پرورش کی صلاحیت ہے، تو کر سکتی ہے۔

سوال: بچے کو دودھ پلوانا کس کے ذمہ ہے؟

جواب: بچے کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے، یعنی اگر ماں دودھ نہ پلائے، یا نہ پلا سکتی ہو، تو باپ کے لیے ضروری ہے کہ بچے کے لیے دودھ کا انتظام کرے۔

سوال: حق پرورش کی مدت کیا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

جواب: پرورش کی مدت بلوغت تک ہے۔

سوال: پرورش کا خرچ کس کے ذمہ ہے؟

جواب: پرورش کا خرچ باپ کے ذمہ ہے۔

سوال: بچی کا ولی کون ہوگا؟

جواب: بچی کا ولی اس کا باپ ہوگا، اگر باپ موجود نہیں، تو لڑکی کے عصبہ رشتہ داروں میں سے قریب ترین مرد اس کا ولی ہوگا۔

سوال: خالہ اور چچا میں سے حق پرورش کسے حاصل ہے؟

جواب: اگر خالہ میں تربیت کی قابلیت ہے، تو اسے حق پرورش حاصل ہوگا۔

سوال: ایک بچی کے نانی اور تایا زندہ ہیں، حق پرورش کسے حاصل ہوگا؟

جواب: بچی کی نانی میں صلاحیت ہے، تو اسے ہی حق پرورش حاصل ہوگا، البتہ ولایت تایا کو حاصل ہوگی۔

سوال: پھوپھی اور تائی میں حق پرورش کسے حاصل ہوگی؟

جواب: اگر پھوپھی میں پرورش کی قابلیت ہے، تو اسے ہی حق پرورش حاصل ہوگا۔

سوال: میاں بیوی میں طلاق ہوئی، ان کی چھوٹی بچی ہے، اس کی حضانت کا حق کسے حاصل ہوگا، جبکہ بچی کی ماں فاحشہ ہے؟

جواب: ماں اور باپ میں سے حق حضانت ماں کو تب حاصل ہوگا، جب وہ بچے کی اچھی تربیت کی صلاحیت رکھتی ہو، مذکورہ صورت میں چونکہ ماں فاحشہ ہے، تو ایسی ماں کو بچی کی پرورش کا حق دینا خود بچی کے لیے نقصان دہ ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ بچی کی پرورش کا حق اسے دیا جائے، تو اس کی اسلامی نہج پر تعلیم و تربیت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اگر باپ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ کرسکتا ہے، تو اسے یہ حق حاصل ہوگا، ورنہ خاندان کے جس فرد میں یہ صلاحیت موجود ہو، وہ ہی اس بچے کی حضانت کا حق دار ہے۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بچے کو اختیار دینا ثابت ہے۔ خلفائے راشدین اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے عمل میں بھی یہی ملتا ہے۔ صحابہ میں تو کوئی اس کا مخالف تھا نہ منکر۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ حد درجہ کا انصاف ہے، کیوں کہ عورت کو بچے کے بچپن کا خیال رکھ کر مقدم کر دیا گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ اس عمر میں بچے کو اٹھانے، دودھ پلانے، تربیت اور وہ دیکھ بھال، جسے صرف عورتیں ہی کرسکتی ہیں، کے لیے ماں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ ماں والدین میں ایک ہے، اسے والد پر مقدم کیسے کیا جا سکتا ہے؟ جب بچہ ایسی عمر کو پہنچ جائے، جس میں خود کا خیال رکھ سکتا ہو، اٹھنے بیٹھنے میں کسی کا محتاج نہ ہو اور کسی عورت کی مدد کا ضرورت مند نہ رہے، تو ماں باپ کا حق برابر ہو جائے گا اور ماں کو مقدم کرنے والا سبب زائل ہو جائے گا۔ لہٰذا والدین کا حق برابر ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر مقدم کسی قرینے کی بنا پر کیا جائے گا۔ یہ قرینہ قرعہ کی صورت میں خارجی ہوگا یا بچے کو اختیار دینے کی صورت میں ہوگا۔ دونوں صورتیں سنت سے ثابت ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دونوں صورتیں جمع ہیں۔ ہم دونوں کو معتبر سمجھتے ہیں، کسی ایک کی وجہ سے دوسرے کو ٹھکراتے نہیں۔ اسے مقدم کرتے ہیں، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدم کیا۔ اسے مؤخر کرتے ہیں، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤخر کیا ہے۔ لہٰذا بچے کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اختیار کو مقدم کیا جائے گا، کیوں کہ قرعہ کی طرف تب التفات کیا جائے گا، جب تمام حقوق برابر ہوں اور اس کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہ ہو۔ یوں کیا جائے گا کہ بچے کو اختیار دے کر والدین میں سے کسی ایک کو مقدم کیا جائے گا۔ اگر بچہ کسی کو بھی اختیار نہ کرے یا دونوں کو اختیار کر لے، تو قرعہ اندازی کی جائے گی۔ جس مسئلہ میں سنت کا موافقت نہ ہو، اس میں قرعہ اندازی بہترین، انصاف پر مبنی اور تنازع کرنے والوں کی رضا مندی کے ساتھ فیصلہ کرنے کی پختہ صورت ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں ایک اور صورت یہ ہے کہ اگر بچہ کسی کو بھی اختیار نہ کرے، تو بچہ بغیر کسی قرعہ کے ماں کے پاس ہی رہے گا، کیوں کہ ''حضانہ'' ماں کا حق ہے، جو صرف بچے کے اختیار سے ہی منتقل ہو سکتا ہے۔ اگر بچہ اختیار نہ کرے، تو ہر صورت ماں کے پاس ہی ہوگا۔''

(زاد المعاد في هدي خير العباد : ٤٦٨/٥)

سوال: جب ماں فاجرہ ہو، تو کیا اسے حق پرورش حاصل ہوگا؟

جواب: فاجرہ ماں کو حق پرورش دینا بچے کی تربیت کے لیے خطرناک ہے، اس کی دنیا و آخرت برباد ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے حکمت کا تقاضا ہے کہ ایسی ماں کو حق حضانت دینے کے بجائے خاندان کے اس فرد کو دیا جائے، جو بچے کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کر سکے اور اسے اچھا مسلمان اور اچھا شہری بنائے۔

سوال: حق پرورش میں کیا ترتیب ہے؟

جواب: علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ہمارے استاذ محترم علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک اور ضابطہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مسئلہ حضانت میں یہ کہنا انتہائی مناسب ہوگا کہ یہ ایسی ولایت ہے، جس میں شفقت، تربیت اور لطف و کرم کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے۔ اس کا زیادہ حق دار بھی وہی ہے، جو اس بچے کے زیادہ قریب ہو اور ان صفات کا زیادہ حامل ہو۔ یہ اس کے قریبی رشتہ دار ہی ہو سکتے ہیں۔ پھر ان میں سے بھی زیادہ قریبی اور ان صفات سے متصف کو مقدم کیا جاتا ہے۔ اگر ان صفات کے حاملین میں دو یا زیادہ برابر ہو جائیں۔ اگر ان کے درجات برابر ہوں، تو مؤنث کو مذکر پر ترجیح دی جائے گی۔ لہٰذا ماں کو باپ پر، دادی کو دادا پر، خالہ کو ماموں پر، پھوپھی کو چچا پر اور بہن کو بھائی پر ترجیح دی جائے گی۔ اگر دو برابر مذکر یا مؤنث جمع ہو جائیں، اسے قرعہ کے ذریعے مقدم کیا جائے گا۔ اگر بچے کے ساتھ ان کے درجات مختلف ہوں اور قرابت ایک ہی جہت سے ہو، تو بہن کو بیٹی پر، بچے کی خالہ کو والدین کی خالہ پر، والدین کی خالہ کو دادا کی خالہ پر اور نانا و نانی کو اخیافی بھائی پر مقدم کیا جائے گا، کیوں کہ حضانہ کے مسئلہ میں ابو اور چچا کی جہت بھائیوں کی جہت سے زیادہ قوی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخیافی بھائی کو مقدم کیا جائے گا، کیوں کہ میراث میں نانا سے زیادہ قوی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب میں یہ دونوں صورتیں موجود ہیں۔“

(زاد المعاد في هَدي خير العِباد : ٥/٥٠)

سوال: کیا بیوی کے نان و نفقہ کا بندوبست کرنا شوہر کے ذمہ ہے؟

جواب: بیوی کے بنیادی اخراجات اور رہن سہن کا انتظام کرنا شوہر کے ذمہ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا﴾(البقرة : ٢٣٣)

”باپوں پر دستور کے مطابق بیویوں کا روٹی کپڑا ہے، ہر کسی کو اس کی وسعت کے مطابق مکلّف ٹھہرایا جائے گا۔“

سوال: عورت جہیز میں جو کچھ لے کر آئی ہے، اس کا مالک کون ہے؟

جواب: قطع نظر اس کے کہ جہیز لینا دینا جائز ہے یا نہیں، جہیز عورت کی ملکیت ہے، وہ اس میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتی ہے۔

سوال: وفات شوہر کی عدت کے دوران کیا عورت نان ونفقہ کی حق دار ہوگی؟

جواب: عدت وفات شوہر والی عورت اگر حاملہ ہے، تو وہ نان ونفقہ کی حق دار ہوگی، جس کی ادائیگی شوہر کی جائیداد سے کی جائے گی، اگر عورت حاملہ نہیں، تو اس کا خرچہ کسی کے ذمہ نہیں۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

(الطّلاق : ٦)

”عورتیں حاملہ ہوں، تو وضعِ حمل تک ان پر خرچ کریں۔“

❁ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو تین طلاقیں ہوئیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا نَفَقَةَ لَكِ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حَامِلًا .

”آپ کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے، الا کہ آپ حاملہ ہوتیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داود : ٢٢٩٠، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: مرنے والے کی لڑکی کا ولی کون ہوگا؟

جواب: لڑکی کا باپ موجود نہ ہو، تو اس کے عصبہ رشتہ داروں میں قریب ترین مرد ولی ہوتا ہے، مذکورہ صورت میں اگر لڑکی کا دادا زندہ ہے، تو وہ ہی ولی ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے نکاح کرواتے وقت کہا تھا کہ اگر یہ اپنی زوجہ کو نان ونفقہ نہ دے گا، تو اس کا میں ضامن ہوں، پھر شوہر نے بیوی کو نان ونفقہ نہ دیا، تو کیا عورت ضامن سے نان ونفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

جواب: ضامن سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: جس عورت کو تیسری طلاق ہو جائے اور وہ ابھی عدت میں ہو، تو کیا دوران عدت اس کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: شوہر پر اس وقت نان ونفقہ واجب ہے، جب عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہے، اگر تیسری طلاق ہو چکی ہے، تو اس کے بعد چونکہ رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا طلاق بائن کی عدت میں اس پر نان ونفقہ واجب نہیں۔

❁ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لِلْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ .

”رجعی طلاق میں ہی عورت کے لیے نفقہ وسکنی ہے۔“

(سنن النّسائي : ٣٤٠٣، وسندهٗ صحيحٌ)

اس پر مسلمانوں کا اجماع واتفاق ہے۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (٥١٦ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْمُعْتَدَّةِ الرَّجْعِيَّةِ أَنَّهَا تَسْتَحِقُّ النَّفَقَةَ، وَالسُّكْنٰى عَلٰى زَوْجِهَا .

''اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ طلاقِ رجعی کی عدت گزارنے والی عورت کا نفقہ وسکنی خاوند کے ذمہ ہے۔'' (شرح السُّنّة : ۳۰۲/۹)

سوال: کیا اولاد کی تعلیم وتربیت اور شادی بیاہ کے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: چھوٹے بچے کا خرچہ کس کے ذمہ ہے؟

جواب: چھوٹے بچے کا خرچہ اس کے باپ کے ذمہ ہے۔

سوال: شوہر بیوی کو اپنے ساتھ سفر پر لے جانا چاہتا ہے، مگر بیوی انکار کرتی ہے، کیا اس بنا پر شوہر اس کا نان ونفقہ بند کرسکتا ہے؟

جواب: بیوی کو بلا وجہ انکار نہیں کرنا چاہیے، البتہ بیوی کے انکار کے باوجود شوہر پر نان ونفقہ کی ادائیگی ضروری ہے، ورنہ وہ گناہ گار ہوگا۔

سوال: اگر بیوی بلا وجہ شوہر کے مکان میں نہ جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: شوہر کے ذمہ بیوی کے نان ونفقہ اور رہائش کا بندوبست کرنا ہے، اس کے باوجود اگر بیوی شوہر کے مکان میں جانے سے انکار کرے، تو وہ گناہ گار ہوگی، کیونکہ اس پر شوہر کی اطاعت فرض ہے۔

سوال: کیا شوہر پر بیوی کی سابقہ اولاد کا خرچہ ادا کرنا بھی ضروری ہے؟

جواب: بیوی کی سابقہ اولاد کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ نہیں، البتہ اگر بیوی نے نکاح کے وقت ایسی کوئی شرط عائد کی تھی، تو اسے پورا کرنا ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): کیا بوڑھے والدین کا نان ونفقہ اولاد کے ذمہ ہے؟

(جواب): جب والدین بڑھاپے میں پہنچ جائیں اور مالی وجسمانی طور پر محتاج ہو جائیں، تو ان کی خدمت خاطر کرنا اور ان کی تمام تر بنیادی ضروریات کا خیال رکھنا اولاد کے ذمہ ہے، والدین سے حسن سلوک کا یہی تقاضا ہے، ورنہ اولاد گناہ گار ہوگی۔

❁ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''منبر لائیں۔ ہم منبر لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، تو آمین کہا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچے، تو آمین کہا۔ جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو پھر آمین کہا۔ نیچے تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ سے خلاف معمول بات سنی، فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اس کے لیے ہلاکت ہو، جو رمضان پائے، لیکن اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ میں نے آمین کہہ دیا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس آپ کا تذکرہ ہو، لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے آمین کہا۔ تیسری پر چڑھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس اس کے ماں باپ، دونوں یا ایک بوڑھا ہو اور وہ اس کے جنت میں داخلے کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے پھر آمین کہہ دیا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 4/153، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

(سوال): کیا بیوی شوہر کو گھر میں آنے سے روک سکتی ہے، جبکہ گھر شوہر کا ہی ہے؟

(جواب): بیوی شوہر کو گھر آنے سے منع نہیں کر سکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سوال: ایک شخص نے نکاح کیا، پھر تین سال تک بیوی کی خبر نہ لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب نکاح ہو جائے، تو شوہر پر بیوی کے بنیادی اخراجات کی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے، اگر وہ اس کی خبر گیری نہیں کرتا، تو گناہ گار ہوگا، البتہ اس سے نکاح میں کچھ خلل نہیں آئے گا، نہ ہی طلاق واقع ہوگی۔

سوال: جس مطلقہ کی عدت ختم ہو جائے، تو کیا آگے نکاح تک اس کا نفقہ پہلے شوہر کے ذمہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: شوہر پر حالت نکاح اور طلاق رجعی کی عدت کے ختم ہونے تک بیوی کا نفقہ ادا کرنا ضروری ہے، اس کے بعد نفقہ ادا کرنا شوہر کے ذمہ نہیں۔

سوال: اگر مطلقہ دوران عدت شوہر کا گھر چھوڑ کر باپ کے گھر چلی جائے، تو کیا اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے؟

جواب: اگر اپنی مرضی سے گئی ہے، تو اس کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ نہیں۔

سوال: شوہر بیوی کے کسی جرم کی وجہ سے اس سے علیحدگی اختیار کر لے اور طلاق نہ دے، تو کیا اس پر بیوی کا نان ونفقہ واجب ہے؟

جواب: جب تک شوہر بیوی کو طلاق نہ دے، تو الگ رہنے سے بھی اس کی بیوی ہی رہتی ہے، لہٰذا اس صورت میں بیوی کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔

سوال: کیا سسر اپنے داماد کو دوسری شادی سے روک سکتا ہے؟

جواب: مرد کو دوسری شادی کا حق حاصل ہے، کوئی فرد بشر یا قانون اسے پابند نہیں کر سکتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

www.KitaboSunnat.com

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَالِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا﴾(النّساء : ۳)

”اگر اندیشہ ہو کہ آپ یتیم اور نابالغ بچیوں میں عدل نہیں کر پاؤ گے، تو کہیں اور پسند کی شادی کرلو۔ دو دو، تین تین، چار چار شادیاں کر سکتے ہو، البتہ ایک سے زائد بیویوں میں عدل نہ کرسکو، تو صرف ایک شادی کرو، یا پھر لونڈی رکھ لو، یہ بے اعتدالی سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔“

سوال: کیا زانیہ بیوی کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ ہے؟

جواب: جب تک بیوی عقد میں ہے، اس کا خرچہ شوہر کے ذمہ ہے، اب بیوی نیک ہو یا بدچلن، زانیہ ہو یا عفیفہ، بہرصورت وہ نان ونفقہ کی حق دار ہے۔

سوال: جو عورت شوہر کی نافرمان ہے اور روکنے کے باوجود گھر سے باہر جائے، تو کیا ایسی بیوی کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہے؟

جواب: ایسی نافرمان بیوی کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ لازم نہیں۔

سوال: اگر بیوی شوہر کی مرضی سے میکے میں رہے، تو کیا وہ خرچہ کی حق دار ہے؟

جواب: اس صورت میں وہ نان ونفقہ کی مستحق ہے۔

سوال: مفقود الخبر شوہر کی بیوی کا نان ونفقہ کس کے ذمہ ہے؟

جواب: اس کا نان ونفقہ شوہر کے مال سے ادا کیا جائے گا۔

سوال: کیا عنین (نامرد) کے ذمہ بیوی کا نان ونفقہ ہے؟

جواب: جی ہاں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا طلاق یافتہ عورت کو مہر اور عدت کا نفقہ ملے گا؟

جواب: طلاق یافتہ عورت مہر اور عدت کے نفقہ کی مستحق ہے۔

سوال: نفقہ کی کتنی مقدار شوہر کے ذمہ ہے؟

جواب: نفقہ کی کوئی مقدار شریعت نے مقرر نہیں کی، شوہر کی حیثیت کے مطابق نفقہ واجب ہوگا۔

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ﴾ (البقرة : ۲۳۶)

”آسودہ حال پر اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست پر اپنی بساط کے مطابق۔“

سوال: کیا نکاح باطل کا نفقہ واجب ہے؟

جواب: نکاح باطل منعقد نہیں ہوتا، اس لیے اس میں نفقہ واجب نہیں، البتہ دخول کی صورت میں مہر واجب ہوگا؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِنْ فَرْجِهَا، فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَهٗ .

''جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اگر مرد اس کے ساتھ دخول کر لیتا ہے، تو اس عورت کو مرد کی طرف سے شرمگاہ کو حلال کرنے کے عوض حق مہر ملے گا اور اگر ان (باپ کے علاوہ ولیوں) میں اختلاف ہو جائے، تو حاکمِ وقت اس کا ولی ہے، جس کا کوئی ولی نہیں ہے۔''

(مسند إسحاق : 499، مسند الإمام أحمد : 165/6، مسند الحميدي : 228، مسند الطّيالسي (منحة : 305/1)، سنن أبي داوٗد : 2083، سنن ابن ماجه : 1879، سنن الترمذي : 1102، السّنن الكبرىٰ للنسائي : 5394، مسند أبي يعلىٰ : 2083، سنن الدّارقطني : 221/3، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 105/7، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا بیوی کا علاج کرانا شوہر کے ذمہ ہے؟

جواب: شوہر پر بیوی کی تمام بنیادی ضروریات کو پورا کرنا ضروری ہے اور علاج ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے، لہٰذا بیوی کے علاج معالجہ کے اخراجات بذمہ شوہر ہیں۔

سوال: کیا نکاح کے وقت مرد کی خوشحالی یا تنگ دستی کو مدنظر رکھا جا سکتا ہے؟

جواب: جس مرد سے ناطہ قائم کیا جا رہا ہے، اس کی تنگ دستی یا خوشحالی کو دیکھنا جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں، البتہ یہ معیار نہیں ہونا چاہیے، اصل معیار دین داری اور شرافت ہے، باقی سب چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

❀ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں :

''ابو عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے انہیں غیر موجودگی میں بتّہ طلاق دے دی اور اپنے وکیل کے ہمراہ کچھ جَو بھیجے، تو وہ (یہ تھوڑے سے جَو دیکھ کر) اس سے ناراض

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوئیں، اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے ذمہ آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور سارا معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ان کے ذمہ آپ کا کوئی نفقہ نہیں۔ اسے ام شریک کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا، پھر فرمایا: وہ (ام شریک) ایسی خاتون ہیں کہ اس کے پاس میرے صحابہ بکثرت آتے جاتے ہیں، لہٰذا آپ ابن ام مکتوم کے گھر عدت گزار لیں، کیوں کہ وہ نابینا آدمی ہیں اگر آپ کسی وقت (فوری) کپڑے اتار بھی دیں، تو کوئی حرج نہیں اور جب عدت پوری کر لو، تو مجھے اطلاع دینا۔ وہ بیان کرتی ہیں: جب عدت مکمل ہوگئی، تو میں نے آپ کو اطلاع دی کہ سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اور ابوجہم رضی اللہ عنہ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوجہم تو مارتا بہت ہے اور معاویہ فقیر آدمی ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں، لہٰذا آپ اسامہ بن زید سے نکاح کر لیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے وہ پسند نہیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اسامہ بن زید سے شادی کر لیں۔ میں نے ان سے نکاح کر لیا، اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی خیر و برکت کی کہ میں ان پر رشک کرنے لگی۔“

(صحيح مسلم: 1480، المنتقى لابن الجارود: 760)

سوال: اگر وکیل شوہر پر نفقہ کی مقدار مقرر کر دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت نے شوہر پر نفقہ کی مقدار مقرر نہیں کی، بلکہ اس کی حیثیت اور طاقت کے مطابق اس پر فرض کی ہے، لہٰذا کسی وکیل، جج یا قاضی کے نفقہ کی مقدار مقرر کرنے سے شوہر پر وہ مقدار فرض نہیں ہو جاتی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: جس عورت کو شوہر نے علیحدہ کر دیا، وہ اسے طلاق دیتا ہے، نہ اپناتا ہے، تو کیا اس دوران شوہر پر نفقہ واجب ہے؟

جواب: ایسی عورت کو "معلقہ" کہتے ہیں، اس کا نفقہ بذمہ شوہر ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں گناہ گار ہوگا۔

سوال: کیا شوہر پر اولاد کا نفقہ واجب ہے؟

جواب: شوہر پر اپنی اولاد کا نفقہ واجب ہے۔

سوال: دوران زچگی جو اخراجات ہوں، اس کی ادائیگی کس کے ذمہ ہے؟

جواب: شوہر کے ذمہ ہے۔

سوال: بیوی اپنے نفقہ میں سے کچھ بچا بچا کر جمع کرے، تو اس کا مالک کون ہوگا؟

جواب: وہ بیوی کی ملکیت ہوگی۔

سوال: بیوی شوہر کے گھر جانا چاہتی ہے، مگر شوہر نہیں لاتا، تو کیا اس پر نفقہ ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہے۔

سوال: جو عورت شوہر کا روپیہ لے کر گھر سے بھاگ جائے، کیا شوہر پر اس کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں شوہر پر نفقہ واجب نہ ہوگا۔

سوال: نابالغہ بہن کا نان ونفقہ بھائیوں پر واجب ہے یا نہیں، جبکہ ان کا باپ وفات پا چکا ہے؟

جواب: بھائیوں پر نابالغہ محتاج بہن کا نان ونفقہ واجب ہے، کیونکہ بھائی ہی اس کے وارث ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اگر لڑکی شوہر کے پاس آنا چاہے، مگر اس کے والدین نہ بھیجیں، تو کیا شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہوگا؟

جواب: شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب نہ ہوگا۔

سوال: جب شوہر بیوی کو نفقہ دے، مگر اپنے گھر نہ لائے، تو کیا طلاق ہوگی؟

جواب: جب تک شوہر طلاق نہیں دیتا، طلاق نہیں ہوگی۔

سوال: جو شوہر غربت کی وجہ سے حق مہر ادا نہیں کر سکتا، تو کیا اسے مہلت دی جاسکتی ہے؟

جواب: اسے مہلت دینی چاہیے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ﴾ (البقرة: ٢٨٠)

”تنگ دست کو آسودہ حالی تک مہلت دی جائے۔“

سوال: کیا بیوہ حاملہ مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، لے سکتی ہے۔

سوال: قرآن کریم کی قسم اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: قرآن کریم کی قسم اٹھانا جائز ہے، کیوں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کا کلام ہے، مخلوق نہیں۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

”اس پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ، اللہ کے کسی نام، اس کی کسی صفت، قرآن کریم یا اس کے کسی حصے کی قسم اٹھائی اور نبھا نہ سکا، تو اس پر قسم کا وہ کفارہ واجب ہے، جو اللہ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے، اہل فرع کے ہاں اس میں کوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اختلاف نہیں۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ اللہ کی قسم کی تصریح ان الفاظ میں ہے؛
باللہ، تاللہ، واللہ۔"

(التّمهيد لما في المؤ طّأ من المعاني والأسانيد : ١٤/٣٦٩)

❁ امام ابوجعفر احمد بن سنان واسطی رحمہ اللہ (۲۵۹ھ) فرماتے ہیں:
"جس کا یہ عقیدہ ہو کہ قرآن دو ہیں یا موجودہ قرآن حکایت ہے، تو وحدہ لاشریک اللہ کی قسم! وہ زندیق کافر ہے۔ یہ قرآن وہی ہے، جو اللہ نے جبریل کے ذریعے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا، اس میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا کہ باطل اس میں نہ سامنے سے آسکتا ہے، نہ پیچھے سے، یہ حکمت والے اور تعریف کیے گئے (رب) کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى أَنْ يَّأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهٖ﴾ (الْإِسْرَاء : ۸۸) (کہہ دیجیے کہ جن وانس اگر اس لئے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا کلام لے آئیں گے، تو ایسا ممکن نہیں۔) ایک شخص قسم اٹھالے کہ آج کوئی بات نہیں کرے گا، پھر نماز پڑھ لے یا قرآن پڑھ لے یا نماز میں سلام کہہ دے، تو قسم کا کفارہ لازم نہیں ہوگا، کیوں کہ قرآن کو کسی دوسرے کلام پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن اللہ کا کلام ہے، اسی سے ابتدا اور اسی پر انتہا ہے۔ اللہ کے اسما اس کی صفات یا اس کا علم کوئی بھی مخلوق نہیں ہے۔"

(اختصاص القرآن بعوده الرّحمن الرّحيم للضّياء المقدسي، ص ٣٢، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:
مَنْ حَلَفَ بِاسْمٍ مِّنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ فَحَنِثَ، فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ؛ لِأَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِسْمَ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلوقٍ، وَّمَنْ حَلَفَ بِالْكَعْبَةِ أَوْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ؛ لِأَنَّهٗ مَخْلُوقٌ، وَّذَاكَ غَيْرُ مَخْلُوقٍ .

''جس نے اللہ کے کسی نام کی قسم کھائی اور اسے نبھا نہ سکا، اس پر کفارہ ہے، کیوں کہ اللہ کے نام مخلوق نہیں ہیں۔ جس نے کعبہ یا صفا و مروہ کی قسم اٹھائی، اس پر کفارہ نہیں ہے، کیوں کہ یہ مخلوق ہیں اور اللہ کا نام مخلوق نہیں ہے۔''

(آداب الشّافعي ومناقبه لابن أبي حاتم، ص ۱۹۳، حلية الأولياء لأبي نعيم : ۱۱۳/۹، السّنن الكبرٰى للبيهقي : ۲۸/۱۰، مناقب الشّافعي للبيهقي : ۴۰۵/۱، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

أَسْمَاءُ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ، وَالْقُرْآنُ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ، فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الْقُرْآنَ مَخْلُوقٌ فَهُوَ كَافِرٌ، وَّمَنْ زَعَمَ أَنَّ أَسْمَاءَ اللّٰهِ مَخْلُوقَةٌ فَقَدْ كَفَرَ .

''قرآن میں اللہ کے نام ہیں اور قرآن اللہ کا علم ہے، جس کا یہ عقیدہ ہو کہ قرآن مخلوق ہے، وہ کافر ہے۔ جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کے نام مخلوق ہیں، وہ بھی کافر ہے۔''

(المحنة لأبي الفضل صالح بن أحمد بن حنبل، ص ٦٩)

❀ صاحب ہدایہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ ...... وَكَذَا إِذَا حَلَفَ بِالْقُرْآنِ لِأَنَّهٗ غَيْرُ مُتَعَارَفٍ .

''جو غیر اللہ کی قسم اٹھائے، اس کی قسم بے اثر ہے، مثلاً، نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کعبہ کی قسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٹھانا......قرآن کی قسم بھی غیر متعارف ہے اس لئے نہیں اٹھانی چاہیے۔‘‘

(الهداية : ٣١٨/٢)

✿ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (٨٦١ھ) لکھتے ہیں:

’’یہ مخفی نہیں کہ قرآن کی قسم اٹھانا اب متعارف ہو چکا ہے، اب اسے قسم تصور کیا جائے گا، جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے۔ صاحب ہدایہ نے جو کہا کہ قرآن کی قسم اٹھانا درست نہیں، اس کی یہ علت بیان کرنا جائز نہیں کہ قرآن اللہ کا غیر ہے، قرآن مخلوق ہے، غیر مخلوق تو کلام نفسی ہے، گو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والا قرآن تو صرف وہ حروف ہیں، جن کا اپنا وجود تو عالم اسباب میں نہیں، البتہ موجودہ قرآن میں استعمال ہونے والے حروف پر دلالت کناں ضرور ہیں، سو اگر موجودہ حروف ہی کو کلام اللہ مان لیا جائے، تو حقیقی کلام الٰہیہ کو معدوم کہنا ناممکن ہو جائے گا۔ (ثابت ہوا کہ موجودہ حروف مخلوق ہی ہیں)، لیکن اگر عوام سے کہا جائے کہ قرآن مخلوق ہے، تو وہ یہی سمجھیں گے کہ مطلقا کلام اللہ ہی کو مخلوق کہا جا رہا ہے، (اس لئے نہیں کہتے) اب رہا مسئلہ قرآن کی قسم کا تو یہ قسم اٹھاتے وقت عرف پر محمول کرنا واجب ہوگا۔‘‘

(فتح القدير : ٦٩/٥، البحر الرّائق لابن نجيم : ٣١١/٤)

✿ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (٧٩٢ھ) لکھتے ہیں:

’’قرآن کی قسم اٹھانا جائز ہے، جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا موقف ہے، کیوں کہ یہ ہمارے زمانے میں متعارف ہو چکا ہے۔ اس کی بات قابل التفات نہیں، جو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہتا ہے کہ قرآن کی قسم نہیں اٹھائی جاسکتی کہ یہ مخلوق ہے، قرآن کو مخلوق کہنا معتزلہ کا مذہب ہے اور یہ کفر ہے، کیوں کہ معلوم ہے کہ قرآن اللہ کی مخلوق نہیں کلام ہے۔“

(التّنبيه على مشكلات الهداية : ٤/٨٦۔٨٧)

سوال: کیا اپنے ایمان کی قسم اٹھانا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ قسم اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات کی اٹھانی چاہیے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا، تو اسے طلاق دے دوں گا، پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نکاح صحیح ہے، اسے چاہیے کہ یا قسم پوری کر کے طلاق دے دے، ورنہ قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

سوال: کیا قسم کو پورا کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر انسان کسی معاملہ پر قسم اٹھائے، بعد میں اسے معلوم ہو کہ دوسرا معاملہ بہتر ہے، تو اسے چاہیے کہ دوسرا کام سرانجام دے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے، اس صورت میں اس پر قسم کو پورا کرنا ضروری نہیں۔

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا .

”میں کسی کام پر قسم اٹھاتا ہوں، بعد ازاں محسوس کرتا ہوں کہ دوسرا کام اس سے بہتر ہے، تو میں بہتر کام کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري: 3133، صحيح مسلم: 1649)

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ وَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ.

”جب آپ کوئی کام کرنے کی قسم کھائیں، پھر (کوئی) دوسرا کام اس سے بہتر دیکھیں، تو بہتر کام کر لیں اور قسم کا کفارہ دے دیں۔“

(صحيح البخاري: 6722، صحيح مسلم: 1652)

❁ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”مجھے اپنی بہن کی منگنی کا پیغام ملا۔ میرے چچا زاد آئے، تو میں نے ان سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا، اس نے طلاق رجعی دے دی، حتی کہ عدت ختم ہو گئی۔ پھر اس نے نکاحِ جدید کا پیغام بھیجا، میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں ہرگز نکاح نہیں کروں گا، میرے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ ”جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت ختم ہو جائے، تم انہیں اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے مت روکو، جب وہ باہم رضا مند ہوں۔“ اس کے بعد میں نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور ان سے شادی کر دی۔“ (سنن أبي داود: ٢٠٨٧، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: ایک شخص نے دل میں قسم اٹھائی کہ وہ بیوی سے ہم بستری نہیں کرے گا، تو کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: قسم کا تعلق زبان سے ہے، دل سے نہیں۔ جب تک زبان سے قسم نہیں اٹھائے گا، اس پر قسم کو پورا کرنا یا توڑنے کی صورت میں کفارہ ادا کرنا واجب نہیں۔

سوال: ''ان شاءاللہ'' کے ساتھ قسم اٹھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قسم کے متصل بعد ان شاءاللہ کہنے سے قسم بے اثر ہو جاتی ہے، پھر اگر اس قسم کا لحاظ نہ رکھے، تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) لکھتے ہیں:

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جو شخص یوں قسم اٹھائے کہ اللہ کی قسم! ان شاءاللہ کل میں قرضہ یا دیت ادا کر دوں گا یا غصب شدہ چیز لوٹا دوں گا یا ظہر یا عصر پڑھوں گا یا رمضان کے روزے رکھوں گا وغیرہ، پھر اگر وہ اس قسم کو پورا نہیں کر سکا تو کفارہ نہیں ہوگا، کیوں کہ اس نے ان شاءاللہ کہہ دیا تھا کہ اللہ چاہے گا، تو کروں گا اور اللہ نے نہیں چاہا کہ وہ ایسا کرے۔''

(مجموعة الرّسائل والمسائل : ۱۵۱/۵)

❀ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

''کسی کام پر قسم اٹھانے کے بعد اگر کہے کہ اللہ کی قسم! ان شاءاللہ میں فلاں کام کروں گا یا ایسے کہے کہ اگر اللہ نے چاہا، تو یہ کام کروں گا، یا کہے: اگر اللہ نے نہ چاہا تو نہیں کروں گا۔ ایسے الفاظ کا استعمال بھی درست ہے کہ اگر میں چاہوں گا کر دوں گا نہ چاہا، تو نہیں کروں گا یا یوں کہے کہ کام کروں گا، اگر اللہ نے میرا ارادہ نہ بدلا یا مجھے کوئی اور کام نہ کرنا پڑا تو، اسی طرح قسم کو کسی ذات کے ساتھ معلق کر دینا کہ اگر فلاں نے چاہا تو کروں گا ورنہ نہیں، تو یہ سبھی صورتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسم کو بے اثر کر دیتی ہیں۔اب اگر یہ قسم توڑ بھی دے،تو اس پر کفارہ نہیں ہوگا۔“

(المُحلّٰی بالآثار : ٦/٣٠١)

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”اللہ کے نبی سیدنا سلیمان بن داود علیہما السلام نے قسم اٹھائی کہ آج رات ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا،سبھی بیٹا جنم دیں گی اور وہ سب بیٹے اللہ کے رستے میں قتال کریں گے۔آپ کے ساتھی یا فرشتے نے عرض کیا: ان شاء اللہ کہہ لیجئے،سیدنا سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہنا بھول گئے،تو ایک ہی عورت کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور وہ بھی معذور،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ دیتے، تو ان کی قسم بھی نہ ٹوٹتی اور حاجت برآوری بھی ہو جاتی۔“

(صحيح مسلم : ١٦٥٤)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِینٍ، فَقَالَ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰی .

”ان شاء اللہ کہہ کر اٹھائی جانے والی قسم پر کفارہ نہیں ہوتا۔“

(مسند الإمام أحمد : ٢/١٠، سنن أبي داود : ٣٢٦١، سنن النّسائي : ٣٨٦٠، سنن التّرمذي : ١٥٣١، سنن ابن ماجه : ٢١٠٥، وسندهٗ صحيحٌ)

مسند حمیدی (٧٠٧) میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کر دی ہے،ان کے بہت سارے متابع بھی ہیں۔اس حدیث کو امام ترمذی نے ”حسن“،امام ابن الجارود (٩٢٨)،امام ابوعوانہ (٥٩٩١) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (٤٣٣٩) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنٰی، فَإِنْ شَاءَ رَجَعَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حِنْثٍ .

''جس نے ان شاءاللہ کہہ کر قسم اٹھائی، وہ چاہے، تو کام کرے، چاہے تو چھوڑ دے، اس پر کفارہ نہیں ہوگا۔'' (سنن أبي داود : ٣٢٦٢، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث پر اکثر اہل علم صحابہ کا عمل ہے کہ اگر ان شاءاللہ کہہ کر قسم اٹھائی جائے، تو اس قسم پر کفارہ نہیں ہوگا۔ یہ سفیان ثوری، اوزاعی، مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : ١٥٣١)

❀ راویٔ حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ : وَاللّٰهِ! ثُمَّ قَالَ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ لَمْ يَفْعَلِ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ، لَمْ يَحْنَثْ .

''جس نے یوں قسم اٹھائی کہ اللہ کی قسم! ان شاءاللہ میں یہ کام کروں گا۔ پھر وہ کام نہیں کیا، تو اس پر کفارہ نہیں ہوگا۔''

(مؤطّأ الإمام مالك : ٤٧٧/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ نیز فرماتے ہیں:

كُلُّ اسْتِثْنَاءٍ مَّوْصُولٌ، فَلَا حَنَثَ عَلٰى صَاحِبِهٖ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مَوْصُولٍ، فَهُوَ حَانِثٌ .

''ان شاءاللہ قسم کے ساتھ ہی کہہ دے، تو کفارہ نہیں ہے، لیکن قسم کے ساتھ نہ کہے، تو کفارہ ہوگا۔'' (السّنن الكبرٰى للبيهقي : ٤٧/١٠، وسندهٗ حسنٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي وَاللّٰهِ -إِنْ شَاءَ اللّٰهُ - لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا .

''اللہ کی قسم! ان شاءاللہ، میں جس بھی کام پر قسم اٹھاتا ہوں، بعدازاں محسوس کرتا ہوں کہ دوسرا کام اس سے بہتر ہے، تو میں بہتر کام کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کردیتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 3133، صحيح مسلم : 1649)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْقَاضِي أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ قَوْلَهٗ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَمْنَعُ انْعِقَادَ الْيَمِينِ بِشَرْطِ كَوْنِهٖ مُتَّصِلًا .

''قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ان شاءاللہ کہنے سے قسم منعقد نہیں ہوتی، بشرطیکہ قسم کے متصل بعد کہا جائے۔''

(شرح النووي : 119/11)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّ الِاسْتِثْنَاءَ إِنْ كَانَ فِي نَسَقِ الْكَلَامِ دُونَ انْقِطَاعٍ بَيِّنٍ فِي الْيَمِينِ بِاللّٰهِ أَنَّهٗ جَائِزٌ .

''اس پر اجماع ہے کہ اگر ان شاءاللہ کلام کے فورا بعد کہا جائے، اس طرح کہ کلام اور ان شاءاللہ میں واضح انقطاع نہ ہو، تو یہ طریقہ جائز ہے۔''

(التَّمهيد لما في المُوَطّأ من المعاني والأسانيد : ٣٧٤/١٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) لکھتے ہیں؛

إِجْمَاعٌ لِّأُمَّةٍ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَكَمَ بِأَنَّ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَوْ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ حَلَفَ فَإِنَّهٗ إِنْ فَعَلَ مَا حَلَفَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَفْعَلَهٗ فَلَا حِنْثَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ تَلْزَمُهٗ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَوْ شَاءَ لَأَنْفَذَهٗ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ .

”امت کا اجماع ہے کہ جو ان شاء اللہ کہہ کر کسی بھی کام پر قسم اٹھا لے، تو اختیار ہے کہ چاہے تو کرے، چاہے تو نہ کرے، اس پر کفارہ نہیں ہوگا، یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ کیونکہ اگر اللہ چاہتا، تو وہ کام ہو جاتا، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ (ان شاء اللہ کہے بغیر کبھی نہ کہیں کہ میں کل یہ کام کروں گا۔)“

(الفِصَل في المِلَل : ٣/٨٦)

قسم میں استثنا کی شرائط:

① قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہنے کا مقصد یہ ہو کہ میں اللہ کی مشیت پر چھوڑ رہا ہوں، قسم فقط تبرک کے لئے نہ ہو۔

② قسم جس وقت اٹھائی جائے، ان شاء اللہ بھی اسی وقت کہا جائے، بعد میں کہنے کا فائدہ نہیں۔

③ صرف دل میں ان شاء اللہ کہنا کافی نہیں، بلکہ زبان سے بھی کہنا ہوگا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فائدہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

إِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ عَلٰى يَمِينٍ فَلَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ وَلَوْ إِلٰى سَنَةٍ.

”اگر کوئی قسم اٹھالے، تو سال بعد بھی ان شاء اللہ کہہ کر استثنا کر سکتا ہے۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم: ٣٣٦/٤، ح: 7833)

اس کی سند ضعیف ہے، اعمش ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: قسم کھائی کہ فلاں کام نہیں کروں گا، پھر کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔

سوال: نابالغ لڑکا قرآن کریم اٹھائے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: شریعت کے کسی کام پر برادری والوں سے عہد لینا کیسا ہے؟

جواب: بہت اچھا ہے۔

سوال: غیر اللہ کی قسم اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا حرام ہے، خواہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خانہ کعبہ، امانت، جان و مال، جسم وروح وغیرہ کی ہو۔

❁ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ باپ کی قسم کھاتے سنا، تو فرمایا:

اَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اللہ نے آباواجداد کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، چنانچہ جس نے قسم کھانی ہو، وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے، ورنہ خاموش ہو رہے۔“

(صحيح البخاري : 6646، صحيح مسلم : 1646)

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

”نہ اپنے آبا کی قسمیں کھاؤ اور نہ ہی بتوں کی۔“

(صحيح مسلم : 1648)

امانت کی قسم کھانے کی شدید ممانعت وارد ہوئی ہے۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا .

”جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 352/5، سنن أبي داوٗد : 3253، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (4363) نے ”صحیح“، امام حاکم رحمہ اللہ (298/4) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ .

”جو غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائے، اس کی قسم قبول نہیں، جیسے وہ نبی اور کعبہ کی قسم اٹھادے۔“

(الهِداية : 318/2، طبع بيروت)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ حَلِفٌ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''کیونکہ نبی ﷺ اور کعبہ کی قسم اٹھانا، غیر اللہ کی قسم ہے۔''

(البحر الرّائق : 311/4)

سوال: دو آدمی باہم جھگڑ پڑے، تو ایک نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر میں تمہاری جائیداد میں سے کچھ کھاؤں، تو میں نبی ﷺ کے دین سے خارج ہو جاؤں، پھر وہ اس کا وارث بن گیا، اب اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم معتبر ہے، اسے چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور جائیداد میں اپنے حصہ کی وراثت حاصل کر لے۔

سوال: زید نے عمر سے کہا کہ اللہ کی قسم، تم کو یہ کام کرنا ہے، مگر عمر نے وہ کام نہ کیا، تو کیا زید حانث ہو گا؟

جواب: زید حانث ہو گا۔

سوال: اگر کوئی کہے کہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میں یہ کام ضرور کروں گا، پھر اس نے وہ کام نہیں کیا، تو کیا حانث ہوا یا نہیں؟

جواب: یہ قسم نہیں ہے، لہٰذا حانث نہیں ہوا۔

سوال: ایک شخص نے خنزیر کھانے کی قسم کھائی، پھر قسم توڑ دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: خنزیر نجس العین اور حرام ہے، جس نے خنزیر کھانے کی قسم توڑی، اس نے اچھا کیا، بہرحال اس پر کفارہ لازم ہو گا۔

سوال: کیا ماضی کے کسی معاملہ پر جھوٹی قسم کھانے سے کفارہ لازم ہوتا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(جواب): ماضی کے کسی معاملہ پر جھوٹی قسم کھانے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا، البتہ ایسا شخص گناہ گار ہوگا، مثلاً کوئی شخص کہے کہ اللہ کی قسم! میں نے فلاں شخص کو اتنے روپے قرض دیے تھے، مگر دیے نہ ہوں، تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا، البتہ یہ گناہ گار ہے، اس پر توبہ لازم ہے۔ کفارہ حال یا مستقبل کے کسی معاملہ پر قسم اٹھا کر اسے توڑنے پر واجب ہوتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کسی بھی معاملے میں مسلمان آدمی سے مال چھیننے کے لیے جھوٹی قسم کھاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (آل عمران: 77) (جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی جھوٹی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں۔) اشعث بن قیس آکر پوچھنے لگے: ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کیا بیان کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا: یہ حدیث بیان کر رہے ہیں، تو وہ کہنے لگے: وہ سچ کہہ رہے ہیں: یہ آیت میرے ہی متعلق اتری تھی، میرے اور میری قوم کے ایک آدمی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا، میں وہ جھگڑا لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، تو آپ نے فرمایا: اپنی دلیل لائیں۔ میرے پاس دلیل نہیں تھی، تو آپ نے دوسرے آدمی سے کہا: قسم اٹھاؤ۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! قسم تو یہ اٹھا لے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی بھی معاملے میں مسلمان آدمی سے مال چھیننے کے لیے جھوٹی قسم کھاتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (آل عمران : 77) (جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی جھوٹی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں۔)"

(صحيح البخاري : 2666، صحيح مسلم : 220/138)

سوال: جس کو بات بات پر قسم اٹھانے کی عادت ہو، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: قسم جس کا تکیہ کلام ہو، اس کی قسم کا اعتبار نہیں، یہ لغو قسم ہے۔ اس پر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُوَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾(البقرة : ٢٢٥)

"اللہ تعالیٰ لغو قسموں پر تمہارا مؤاخذہ نہیں کرتا۔"

❀ اس آیت کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"یہ آیت لوگوں کے یوں کہنے کے متعلق اتری ہے: "اللہ کی قسم! اللہ کی قسم!" (یعنی گفتگو کے دوران تکیہ کلام کے طور پر غیر ارادی قسمیں کھانا یمین لغو ہے۔)"

(صحيح البخاري : 6663)

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ اللہ کی قسم! میں ہزار روزے رکھوں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم صحیح ہے، اس شخص پر لازم ہے کہ یا تو ہزار روزے رکھے یا قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دے۔

سوال: اگر کوئی کہے میں ایسا نہ کروں، تو اپنے باپ کا نہیں، کیا یہ قسم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں، لغو بات ہے، جو اکثر شدید غصے میں صادر ہوتی ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ اگر فلاں شخص پر ظلم کروں، تو کافر ہو جاؤں، پھر اس شخص پر ظلم کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں قسم توڑنے پر کافر ہو جائے گا۔

❀ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ .

”جس نے دین اسلام کی بجائے کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائی، تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے کہا۔ (یعنی یوں کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں، تو میں یہودی ہو جاؤں وغیرہ تو وہ یہودی ہو جائے گا)۔“

(صحيح البخاري : 6047، صحيح مسلم : 110)

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ گھر نہیں آئے گا، پھر گھر میں سامان بھیجا، تو کیا قسم میں حانث (قسم توڑنے والا) ہوا؟

جواب: سامان بھیجنے سے حانث نہیں ہوا۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ فلاں کام کروں، تو خدا اور رسول سے بیزار ہوں، پھر اس نے وہ کام کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس شخص نے وہ کام کر لیا، تو وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے اللہ اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس کے رسول کی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔

سوال: ناجائز کام پر قسم اٹھانا کیسا ہے اور اسے پورا کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ناجائز کام پر قسم اٹھانا بھی ناجائز ہے، البتہ اگر قسم اٹھالی ہے، تو اسے توڑنا واجب ہے، توڑنے کی صورت میں کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔

❀ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ وَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ .

”جب آپ کوئی کام کرنے کی قسم کھائیں، پھر (کوئی) دوسرا کام اس سے بہتر دیکھیں، تو بہتر کام کر لیں اور قسم کا کفارہ دے دیں۔“

(صحيح البخاري : 6722، صحيح مسلم : 1652)

جب ایک جائز کام کی قسم اٹھائی ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ بہتر کام دوسرا ہے، تو قسم توڑ کر دوسرا کام کرنا چاہیے، تو جو قسم اٹھائی ہی ناجائز کام پر گئی ہو، اسے بدلنا نہ صرف درست ہے، بلکہ واجب بھی ہے۔

سوال: جس شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ جانور کا دودھ نہیں پیئے گا، پھر اس نے گھی کھا لیا، تو کیا حانث ہوا یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں وہ حانث نہیں ہوا، کفارہ صرف دودھ پینے سے لازم ہوگا، نہ کہ دودھ کی بنی ہر چیز سے۔

سوال: مزارات کی زیارت اور مراقبہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: قبروں کی تعظیم میں غلو بہت سے اعتقادی اور اخلاقی فتنے جنم دے چکا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قبروں اور مزارات پر مشرکانہ عقائد و اعمال اور کافرانہ رسوم و رواج اس قدر رواج پا رہی ہیں کہ بعض لوگوں نے اولیا و صالحین کی قبریں سجدہ گاہ بنالی ہیں۔

لوگ طلبِ حاجات کے لیے ان پر مراقبہ اور مجاہدہ کرتے نظر آتے ہیں، مشکلات میں ان کی پکار کرتے ہیں اور ان سے فریادیں کرتے ہیں، ان سے ڈرتے ہیں اور انہی سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں۔ ان پر چڑھاوے دیتے ہیں، منت اور نذرانے پیش کرتے ہیں۔ وہاں موجود مجاور زائرین کو صاحبِ قبر کے متعلق جھوٹی حکایات اور کرامات سناتے ہیں۔

اور لوگ جہالت کے باعث ان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور اپنا ایمان برباد کر بیٹھتے ہیں، شیطان نے قبر پرستی اور اولیا پرستی کے حوالے سے وہ تمام وسائل و ذرائع مہیا کر رکھے ہیں، جن کی بنیاد پر شرک و بدعت کی گاڑی چلتی ہے اور ایمان کے سودے ہوتے ہیں۔

قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا بھی انہی وسائل میں سے ہے۔ یہ منکر اور بدعت ہے۔ مشرکین اپنے بتوں کی دیکھ بھال اور نگرانی اسی طرح کرتے تھے، جیسا کہ

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۞ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ﴾ (الشّعراء: ۷۰۔۷۱)

''ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے سوال کیا کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو یہ کیا ہیں؟، کہنے لگے: ہم بتوں کے پجاری اور ان کے مجاور ہیں۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ﴾ (الأنبياء: ۵۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

’’ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: کیا ہیں یہ مورتیاں، جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو؟‘‘

❀ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُونَ عَلٰى أَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾(الأعراف : ١٣٨)

’’ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار اتارا، تو ایک بتوں کی مجاور قوم پر جا اترے، بنی اسرائیل کہنے لگے: موسیٰ! ان کی طرح ہمیں بھی کوئی معبود بنا دیں، موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے: آپ بہت بڑے جاہل ہو!‘‘

اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث ملاحظہ ہو:

❀ سنان بن ابی سنان دؤلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

’’میں نے صحابی رسول سیدنا ابو واقد رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا، تو آپ ہمیں اپنے ساتھ قبیلہ ہوازن کی طرف لے گئے۔ ہم کفار کی ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے، جس کے پاس وہ مجاوری کرتے تھے اور اسے ’’ذاتِ انواط‘‘ کا نام دیتے تھے۔ ہم نے کہا: اللہ کے رسول! جس طرح کفار کی ذاتِ انواط ہے، اسی طرح ہمارے لیے بھی ایک ذاتِ انواط مقرر کر دیجیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر! یہ سابقہ اُمتوں کے طریقے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی معبود بنا دیں، جیسے کفار کے معبود ہیں اور اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ لاعلم لوگ ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر ضرور چلیں گے۔''

(صحیح ابن حبان: 6702، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

''اس تفسیر کے ساتھ فرقوں والی حدیث ان بدعات پر صادق آتی ہے جن کا ارتکاب یہود و نصاریٰ پہلے سے کرتے آرہے ہیں، نیز معلوم ہوا کہ یہ اُمت بھی اللہ کے دین میں ایسی بدعات کا ارتکاب کرے گی بلکہ ایک زائد ایسی بدعات میں بھی مبتلا ہوگی، جن کا ارتکاب یہود و نصاریٰ نے نہیں کیا۔''

(الاعتصام: 245/2)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ الْعُكُوفُ عِنْدَ الْقَبْرِ، وَالْمُجَاوَرَةُ عِنْدَهٗ، وَسَدَانَتُهٗ، وَتَعْلِيقُ السُّتُورِ عَلَيْهِ، كَأَنَّهٗ بَيْتُ اللّٰهِ الْكَعْبَةُ.

''قبر پر اعتکاف، اس کی مجاوری، اس کی خدمت، اس پر خانہ کعبہ بیت اللہ کی طرح چادریں چڑھانا، سب حرام ہے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم، ص 267)

❀ نیز فرماتے ہیں:

''کسی شجر و حجر یا مورتی وغیرہ کے پاس اعتکاف کرنا اور کسی نبی یا غیر نبی کی قبر یا نبی یا غیر نبی کے مقام پر مجاور بن کر بیٹھنا، ان کاموں کا مسلمانوں کے دین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ مشرکین کے دین سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(اقتضاء الصّراط المستقیم، ص 365)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

”قبر پرستی کی خرابیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ان کی ایسی تعظیم کی جاتی ہے جو انسان کو شرک و بدعت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اسی طرح انہیں میلہ گاہ بنانا، ان کی طرف سفر کرنا، قبروں کے پاس وہ کام بھی کیے جاتے ہیں جو بت پرستی سے مشابہ ہیں، مثلاً ان پر اعتکاف کرنا، ان کے پاس مجاور بن کر بیٹھنا، ان پر پردے لٹکانا، ان کی خدمت کے لیے وقف ہونا وغیرہ۔ قبر پرست قبروں کی مجاوری کو بیت اللہ کی مجاوری پر ترجیح دیتے ہیں اور ان کا یہ نظریہ ہے کہ قبروں کی خدمت بیت اللہ کی خدمت سے افضل ہے۔“

(إغاثة اللّهفان: 1/197)

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ مزار پر ایک ماہ مجاوری کرے گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: قبروں کی مجاوری ناجائز اور حرام کام ہے۔ یہ قبروں کی غیر مشروع تعظیم ہے، جو کسی صورت جائز نہیں۔ جس نے مجاوری کی قسم اٹھائی، اس پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کو توڑ دے، ورنہ سخت گناہ گار ہوگا، البتہ قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔

سوال: قاضی نے فیصلہ کیا کہ مدعا علیہ فلاں فقیر کی قبر پر جا کر حلف دے، تو وہ بری ہوسکتا ہے، مگر مدعا علیہ قبر پر جانے سے انکار کرتا ہے، البتہ حلف دینے کے لیے تیار ہے، تو کیا قبر پر جانے کا انکار حلف سے انکار ہے؟

جواب: حلف اٹھانے کے لیے کسی بزرگ کی قبر پر جانا اس قبر کی غیر شرعی تعظیم ہے، اگر مدعا علیہ اس بات کا انکار کرتا ہے، تو اس کا یہ اقدام مستحسن ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لے اور فقیر کے مزار یا قبر پر نہ جائے، کہ ایسا کرنا جائز نہیں، نیز وہ حلف سے انکاری نہیں۔

سوال: حلف کے وقت قرآن کریم اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: حلف اٹھاتے وقت مصحف قرآنی کو ہاتھ میں اٹھانا جائز ہے۔

سوال: اگر قسم اس وجہ سے توڑی جائے کہ جس کام پر قسم اٹھائی تھی، وہ ناجائز تھا، تو کیا اس پر کفارہ لازم ہوگا؟

جواب: قسم جس وجہ سے بھی توڑی جائے، اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔

❀ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا.

”میں کسی کام پر قسم اٹھاتا ہوں، بعد ازاں محسوس کرتا ہوں کہ دوسرا کام اس سے بہتر ہے، تو میں بہتر کام کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔“

(صحيح البخاري : 3133، صحيح مسلم : 1649)

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ فلاں چیز کا عمر بھر استعمال نہیں کرے گا، پھر اس نے استعمال کر لیا اور کفارہ ادا کر دیا، کیا اب دوبارہ وہ اس چیز کو استعمال کر سکتا ہے یا نہیں اور کیا استعمال کی صورت میں دوبارہ کفارہ لازم ہوگا؟

جواب: پہلی بار جب قسم توڑی، تو کفارہ لازم تھا، جو اس نے ادا کر دیا، اب اس پر قسم ختم ہو چکی ہے، وہ اگر اس چیز کو دوبارہ استعمال کرتا ہے، تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے قسم کھا کر معاہدہ کیا اور کہا کہ ہم میں سے جو بھی اس معاہدے کو توڑے گا، وہ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم ہوگا، پھر ایک شخص نے معاہدہ توڑ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): معاہدہ مشروع اور جائز اُمور پر ہو، تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، ورنہ سخت گناہ گار ہوگا، البتہ یہ ایسی قسم نہیں، جس پر کفارہ لازم ہو۔

(سوال): نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا منکر کیسا ہے؟

(جواب): اہل سنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ شفاعت برحق ہے، قرآن مجید نے کئی شفاعتوں کا اثبات کیا ہے، اس بارے میں احادیث متواترہ بیان ہوئیں ہیں۔ خارجی، معتزلہ، مرجئہ اور شیعہ روز محشر شفاعت کے منکر ہیں۔ خوارج کہتے ہیں کہ کبیر گناہوں کا مرتکب ابدی جہنمی ہے، شفاعت سے اسے خلاصی نہیں مل سکتی۔ یاد رہے کہ جو شفاعت کا منکر ہے، وہ گمراہ اور ظالم ہے، نصوصِ شرعیہ اور اجماع امت کا سخت مخالف ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اول شافع (سب سے پہلے شفاعت کرنے والے) اور اول مشفع (جن کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی) ہیں۔ آپ ﷺ کے متعلق کئی طرح کی شفاعت ہوگی، مثلاً شفاعت کبریٰ: یہ وہ مقام محمود ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرما رکھا ہے، کہ جب لوگ قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، محشر برپا ہو جائے گا، لوگ حساب وکتاب کے لیے بے تاب ہوں گے، اس شدت کے عالم میں لوگ انبیا کے پاس شفاعت کی غرض سے جائیں گے، وہ معذرت کر لیں گے، بالآخر خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جائیں گے۔ آپ ﷺ دربارِ الٰہی میں سربسجود ہو جائیں گے اور اللہ رب العزت کی تحمید وستائش بیان کریں گے، آپ کا شفاعت کا اذن عطا ہو جائے گا، آپ کی شفاعت سے لوگوں کو غم وکرب اور مصیبت وتکلیف سے نجات مل جائے گی۔ یہ شفاعت نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

❀ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت امت کے اہل کبائر کی کے لیے ہے، نیز اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کے ایک گروہ کو جہنم سے نکلوائیں گے، جو (جل کر) کوئلہ ہو چکے ہوں گے، انہیں نہرِ حیات میں ڈالا جائے گا، تو ایسے اُگیں گے، جیسے سیلاب کے کنارے دانا اُگ آتا ہے۔''

(رسالة إلى أهل الثغر، ص 97)

✿ امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

''شفاعت پر ایمان کے وجوب کا بیان: اللہ آپ پر رحم کرے! جان لیجئے کہ شفاعت کا منکر یہ خیال کرتا ہے کہ جو ایک بار جہنم میں داخل ہو گیا، وہ باہر نہیں نکل سکتا۔ یہ معتزلہ کا مذہب ہے، جو شفاعت اور اس جیسے کئی بنیادی امور کا انکار کرتے ہیں، جن کی اصل کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، طریقۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام اور فقہائے کرام کے اقوال میں موجود ہے۔ معتزلہ ان سب کی مخالفت کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنن اور صحابہ کرام کی سنت کی طرف توجہ نہیں دیتے، بلکہ متشابہ آیات اور اپنی عقل کے ذریعے معارضہ کرتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے، بلکہ یہ ان لوگوں کا وطیرہ ہے، جو راہِ حق سے بیگانہ ہو چکے ہیں اور شیطان کا کھلونا بن چکے ہیں۔ ایسوں سے ہمیں اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ اور قدیم و جدید ائمہ نے خبردار کیا ہے۔''

(كتاب الشّريعة: 1198/3)

✿ امام ابوزرعہ رازی (۲۶۴ھ) اور امام ابوحاتم رازی رحمہما اللہ (۲۷۷ھ) نے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ یوں بیان کیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَدْرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ حِجَازًا وَّعِرَاقًا وَّشَامًا وَّيَمْنًا فَكَانَ مِنْ مَذْهَبِهِمْ : ...... وَالشَّفَاعَةُ حَقٌّ .

''ہم نے حجاز، عراق، شام اور یمن کے تمام علاقے کے اہل علم کو دیکھا، ان کا مذہب تھا کہ......شفاعت برحق ہے۔''

(أصول مذهب أهل السنة)

شفاعت کے حوالے سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، دیکھئے:

(قطف الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة للسّيوطي، ص ، 313، لقط اللآلي المتناثرة للزبيدي، ص 75-78، نظم المتناثر للكتاني، ص 223)

❀ امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ (۲۸۷ھ) لکھتے ہیں:

اَلْأَخْبَارُ الَّتِي رَوَيْنَا عَنْ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الشَّفَاعَةِ، وَتَشْفِيعِهِ إِيَّاهُ فِيمَا يَشْفَعُ فِيهِ، أَخْبَارٌ ثَابِتَةٌ مُوجِبَةٌ بِعِلْمِ حَقِيقَةِ مَا حَوَتْ عَلٰى مَا اقْتَصَصْنَا، وَالصَّادُّ عَنِ الْأَخْبَارِ الْمُوجِبَةِ لِلْعِلْمِ الْمُتَوَاتِرَةِ كَافِرٌ .

''ہم نے احادیث نبوی بیان کی ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کی فضیلت سے بہرہ ور فرمایا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس بارے شفاعت کا حق حاصل ہوگا، اس بارے اللہ سے شفاعت کریں گے۔ یہ احادیث ثابت ہیں اور علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔ متواتر اور علم یقینی کا فائدہ دینے والی احادیث کا منکر کافر ہوتی ہے۔''

(كتاب السّنّة : 385/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا انکار کرنے والا کافر ہے، کیونکہ وہ قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت کا منکر ہے۔

سوال: باپ کے نام کی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: باپ کے نام کی قسم کھانا حرام اور ناجائز ہے۔

❀ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

''نہ اپنے آبا کی قسمیں کھاؤ اور نہ ہی بتوں کی۔''

(صحيح مسلم : 1648)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : وَأَبِي أَبِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، قَالَ : فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهٖ بَعْدُ ذَاكِرًا وَّلَا آثِرًا . اَلْحَدِيثُ لِابْنِ الْمُقْرِئِ .

''نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے: میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آبا کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی اپنی طرف سے بات کرتے ہوئے یا کسی اور سے بیان کرتے ہوئے یہ (باپ کی) قسم نہیں کھائی۔''

(صحيح البخاري : 6647، صحيح مسلم : 1646)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: باپ نے قسم کھائی، تو کیا بیٹے کی خلاف ورزی سے کفارہ لازم ہوگا؟

جواب: اگر باپ نے قسم اپنے بارے میں اٹھائی ہے، تو کسی دوسرے کی خلاف ورزی سے کفارہ لازم نہ ہوگا۔

سوال: زید نے قسم اٹھائی کہ اسلم کے ساتھ شراکت داری نہیں کروں گا، پھر زید نے اسلم کے بیٹے سے شراکت داری قائم کرلی، تو کیا زید حانث ہوا؟

جواب: چونکہ قسم اسلم سے شراکت داری نہ کرنے پر اٹھائی تھی، نہ کہ اس کے بیٹے سے، لہٰذا زید حانث نہ ہوا اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہوا۔

سوال: جس نے کسی کام پر قسم اٹھائی اور وہ قسم توڑنا چاہتا ہے، تو کیا پہلے کفارہ ادا کرے یا قسم کے مخالف کام کرے؟

جواب: دونوں طرح ہی درست ہے، خواہ پہلے کفارہ ادا کردے اور بعد میں قسم کے خلاف عمل کرلے، خواہ پہلے قسم کے خلاف عمل کرلے اور بعد میں کفارہ ادا کردے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں، تو اپنی ماں کو دفن کروں، پھر اس نے وہ کام کردیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں، بلکہ لغو بات ہے، اس کی مخالفت سے کفارہ لازم نہیں آتا، البتہ ایسی باتیں کرنے سے گریزاں رہنا چاہیے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ فلاں گناہ کروں، تو مجھے کلام اللہ کی مار پڑے، پھر اس نے وہ گناہ کردیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں، البتہ ایک طرح کی وعدہ خلافی ہے، جس پر وہ گناہ گار ہوگا۔ اسے توبہ واستغفار کرنی چاہیے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کسی کو ملازمت پر رکھتے وقت اس سے حلف لینا کیسا ہے؟

جواب: کسی سرکاری یا نجی عہدے کے ملازم سے حلف لینا جائز ہے، مگر اس حلف کو توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ہوتا، البتہ گناہ گار ضرور ہوتا ہے، کیونکہ یہ حلف نامہ ایک طرح کا وعدہ اور معاہدہ ہے اور معاہدہ کی خلاف ورزی گناہ کبیرہ ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾(بني إسرائيل : ٣٤)

''عہد کو پورا کروں کہ عہد کی بابت باز پرس ہوگی۔''

سوال: قسم کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: قسم کا کفارہ یہ ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق دس مساکین کو کھانا کھلانا یا دس مساکین کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اگر تینوں میں سے کسی کی بھی طاقت نہیں، تو تین روزے رکھے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ﴾(المائدة : ٨٩)

''قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا، جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا دس مساکین کو کپڑے پہنانا یا ایک گردن آزاد کرنا، جس کے پاس یہ (تینوں چیزیں) نہ ہو، اس کے لیے تین دن کے روزے رکھنا ہے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم حلف اٹھاؤ۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا مال دار قسم کے کفارہ میں تین روزے رکھ سکتا ہے؟

جواب: قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا ان کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے، ان تینوں چیزوں میں اختیار ہے، کسی ایک کی ادائیگی سے کفارہ ادا ہو جائے گا، تین روزوں سے کفارہ کی ادائیگی اس کے لیے ہے، جو پہلی تین چیزوں پر طاقت نہیں رکھتا، چونکہ مال دار کے لیے دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑے دینا ممکن ہے، تو اس کا کفارہ تین روزوں سے ادا نہ ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے غصہ میں کہا کہ وہ کاٹن کا لباس نہیں پہنے گا، اب اگر وہ نہ پہنے تو اس کی ماں ناراض ہوتی ہے، تو کیا اسے کاٹن کا لباس پہننا چاہیے یا نہیں؟

جواب: کاٹن کا لباس پہننا جائز ہے، تو ایک جائز کام پر ماں کو رنج پہنچانا جائز نہیں، لہٰذا اسے اپنی کہی بات واپس لے لینی چاہیے اور ماں کی خاطر کاٹن پہن لینی چاہیے۔

سوال: ایک شخص نے غصے میں کہا کہ اگر میں اس باغ کا آم کھاؤں، تو خنزیر کھاؤں، پھر اس نے اسی باغ کا آم کھا لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں ہے، لغو بات ہے، مسلمان کو لغویات سے گریز کرنا چاہیے۔

سوال: ناجائز کام پر قسم اٹھانے کے بعد اسے توڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز کام پر قسم اٹھانی ہی نہیں چاہیے، البتہ اگر اٹھا لی ہے، تو اسے توڑنا واجب ہے، ورنہ وہ گناہ گار ہوگا، بہرصورت کفارہ لازم ہوگا۔

سوال: ایک مستحب کام پر قسم اٹھائی، تو کیا اس قسم کو پورا کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر جائز اور مستحب کام پر قسم اٹھائی ہے، تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، ورنہ کفارہ لازم ہوگا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

(المائدۃ : ۸۹)

''اپنی (جائز) قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لیے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم شکر گزاری کرو۔''

سوال: ایک اُستاد نے قسم اٹھائی کہ فلاں لڑکے کا نام رجسٹر سے خارج کر دوں گا، پھر اگر وہ اس کا نام خارج کر دے، تو اس بچے کا نقصان ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم ہے، مگر ناجائز قسم ہے، اُستاد کو چاہیے کہ بچے کو خارج نہ کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے، ورنہ وہ گناہ گار ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے اپنے استاد کو قسم دی کہ اگر میں آپ کے حکم کی مخالفت کروں، تو میری بیوی کو طلاق ہے، پھر کچھ دونوں بعد اس نے مخالفت کر دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں قسم کا کفارہ بھی لازم ہو گیا اور بیوی کو طلاق بھی واقع ہو گئی۔

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ فلاں مسجد میں آئے گا، تو میں نہیں جاؤں گا، پھر وہ شخص مسجد آ گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کے لیے مسجد جانا واجب ہے، کسی شخص کی وجہ سے مسجد ترک کرنا جائز نہیں اور اس بات پر قسم اٹھانا بھی جائز نہیں۔ اسے چاہیے کہ قسم کو توڑ دے اور مسجد جائے، نیز قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

سوال: ایک شخص نے قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قسم کھائی کہ میں فلاں کام نہ کروں، تو مجھ کو خدا کا دیدار نصیب نہ ہو، پھر اس نے وہ کام نہ کیا، تو کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: کچھ لوگ جذباتی ہوکر قسم اٹھاتے ہیں اور اپنی قسم کو ناجائز اُمور سے معلق کر دیتے ہیں، ایسی حرکات مسلمانوں سے صادر نہیں ہونی چاہییں، بہر کیف مذکورہ صورت میں قسم صحیح ہے، جسے اس شخص نے توڑ دیا ہے، لہٰذا اس پر کفارہ لازم ہے، مگر وہ اسلام سے خارج نہ ہوگا، اسے چاہیے کہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کبھی بھی دیدار الٰہی سے محرومی کی قسم نہ کھائے کہ یہ بہت بڑی بدنصیبی اور رسوائی ہے۔

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ میں فلاں شخص سے نہیں ملوں گا، پھر کچھ عرصہ بعد اسی شخص سے ملاقات کی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس نے قسم توڑ دی ہے، لہٰذا کفارہ لازم ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے ایک ہفتے تک کھانا نہ کھانے کی قسم اُٹھائی، پھر دو دن بعد کھجور کھالی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر کفارہ لازم ہے۔ ایسی قسمیں کھانا جائز نہیں، یہ غیر شرعی قسمیں ہیں، نیز اگر ایسی کوئی قسم اٹھالی جائے، تو اسے توڑنا واجب ہے۔

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ دوسری شادی نہیں کروں گا، پھر کچھ عرصہ بعد مجبوری میں دوسری شادی کر لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: گو کہ اس نے شادی عذر کی وجہ سے کی ہے، مگر وہ قسم توڑ چکا ہے، لہٰذا اس پر کفارہ واجب ہے۔

سوال: ایک شخص نے قسم کھائی کہ بیوی کو کبھی طلاق نہ دوں گا، پھر عرصہ بعد میاں بیوی میں ناچاکی ہوئی اور اس نے طلاق دے دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بیوی کو طلاق ہو چکی ہے اور قسم بھی ٹوٹ چکی ہے، لہٰذا کفارہ لازم ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: تورات وانجیل پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: تورات اور انجیل پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھانا جائز نہیں کہ ایک تو یہ منسوخ ہو چکی ہیں اور ان کا ناسخ قرآن کریم موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا، دوسری بات یہ کہ موجودہ تورات وانجیل میں تغیر وتبدل ہو چکا ہے اور محرف کلام کو کلام اللہ قرار دینا جائز نہیں۔

سوال: کیا غصہ میں قسم اٹھانے سے قسم ہو جاتی ہے؟

جواب: غصہ میں قسم اٹھانے سے بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ ایسا کروں، تو ایمان سے خارج ہو جاؤں، پھر اس نے ایسا کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص ایمان سے خارج ہو چکا ہے، اس نے ایمان کی ناقدری کی ہے۔

سوال: کیا قرآن کریم غیر اللہ ہے یا نہیں اور کیا اس کی قسم کھانا جائز ہے؟

جواب: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صفات الٰہیہ اللہ تعالیٰ سے الگ نہیں ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات دونوں کی قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔

✿ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

”اس پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ، اللہ کے کسی نام، اس کی کسی صفت، قرآن کریم یا اس کے کسی حصے کی قسم اٹھائی اور نبھا نہ سکا، تو اس پر قسم کا وہ کفارہ واجب ہے، جو اللہ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے، اہل فرع کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ اللہ کی قسم کی تصریح ان الفاظ میں ہے؛ باللہ، تاللہ، واللہ۔“

(التّمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : ۳۶۹/۱۴)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

''قرآن کی قسم اٹھانا جائز ہے، جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا موقف ہے، کیوں کہ یہ ہمارے زمانے میں متعارف ہو چکا ہے۔اس کی بات قابل التفات نہیں، جو کہتا ہے کہ قرآن کی قسم نہیں اٹھائی جاسکتی کہ یہ مخلوق ہے، قرآن کو مخلوق کہنا معتزلہ کا مذہب ہے اور یہ کفر ہے، کیوں کہ معلوم ہے کہ قرآن اللہ کی مخلوق نہیں کلام ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : ٤/٨٦_٨٧)

سوال: ایک شخص نے بیوی سے کہا کہ تمہارے ہاتھ سے روٹی کھاؤں، تو والدین کے ہاتھ سے کھاؤں، کیا یہ قسم یا طلاق ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں ہے، نیز یہ جملہ طلاق کے لیے صریح نہیں ہے، اگر شوہر نے اس سے طلاق کی نیت کی، تو طلاق ہوئی، ورنہ نہیں۔

سوال: ایک شخص نے کلمہ طیبہ پڑھ کر کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ضامن بناتا ہوں کہ آئندہ شراب نوشی نہیں کروں گا، کچھ عرصہ بعد پھر شراب پی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں قسم منعقد نہیں ہوئی، یہ ایک وعدہ ہے، مگر جو اس نے رسول اللہ ﷺ کو ضامن بنایا ہے، یہ جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، ہمارے اعمال سے واقف نہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں غلو ہے۔الغرض مذکورہ وعدہ توڑنے کی صورت میں وہ گناہ گار ہوگا، مگر اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔

سوال: قسم اٹھائی کہ بیس دن بیوی سے ہم بستر نہیں ہوں گا، پھر بیس دن سے پہلے ہم بستری کر لی، تو کیا حکم ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر بیس دن سے پہلے ہم بستری کر لی، تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے مسلمانوں سے قطع تعلق رہنے کی قسم اٹھائی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ ناجائز قسم ہے، اسے چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ یہ کام کروں، تو میری ماں پر طلاق ہے، پھر اس نے وہ کام کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم ہے، مگر لغو کام پر۔ مذکورہ صورت میں قسم ٹوٹ چکی ہے، لہٰذا کفارہ لازم ہوگا، مگر جو اس نے ماں کو طلاق والی بات کی ہے، یہ لغو اور فضول ہے، ایسی لغویات سے پرہیز کرنا چاہیے۔

سوال: کیا کفارہ ظہار طلبائے دین کو دینے سے ادا ہو جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا قسم کا کفارہ مدرسہ کے طلبا کو دینے سے ادا ہو جاتا ہے؟

جواب: مدرسہ میں مستحق افراد ہوتے ہیں، ان پر کفارہ لگ جاتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلاں قصاب کا گوشت نہیں کھاؤں گا، پھر کسی کے گھر دعوت پر اسی قصاب کا گوشت کھا لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں قسم ٹوٹ چکی ہے، لہٰذا کفارہ واجب ہے۔

سوال: اگر غریب آدمی قسم توڑ دے، تو کیا اس پر بھی کفارہ ہے؟

جواب: ہر قسم توڑنے والے پر کفارہ ہے، چونکہ قسم توڑنے والا غریب آدمی دس مساکین کو کھانا کھلانے یا انہیں کپڑے دینے یا ایک غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، لہٰذا وہ تین روزے رکھ کر کفارہ ادا کر سکتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: اگر دل میں قسم کھائی، تو توڑنے پر کفارہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: دل میں قسم کھائی، تو اسے توڑنے پر کفارہ نہیں ہوگا، کیونکہ کفارہ اسی قسم پر ہوتا ہے، جو زبان سے اٹھائی جائے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ فلاں چیز کھاؤں، تو امت محمدیہ سے باہر ہو جاؤں، پھر اس نے وہ چیز کھالی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں ہے، البتہ ایسی بات کرنا سخت گناہ ہے، ایسے شخص کو توبہ واستغفار کرنی چاہیے اور آئندہ ایسے بے احتیاط جملوں سے گریزاں رہنا چاہیے۔

سوال: قسم اٹھائی کہ فلاں دن قرض ادا کر دوں گا، مگر ادا نہ کر سکا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ ایسی قسم نہیں کہ جس پر کفارہ لازم ہو، یہ یقین دہانی کے لیے اٹھائی گئی قسم ہے، یا یوں سمجھیے کہ وعدہ ہے، ایسا شخص اگر جان بوجھ کر قرض کی ادائیگی نہیں کرے گا، تو وعدہ خلافی کی وجہ سے گناہ گار ہوگا، البتہ اس پر قسم کا کفارہ نہیں ہوگا۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ (بني إسرائيل : ٣٤)

''وعدہ وفا کروں کہ وعدہ کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔''

سوال: کار خیر کے لیے کارکنوں سے قسم لینا کیسا ہے اور کیا خلاف ورزی کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا؟

جواب: کار خیر کے لیے قسم لینا جائز ہے، یہ وعدہ ہے، اسے پورا کرنا ضروری ہے، البتہ اگر کوئی خلاف ورزی کرتا ہے، تو وہ گناہ گار تو ہوگا، مگر اس پر کفارہ نہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط۱۰۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اگر کوئی کہے کہ پیغمبر بھی آ جائے، تو میں فلاں کام نہ کروں گا، کیا یہ قسم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں ہے۔ البتہ ایسے الفاظ نہیں کہنے چاہیے، کیونکہ نبی کریم ﷺ خاتم المرسلین ہیں، آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔

سوال: ایک شخص نے قرآن ہاتھ میں پکڑ کر حلف لیا کہ میں فلاں شخص سے اتنے عرصہ تک کلام نہیں کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی مسلمان سے بلا عذر شرعی قطع کلامی جائز نہیں، اسے چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور اس شخص سے کلام کرے، نیز قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

سوال: ایک شخص نے قسم کھائی کہ کبھی شادی نہیں کروں گا، اب وہ شادی کرنا چاہتا ہے، تو کیا کرے؟

جواب: اسے چاہیے کہ قسم توڑ دے اور شادی کر لے، نیز کفارۂ قسم ادا کر دے۔

سوال: زید نے کہا کہ میں بکر کی چیز کھاؤں، تو خنزیر کا گوشت کھاؤں، کیا یہ قسم ہے اور اگر چیز کھا لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں ہے، گر زید بکر کی چیز کھا لے، تو اس پر کچھ کفارہ نہیں۔ البتہ کسی حلال چیز کو خنزیر جیسے نجس اور حرام جانور سے تشبیہ دینا درست بات نہیں، مسلمانوں کو ایسی باتوں سے ہمیشہ گریزاں رہنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک عورت نے غصہ میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں تیرے گھر کو ویران کر دوں گی، پھر اس نے ویران نہیں کیا، تو کیا کفارۂ قسم لازم آیا؟

جواب: اس پر کفارہ لازم آئے گا۔

سوال: ایک شخص نے شادی میں جاہلانہ رسومات ترک کرنے کی قسم کھائی، پھر ان رسومات کو ادا کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس نے قسم توڑ دی ہے، اس پر کفارۂ قسم لازم آئے گا۔ اسے چاہیے کہ جو قسم مستحب ہو، اسے پورا کیا جائے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

(المائدۃ : ۸۹)

”اپنی (جائز) قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تا کہ تم شکرگزاری کرو۔“

سوال: قسم کھائی کہ رات بیوی سے نہیں ملوں گا، پھر ملا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ حانث (قسم توڑنے والا) ہوا، اس پر کفارہ لازم ہے۔

سوال: ایک عورت نے قسم کھائی کہ عمر بھر نکاح نہیں کروں گی، اب کیا کرے؟

جواب: نکاح کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، بلا عذر شرعی اسے ترک کرنا جائز نہیں، لہٰذا جس عورت نے نکاح نہ کرنے کی قسم کھائی، اسے چاہیے کہ اپنی قسم کو توڑ دے اور نکاح کرے، نیز کفارہ بھی ادا کر دے۔

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ وَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ .

”جب آپ کوئی کام کرنے کی قسم کھائیں، پھر (کوئی) دوسرا کام اس سے بہتر دیکھیں، تو بہتر کام کر لیں اور قسم کا کفارہ دے دیں۔“

(صحيح البخاري : 6722، صحيح مسلم : 1652)

جب ایک جائز کام کی قسم اٹھائی ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ بہتر کام دوسرا ہے، تو قسم توڑ کر دوسرا کام کرنا چاہیے، تو جو قسم اٹھائی ہی ناجائز کام پر گئی ہو، اسے بدلنا نہ صرف درست ہے، بلکہ واجب بھی ہے۔

سوال: تورات، زبور، انجیل وغیرہ کی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: تورات، زبور اور انجیل وغیرہ کلام اللہ ہیں اور کلام اللہ کی قسم کھانا جائز ہے، اگرچہ موجودہ کتب میں تحریف وتغیر ہو چکا ہے، مگر چونکہ جب نازل ہوئی تھیں، تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھیں، لہٰذا اگر کوئی زبانی اصل تورات وغیرہ کی قسم اٹھائے، تو یہ جائز ہے، البتہ موجودہ کتب کو ہاتھ میں پکڑ کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھانا جائز نہیں، کیونکہ اس میں موجود تمام کلام، اللہ کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ اس میں تحریف کر کے کمی پیشی کر دی گئی ہے۔

سوال: کیا مدعا علیہ سے مدعی کی موجودگی میں قسم لینی چاہیے یا غیر موجودگی میں؟

جواب: مدعی پر دلیل پیش کرنا لازم ہے، اگر اس کے پاس دلیل یا گواہ نہ ہوں، تو مدعا علیہ قسم دے کر بری ہو سکتا ہے اور یہ قسم مدعی کی موجودگی میں لینی چاہیے۔

❀ سیدنا اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

”کندہ اور حضر موت سے ایک ایک آدمی اپنی یمن کی زمین کے متعلق مقدمہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرمی کہنے لگا: اللہ کے رسول! اس (کندی) کے والد نے میری زمین پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا، آپ ﷺ نے کندی سے فرمایا: آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: میں یہ کہتا ہوں کہ زمین میرے قبضے میں ہے اور مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرمی سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ اس نے کہا: اللہ کے رسول! دلیل تو نہیں ہے، لیکن یہ اس ذات کی قسم کھائے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ یہ نہیں جانتا یہ زمین میری ہے، اس کے والد نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی۔ کندی قسم کے لیے تیار ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی سے مال چھینتا ہے، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا، تو اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔ تو کندی نے زمین اسے واپس کردی۔"

(مسند الإمام أحمد : 215/2، سنن أبي داوٗد : 3622، السّنن الکبریٰ للبیهقي : 180/10، وسندہٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۰۸۸) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۰۰۵) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۲۹۵) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا ایک گواہ اور ایک قسم سے فیصلہ ہو سکتا ہے؟

جواب: اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو، تو اس سے ایک قسم لے کر فیصلہ اس کے حق میں کیا جا سکتا ہے، اس صورت میں مدعا علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَضٰی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَاهِدٍ وَّیَمِینٍ .

''رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ فرما دیا۔ (کسی فیصلہ کے لیے دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، اگر دو گواہ نہ ہوں، تو ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔)

(صحيح مسلم : 1712)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالْیَمِینِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ .

''رسول اللہ ﷺ نے قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ فرما دیا۔''

(سنن أبي داوٗد : 3610، سنن التّرمذي : 1343، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (۶۰۱۵) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۰۷۳) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالْیَمِینِ مَعَ الشَّاهِدِ .

''رسول اللہ ﷺ نے قسم اور گواہ پر فیصلہ فرما دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 305/3، سنن التّرمذي : 1344، سنن ابن ماجه : 2369، وسندہٗ حسنٌ)

سوال: میرے والد نے مجھ سے مرغ نہ کھانے کا عہد لیا، تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں ان شاء اللہ مرغ نہیں کھاؤں گا۔ تو کیا میں اب مرغ کھا سکتا ہوں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): قسم کے ساتھ اگر ''ان شاء اللہ'' کہہ دیا جائے، تو قسم بے اثر ہو جاتی ہے، اسے توڑنے پر کفارہ نہیں آتا۔ لہٰذا آپ مرغ کھا سکتے ہیں، آپ پر کفارہ نہیں ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) لکھتے ہیں:

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جو شخص یوں قسم اٹھائے کہ اللہ کی قسم! ان شاء اللہ کل میں قرضہ یا دیت ادا کردوں گا یا غصب شدہ چیز لوٹا دوں گا یا ظہر یا عصر پڑھوں گا یا رمضان کے روزے رکھوں گا وغیرہ، پھر اگر وہ اس قسم کو پورا نہیں کر سکا تو کفارہ نہیں ہوگا، کیوں کہ اس نے ان شاء اللہ کہہ دیا تھا کہ اللہ چاہے گا، تو کروں گا اور اللہ نے نہیں چاہا کہ وہ ایسا کرے۔''

(مجموعة الرّسائل والمسائل : ۱۵۱/۵)

❁ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

''کسی کام پر قسم اٹھانے کے بعد اگر کہے کہ اللہ کی قسم! ان شاء اللہ میں فلاں کام کروں گا یا ایسے کہے کہ اگر اللہ نے چاہا، تو یہ کام کروں گا، یا کہے: اگر اللہ نے نہ چاہا تو نہیں کروں گا۔ ایسے الفاظ کا استعمال بھی درست ہے کہ اگر میں چاہوں گا کردوں گا نہ چاہا، تو نہیں کروں گا یا یوں کہے کہ کام کروں گا، اگر اللہ نے میرا ارادہ نہ بدلا یا مجھے کوئی اور کام نہ کرنا پڑا تو، اسی طرح قسم کو کسی ذات کے ساتھ معلق کر دینا کہ اگر فلاں نے چاہا تو کروں گا ورنہ نہیں، تو یہ سبھی صورتیں قسم کو بے اثر کر دیتی ہیں۔ اب اگر یہ قسم توڑ بھی دے، تو اس پر کفارہ نہیں ہوگا۔''

(المُحلّٰی بالآثار : ۳۰۱/۶)

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اللہ کے نبی سیدنا سلیمان بن داود علیہما السلام نے قسم اٹھائی کہ آج رات ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا، سبھی بیٹا جنم دیں گی اور وہ سب بیٹے اللہ کے رستے میں قتال کریں گے۔ آپ کے ساتھی یا فرشتے نے عرض کیا: ان شاء اللہ کہہ لیجئے، سیدنا سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہنا بھول گئے، تو ایک ہی عورت کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور وہ بھی معذور، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ دیتے، تو ان کی قسم بھی نہ ٹوٹتی اور حاجت برآوری بھی ہو جاتی۔“

(صحيح مسلم : ١٦٥٤)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ عَلٰی يَمِينٍ، فَقَالَ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰی .

”ان شاء اللہ کہہ کر اٹھائی جانے والی قسم پر کفارہ نہیں ہوتا۔“

(مسند الإمام أحمد : ١٠/٢، سنن أبي داود : ٣٢٦١، سنن النّسائي : ٣٨٦٠، سنن التّرمذي : ١٥٣١، سنن ابن ماجه : ٢١٠٥، وسندهٗ صحيحٌ)

مسند حمیدی (٧٠٧) میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کر دی ہے، ان کے بہت سارے متابع بھی ہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے ”حسن“، امام ابن الجارود (٩٢٨)، امام ابوعوانہ (٥٩٩١) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (٤٣٣٩) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنٰی، فَإِنْ شَاءَ رَجَعَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حِنْثٍ .

”جس نے ان شاء اللہ کہہ کر قسم اٹھائی، وہ چاہے، تو کام کرے، چاہے تو چھوڑ دے، اس پر کفارہ نہیں ہوگا۔“ (سنن أبي داود : ٣٢٦٢، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی، تو اس نے دودھ پی لیا، تو کیا وہ حانث ہوا یا نہیں؟

جواب: دودھ پینے سے وہ حانث نہیں ہوا، کیونکہ قسم کھانا نہ کھانے کی تھی۔

سوال: کچھ افراد نے باہم ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شرکت کی قسم کھائی، پھر ایک شخص نے ناجائز محفل میں شرکت کی دعوت دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جس محفل میں ناجائز اور غیر شرعی اُمور کیے جائیں، اس میں شرکت کرنا گناہ ہے، انہیں چاہیے کہ اپنی قسمیں توڑ دیں اور ایسی ناجائز محفل میں شرکت سے گریز کریں، البتہ ان پر کفارہ لازم ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے ولایتی کپڑے استعمال نہ کرنے کی قسم کھائی، تو وہ کیا کرے؟

جواب: اگر اس کے پاس ولایتی کپڑوں کے علاوہ کپڑے ہیں، تو وہ انہیں استعمال کرلے، بہر کیف قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا۔

سوال: جو شخص عدالت میں کسی کے خلاف حلف اٹھا کر جھوٹی گواہی دے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے، ایسا شخص فاسق ہے، البتہ اس گواہی میں اٹھائے گئے حلف پر کفارہ نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ.

''یہ گناہ کبیرہ ہیں: شرک، والدین کی نافرمانی، ناحق قتل اور جھوٹی قسم۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحیح البخاري : 6675)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو کسی بھی معاملے میں مسلمان آدمی سے مال چھیننے کے لیے جھوٹی قسم کھاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (آل عمران : 77) (جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی جھوٹی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں۔) اشعث بن قیس آ کر پوچھنے لگے: ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کیا بیان کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا: یہ حدیث بیان کر رہے ہیں، تو وہ کہنے لگے: وہ سچ کہہ رہے ہیں: یہ آیت میرے ہی متعلق اتری تھی، میرے اور میری قوم کے ایک آدمی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا، میں وہ جھگڑا لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، تو آپ نے فرمایا: اپنی دلیل لائیں۔ میرے پاس دلیل نہیں تھی، تو آپ نے دوسرے آدمی سے کہا: قسم اٹھاؤ۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! قسم تو یہ اٹھا لے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی بھی معاملے میں مسلمان آدمی سے مال چھیننے کے لیے جھوٹی قسم کھاتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (آل عمران : 77) (جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی جھوٹی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں۔)“

(صحیح البخاري : 2666، صحیح مسلم : 220/138)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ہم شیشی بناتے ہیں، ہماری پنچائیت میں حلف اٹھایا گیا ہے کہ ہم میں سے کوئی یہ ہنر باہر والے شخص کو نہیں سکھا سکتا، کیا یہ حلف خلاف شرع ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلا شبہ یہ حلف غیر شرعی بات پر ہے۔ ہنر سکھانا چاہیے، لہٰذا حلف اٹھانے والوں کو چاہیے کہ یہ حلف توڑ دیں اور کفارہ ادا کر دیں۔

سوال: شادی شدہ نے جھوٹی قسم اٹھا کر کہا کہ میری شادی نہیں ہوئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ جھوٹی قسم ہے، اس پر وہ گناہ گار ہوا، البتہ ایسی قسموں پر کفارہ نہیں، کیونکہ کفارہ مستقبل یا حال کی قسموں کو توڑنے پر ہوتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے فلاں کام کا ارتکاب کیا، تو اللہ مجھ پر جنت حرام کر دے، کیا یہ قسم ہے؟

جواب: یہ قسم تو نہیں، البتہ انتہائی زہر آلود جملہ ہے، معلوم نہیں کہ لوگ خود اپنی عاقبت برباد کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ ایسے لوگوں کو توبہ واستغفار کرنی چاہیے۔

سوال: ایک شخص نے ایک ہی کام پر بار بار قسم کھائی اور بار بار توڑ دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر ایک کفارہ لازم ہے، نیز توبہ واستغفار بھی کرے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ اگر ایسا کروں، تو مجھے کلام اللہ کی مار پڑے، کیا یہ قسم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں، مگر ایسے جملوں کو جب بول دیا جائے، تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، ورنہ واقعتاً کلام اللہ کی مار پڑ سکتی ہے۔

سوال: ایک شخص نے کسی کو نوکری سے نکلوانے کی قسم کھائی، مگر اسے نکلوانے میں کامیاب نہ ہو سکا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسے چاہیے کہ قسم کا کفارہ ادا کرے اور توبہ واستغفار کرے، نیز آئندہ ایسے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

برے ارادوں سے اجتناب کرے۔

سوال: جان کے خوف سے جھوٹی قسم اٹھائی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جسے جان کا خوف ہو، وہ مجبور ہے اور مجبور کے کسی عمل پر مؤاخذہ نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾(النَّحل : ١٠٦)

”جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے (اس پر اللہ کا غضب ہے)، سوائے اس شخص کے جسے مجبور کر دیا جائے، جبکہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔“

جس کے دل میں ایمان پختہ ہو، اس کو کفر پر مجبور کیا جائے، تو وہ کافر نہیں ہوتا، اسی طرح جسے جھوٹی قسم یا گواہی پر مجبور کیا جائے، تو وہ بھی گناہ گار نہیں ہوتا۔

❀ امام شافعی رحمہ اللہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَمَّا وَضَعَ اللّٰهُ عَنْهُ سَقَطَتْ أَحْكَامُ الْإِكْرَاهِ عَنِ الْقَوْلِ كُلِّهِ، لِأَنَّ الْأَعْظَمَ إِذَا سَقَطَ عَنِ النَّاسِ سَقَطَ مَا هُوَ أَصْغَرُ مِنْهُ .

”جب اللہ تعالیٰ نے انسان سے (مجبوری کی صورت میں) کفر معاف کر دیا ہے، تو مجبوری کی صورت میں کہے گئے تمام دیگر اقوال بھی معاف ہیں، کیونکہ جب لوگوں کو بڑی چیز معاف کر دی جائے، تو چھوٹی چیز خود بخود معاف ہو جاتی ہے۔“

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 122/2)

❀ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

”خطا اور نسیان سے تجاوز کے بارے میں قرآنِ کریم نے صراحت کر دی ہے، ......اسی طرح مجبوری کی صورت میں کیے گئے کام سے معافی کے بارے میں قرآنِ کریم نے صراحت کی ہے۔“

(جامع العُلوم والحکم، ص 452)

سوال: ایک بوڑھی عورت نے قسم اٹھائی کہ جب تک قرض کی ادائیگی نہیں ہو جاتی، ہمیشہ روزے رکھوں گی، اب اس کمزور بڑھیا کے لیے روزے رکھنا محال ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس بڑھیا کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

سوال: قسم اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: ضرورت کے تحت اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات کی قسم اٹھانا جائز ہے، مگر بلا ضرورت قسمیں اٹھانا درست نہیں اور جھوٹی قسم اٹھانا حرام اور ناجائز ہے۔

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ یا خانہ کعبہ کی قسم اٹھانا جائز ہے؟

جواب: قسم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات کی اٹھائی جا سکتی ہے، غیر اللہ کی قسم حرام اور ناجائز ہے، رسول اللہ ﷺ، کعبۃ اللہ یا کسی کی بھی قسم اٹھانا غیر اللہ کی قسم اٹھانا ہے، لہٰذا حرام اور ناجائز ہے۔

❁ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دورانِ سفر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو باپ کی قسم کھاتے سنا، تو فرمایا:

اَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ .

”اللہ نے آبا و اجداد کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، چنانچہ جس نے قسم کھانی ہو،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے، ورنہ خاموش ہو رہے۔“

(صحيح البخاري : 6646، صحيح مسلم : 1646)

❁ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ .

”جو غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائے، اس کی قسم قبول نہیں، جیسے وہ نبی اور کعبہ کی قسم اٹھا دے۔“

(الهِداية : 318/2، طبع بيروت)

❁ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ حَلِفٌ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

”کیونکہ نبی ﷺ اور کعبہ کی قسم اٹھانا، غیر اللہ کی قسم ہے۔“

(البحر الرّائق : 311/4)

سوال: ایک شخص نے شطرنج کھیلنے کا حلف اٹھایا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: شطرنج کھیلنا حرام ہے، یہ جوا ہے، جس نے شطرنج کھیلنے کی قسم اٹھائی، اسے چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهٗ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهٖ .

”جس نے شطرنج کھیلی، اس نے گویا خنزیر کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ رنگ دیا۔“

(صحيح مسلم : 2260)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

”اہل علم کا اجماع ہے کہ شطرنج کھیلنا جوا ہے، جو کہ جائز نہیں۔“

(التّمهيد : 182/13، الاستذكار : 462/8)

سوال: ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص سے اپنی چیز جبراً نہ لوں، تو میری بیوی کو طلاق ہے، تو اس شخص وہ چیز بخوشی دے دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق نہیں ہوئی، کیونکہ جبراً لینے کی شرط تھی۔

سوال: ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلاں عورت سے نکاح کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس عورت سے نکاح کرنا درست ہے، تو اس سے نکاح کر لے، ورنہ قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

سوال: اگر کوئی کہے کہ اگر فلاں عورت کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں، تو اسے طلاق ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ معلق طلاق نہیں ہے، کیونکہ طلاق کو معلق کرنا اس وقت درست ہوگا، جب یہ جملہ بولتے وقت عورت نکاح میں موجود ہو، تو چونکہ عورت ابھی نکاح میں ہی موجود نہیں، تو اسے معلق طلاق دینے کا کیا معنی؟

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا طَلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا عِتْقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ .

”جس کا انسان مالک نہیں، اسے طلاق نہیں دے سکتا اور جس کا انسان مالک نہیں، اسے آزاد نہیں کر سکتا۔“

(مسند الإمام أحمد : 189/2، 189-207، سنن أبي داوٗد : 2190، سنن التّرمذي :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

1181، سنن ابن ماجه : 2047، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۴۳) نے ''صحیح'' حافظ ذہبی رحمہ اللہ (تلخیص المستدرک : ۲/ ۲۰۴، ۲۰۵) اور ابن ملقن رحمہ اللہ (تحفۃ المحتاج، ح:۱۱۸۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔اس کی اور بھی سندیں ہیں۔

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ اگر فلاں عورت سے نکاح کروں، تو اسے طلاق دے دوں گا، پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم صحیح ہے، جب نکاح کر لیا، تو اب اس عورت کو یا تو طلاق دے دے، ورنہ قسم کا کفارہ ادا کر دے، اسے چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے، کیونکہ بلا وجہ طلاق دینا جائز نہیں۔

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا .

''میں کسی کام پر قسم اٹھاتا ہوں، بعد ازاں محسوس کرتا ہوں کہ دوسرا کام اس سے بہتر ہے، تو میں بہتر کام کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 3133، صحيح مسلم : 1649)

سوال: کیا نذر ماننا جائز ہے؟

جواب: نذر ماننا جائز ہے، بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔

❁ اللہ تعالیٰ نے نیکوکاروں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ (الدّهر : ٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”وہ نذر پوری کرتے ہیں۔“

❀ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شخص نے ”بوانہ“ نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے ”بوانہ“ نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان لی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس جگہ جاہلیت کا کوئی استھان تھا، جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا اس جگہ اہل جاہلیت کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اپنی نذر پوری کر لیں۔ اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر پوری کرنا جائز نہیں۔“

(سنن أبي داوٗد: 3313، المعجم الكبير للطّبراني: 2/75-76، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا کردم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں:

هَلْ بِهَا وَثَنٌ أَوْ عِيدٌ مِّنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟.

”کیا اس جگہ کوئی بت یا کوئی جاہلی میلہ تھا؟“

(سنن أبي داوٗد: 3315، وسندهٗ حسنٌ)

❀ ایک صحابیہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

”میں نے فلاں جگہ پر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ اس جگہ اہل جاہلیت جانور ذبح کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کسی بت کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کسی مورتی کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر لیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داوٗد : 3312، وسندہٗ حسنٌ)

سوال: جس جانور کو قربان کرنے کی نذر مانی تھی، وہ مر جائے، تو کیا کیا جائے؟

جواب: اگر نذر شدہ جانور مر جائے، تو اب نذر پوری کرنا ضروری نہیں، البتہ اگر اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کر دیا جائے، تو بہتر ہے۔

سوال: بزرگ کے نام کی نذر و نیاز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کی جائز ہے۔ مخلوق کے نام پر نذر دینا حرام ہے۔ اگر کوئی انسان کسی بزرگ یا ولی کے نام پر منت یا نذر کرتا ہے، صالحین اور اولیاء اللہ کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے صاحبِ قبر کا تقرب حاصل ہو جائے گا، وہ اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے گا یا اس کی فریاد رسی یا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی سفارش کرے گا، یا وہ اس کی قبر سے فیض پائے گا تو بلا شک یہ شرک فی العبادت ہے۔

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلٰى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾

(الأنعام : 136)

”انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپائیوں میں سے اللہ کے لیے ایک حصہ مقرر کیا، پھر بزعمِ خویش کہنے لگے : یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ ہمارے دیوتاؤں کے لیے ہے، پھر ان کے دیوتاؤں کا حصہ تو اللہ کے پاس نہیں پہنچتا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیکن اللہ کا حصہ ان کے دیوتاؤں کے پاس پہنچ جاتا ہے، یہ لوگ کتنا برا فیصلہ کرتے ہیں۔“

❁ نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾(البقرۃ : ۱۷۳)

”اور وہ چیز (بھی حرام ہے) جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔“

مزاروں اور آستانوں پہ نذر کے نام پر جاہلانہ رسومات اور نفسانی وحیوانی خواہشات کی تکمیل جس انداز میں ہوتی ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں۔اس کے باوجود بعض حلقوں سے قبروں پر نذر ونیاز کا جواز پیش کیا جاتا ہے۔

❁ علامہ حصکفی رحمہ اللہ (1088ھ) اپنے اکثر عوام کی اصلاح میں لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ النَّذَرَ الَّذِي يَقَعُ لِلْأَمْوَاتِ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِّ، وَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَنَحْوِهَا إِلٰى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ، فَهُوَ بِالْإِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَّحَرَامٌ.

”معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر عوام جو مردوں کے نام کی نذ ونیاز دیتے ہیں اور جو رقوم، چراغ اور تیل وغیرہ اولیائے کرام کی قبروں پر تقرب کی نیت سے لائے جاتے ہیں، وہ بالا جماع باطل اور حرام ہیں۔“

(الدرّ المختار، ص 155، ردّ المحتار : 439/2)

❁ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (1252ھ) اس عبارت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

”اولیا کے لیے نذر ونیاز کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی کہے: اے میرے فلاں پیر! اگر میرا غائب رشتہ دار واپس آ گیا، میرا مریض شفایاب ہو گیا یا میرا کام ہو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گیا، تو اتنا سونا، اتنی چاندی، اتنا کھانا، چراغ یا اتنا تیل آپ کی نذر کروں گا۔ یہ نذر و نیاز کئی وجوہ سے باطل اور حرام ہے: ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ مخلوق کے لیے نذر و نیاز ہے، حالانکہ نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کے لیے جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ جس کے نام کی نذر و نیاز دی جا رہی ہوتی ہے، وہ مردہ ہوتا ہے اور مردہ کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا۔ تیسری وجہ یہ کہ نذر و نیاز دینے والا اللہ کو چھوڑ کر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ ولی امور میں تصرف کر سکتا ہے، اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔''

(ردّ المحتار المعروف به الفتاوى الشامي: 2/439)

❀ علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (879ھ) لکھتے ہیں:

مَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَغَيْرِهَا، وَيُنْتَقَلُ إِلٰى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ، مُحَرَّمٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ.

''جو رقوم، شمعیں اور تیل وغیرہ اولیا کی قبروں پر ان کے تقرب کے لیے لائی جاتی ہیں، ان کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(البحر الرّائق لابن نجيم: 2/298، الفتاوى الهنديّة المعروف به فتاوى عالمگیری: 1/216، حاشية الطّحطاوي، ص 378)

❀ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

اَلنَّذْرُ الَّذِي يَقَعُ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِّ بِأَنْ يَّأْتِيَ إِلٰى قَبْرِ بَعْضِ الصُّلَحَاءِ، وَيَرْفَعَ سِتْرَهٗ قَائِلًا: يَا سَيِّدِي فُلَانٌ! إِنْ قَضَيْتَ حَاجَتِي فَلَكَ مِنِّي مِنَ الذَّهَبِ مَثَلًا كَذَا، بَاطِلٌ إِجْمَاعًا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اکثر عوام جو اس طرح نذر مانتے ہیں کہ کسی نیک شخص کی قبر پر آ کر یوں فریاد کرتے ہیں: اے میرے فلاں پیر! اگر تو میری یہ ضرورت پوری کر دے، تو میری طرف سے اتنا سونا تیری نذر۔ یہ بالاجماع باطل ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری:1/216)

سوال: جو جانور غیر اللہ کے لیے نذر مانا جائے، اس کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

جواب: غیر اللہ کے لیے ذبح کیے جانے والے جانور کا گوشت کھانے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، اسے کھایا جائے یا نہ کھایا جائے، وہ حرام ہی ہوتا ہے۔

❀ علمائے احناف فرماتے ہیں:

يَقُولُ : بِسْمِ اللّٰهِ، وَاسْمِ فُلَانٍ، أَوْ يَقُولُ : بِسْمِ اللّٰهِ وَفُلَانٍ، أَوْ بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ، فَتَحْرُمُ الذَّبِيحَةُ، لِأَنَّهُ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

”اگر کوئی شخص بوقتِ ذبح کہے: بِسْمِ اللّٰهِ، وَاسْمِ فُلَانٍ ”اللہ کے نام کے ساتھ اور فلاں کے نام کے ساتھ“ یا بِسْمِ اللّٰهِ، وَفُلَانٍ ”اللہ اور فلاں کے نام کے ساتھ“، یا بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ”اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کے نام کے ساتھ“، تو ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے، کیونکہ اس پر غیر اللہ کا نام پکار دیا گیا ہے۔“

(بدائع الصّنائع للكاساني : 5/48، الهداية للمرغيناني : 2/435)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نذر والی گائے کے پیٹ میں بچے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا حکم بھی نذر والا ہے۔

سوال: اگر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہو، تو کیا اس نذر کے ادا کرنے سے قربانی ادا ہو جائے گی؟

جواب: قربانی الگ عمل ہے اور نذر کا جانور ذبح کرنا الگ عمل ہے، ایک کے ادا کرنے سے دوسری کی ادائیگی نہیں ہوگی۔

سوال: نذر کے لیے جانور ذبح کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: نذر و نیاز کے لیے جانور ذبح کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اللہ کے نام پر ہو۔

❁ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص نے ''بوانہ'' نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے ''بوانہ'' نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا اس جگہ جاہلیت کا کوئی استھان تھا، جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا اس جگہ اہل جاہلیت کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اپنی نذر پوری کر لیں۔ اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پوری کرنا جائز نہیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 3313، المعجم الكبير للطّبراني : 2/75-76، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا کردم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں:

هَلْ بِهَا وَثَنٌ أَوْ عِيدٌ مِّنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ .

''کیا اس جگہ کوئی بت یا کوئی جاہلی میلہ تھا؟''

(سنن أبي داوٗد : 3315، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ایک صحابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''میں نے فلاں جگہ پر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ اس جگہ اہل جاہلیت جانور ذبح کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ کسی بت کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کسی مورتی کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرلیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 3312، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا حرام اور ناجائز ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ (المائدة : ٣)

''اور جو جانور آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔''

یعنی قبروں اور مزاروں پر ذبح کیا گیا جانور حرام ہے، اگرچہ اس پر بوقت ذبح اللہ کا نام پکار دیا جائے، اسے کھانے سے روک دیا گیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ﴾(النّحل: ٥٦)

''وہ اللہ کے دیئے گئے رزق سے ان (معبودانِ باطلہ) کا حصہ مقرر کرتے ہیں، جنہیں یہ جانتے تک نہیں۔ اللہ کی قسم! تم سے تمہارے جھوٹوں کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ مشرکین کی بدکاریوں کے بارے میں خبر دے رہے ہیں، جنہوں نے اس کے سوا اور معبودوں کی عبادت شروع کر رکھی تھی اور انہوں نے اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے ان معبودوں کے لیے حصہ مقرر کیا ہوا تھا۔ وہ اپنے خیال میں کہتے تھے کہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا۔ وہ لاعلمی میں یہ کہتے تھے کہ جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا، جبکہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے۔ یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے معبودوں کا حصہ مقرر کر رکھا تھا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حق پر حاوی بھی کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مبارکہ کی قسم اٹھائی اور فرمایا کہ انہوں نے جو افترا پردازیاں کی ہیں اور جھوٹ باندھے ہیں، ان کے بارے میں وہ ضرور ان سے پوچھے گا اور انہیں ضرور اس جرم کی سزا اور جہنم میں اس کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تَاللّٰهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ﴾ (النحل: ٥٦) (اللہ کی قسم! تم جو جھوٹ باندھتے تھے، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں تم سے ضرور سوال ہوگا)۔“

(تفسیر ابن کثیر : 45/4)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾

(المائدة : 103)

”اللہ تعالیٰ نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام مقرر نہیں کیے، بلکہ کافر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کے نام منسوب جانوروں کی شرعی حیثیت کی نفی کی ہے۔ کفار یہ کہتے تھے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق منسوب کیے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑنا کفار کا طرزِ عمل تھا۔

یاد رہے کہ اس آیت میں صرف اس تاثر کی نفی کی گئی ہے کہ غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑنا جائز ہے، یہاں ان جانوروں کی حلت و حرمت کا کوئی تذکرہ نہیں۔

❀ مفتی نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

”یہ چار جانور، بحیرہ وغیرہ وہ تھے، جن کو کفارِ عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کو حرام سمجھتے تھے۔ قرآن نے اس کو حرام سمجھنے کی تردید فرما دی، حالانکہ ان پر زندگی میں بتوں کا نام پکارا گیا تھا اور ان کے کھانے کا حکم دیا کہ فرمایا: ﴿كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ (الأنعام : 142) (کھاؤ اس کو جو تمہیں اللہ نے دیا اور شیطان کے قدموں کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پیروی نہ کرو)۔‘‘ (جاء الحق :362/1)

بحیرہ والی آیت میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نہیں، بلکہ اس بارے میں مشرکین نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے۔ان جانوروں کی حلت وحرمت کا اس آیت میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا، جبکہ ﴿وَمَا أُهِلَّ بِهِۦ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ والی آیت سے معلوم ہو گیا کہ یہ جانور حرام ہیں۔مفتی صاحب نے جو آیت ذکر کی ہے، اس میں بحیرہ وسائبہ وغیرہ کی حلت کا کوئی ذکر نہیں۔اس آیت میں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو کسی کے نام منسوب کر کے حرام کرنا کفار کا کام ہے، آپ ایسا نہ کرنا، اگر تم کفار کی تقلید میں ایسے جانور مقرر کرو گے تو شیطان کی پیروی کرو گے۔

کسی بھی مفسر نے اس آیتِ کریمہ کی رُو سے بحیرہ وغیرہ کو حلال قرار نہیں دیا اور یہ نہیں کہا کہ اس آیت میں بحیرہ وغیرہ کو کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ظاہر ہے کہ جو بحیرہ وغیرہ کفار نے مقرر کیے تھے، وہ انہی کی ملکیت تھے اور انہوں نے اپنے بتوں کے نام کیے ہوئے تھے، مسلمانوں کو کیسے حکم دیا جا سکتا تھا کہ وہ انہیں کھائیں؟

رہے حافظ نووی رحمہ اللہ تو ان کا یہ قول قرآن وسنت اور فہم سلف کے خلاف ہونے کی بنا پر خطا ہے۔سلف صالحین اور ائمہ دین و محدثین میں سے کوئی بھی ان کا ہمنوا نہیں۔

کیا صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ دین سے غیر اللہ کے لیے جانور چھوڑنا اور بزرگوں کی نذر کر کے انہیں ذبح کرنا ثابت ہے؟ کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کوئی جانور چھوڑا؟ کسی تابعی نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سمیت کسی صحابی کے نام پر کوئی جانور چھوڑا ہو؟ کسی تبع تابعی نے کسی تابعی کے نام پر یا کوئی جانور منسوب کیا ہو؟ اگر یہ جائز ہوتا، اور یہ نیکی کا کام ہے، تو صحابہ کرام سے بڑھ کر کون نیکیوں کا متلاشی تھا؟ کیا صحابہ کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

نبی ﷺ سے اتنی بھی محبت نہیں تھی، جتنی بعد کے لوگوں کو اپنے بزرگوں اور پیروں سے ہے؟ صحابہ وتابعین اور ائمہ دین اس ''کارِخیر'' سے کیونکر محروم رہے؟

ہم یہ بھی پوچھیں گے کہ جب غیر اللہ، مثلاً مُردوں اور غائب پیروں کو پکارنے کی نفی کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں آیاتِ قرآنیہ پیش کی جاتی ہیں تو ان کا جواب کچھ یوں ہوتا ہے: ''یہ آیات تو بتوں کے لیے ہیں، جو آپ اولیاء اللہ پر فٹ کر رہے ہیں۔ اولیاء اللہ بھلا غیر اللہ ہوتے ہیں؟ وہ غیر اللہ نہیں، بلکہ اللہ کے دوست ہیں۔۔۔'' وغیرہ۔

لیکن یہاں پر ان کا طرزِ عمل مختلف ہے۔ جب غیر اللہ کے نام کے ذبیحے کی بات آتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ذبح کرتے وقت اللہ کے علاوہ کسی کا نام لیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر انہیں شاید یہ یاد نہیں رہتا کہ ان کے نزدیک اولیاء اللہ غیر اللہ نہیں ہوتے۔ انہیں چاہیے کہ وہ ذبح کرتے وقت بھی اولیاء اللہ کا نام لینا جائز قرار دے دیں، ورنہ پکار کے حوالے سے بھی اپنے غیر اللہ کے نظریے پر نظرِ ثانی کر لیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عقیدۂ توحید کو سلف صالحین کے فہم کے مطابق سمجھنے اور اسی پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، نیز اسی پر موت نصیب فرمائے۔ آمین!

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرے لڑکا پیدا ہوا، تو ایک گائے صدقہ کروں گا، لڑکا ہوا، تو اس نے گائے کی قیمت صدقہ کر دی، تو کیا اس سے نذر ادا ہو جائے گی؟

جواب: اسے گائے ہی صدقہ کرنا ہوگی، قیمت سے نذر ادا نہ ہوگی۔

سوال: اولیاء اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بت پرستی اپنی اصل میں اولیا پرستی ہی تھی۔ مشرکین مکہ کے بت اولیاء اللہ کے نام اور ان کی صورتوں پر ہی متشکل کیے گئے تھے۔ قرآنِ کریم نے صاف طور پر اس کا ردّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کیا اور رسولِ اکرم ﷺ بت پرستی کو مٹانے کے لیے تشریف لائے۔ اسلام کی اساس بت پرستی کے قلع قمع پر قائم ہوئی، لیکن بدقسمتی سے اسی کو بعد کے مسلمانوں نے عقیدت و محبت اولیاء کا نام دے کر دین کا حصہ بنا لیا۔ آج بعض مسلمانوں نے مشرکین مکہ سے بہت سے مشرکانہ افعال مستعار لے لیے ہیں۔

اولیاء اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جس طرح مشرکین مکہ اپنے بزرگوں کے ناموں اور مُورتیوں پر مبنی بتوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے تھے، ان کی تقلید میں آج کے بعض مسلمان بھی بزرگوں سے منسوب کر کے جانور چھوڑتے ہیں۔ یہ نامزد جانور عام جانوروں کی طرح نہیں ہوتے، بلکہ ان لوگوں کے نزدیک وہ بڑی ''حرمت'' والے ہوتے ہیں۔

وہ جس کھیت میں گھس جائیں، اس کے مالک کے خیال میں اس کے لئے اچھا شگون ثابت ہوتے ہیں، وہ جدھر چاہیں جائیں، کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ ان سے کوئی کام بھی نہیں لیا جاتا اور ان کی اپنی ایک پہچان ہوتی ہے۔ لوگ جانتے ہوتے ہیں کہ یہ فلاں درگاہ یا فلاں مزار کا جانور ہے۔

کبھی غور کیجیے کہ کسی جانور کو اساف، نائلہ، منات وغیرہ سے موسوم کر دیا جائے اور اسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام کا نام دے دیا جائے یا یہ کہہ دیا جائے کہ یہ اونٹ اور گائے اجمیر کی ''چھٹی شریف'' کے لیے مختص ہے، یا کہہ دیا جائے کہ یہ گیارہویں کا بکرا ہے یا یہ فلاں کی منت اور نیاز ہے، تو ان دونوں میں بنیادی فرق کون سا باقی رہ جاتا ہے؟

قدیم زمانے میں بھی بزرگوں کی خوشنودی اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا جاتا تھا اور آج بھی یہ سب کچھ اولیاء کی تعظیم اور ان کے تقرب کے حصول کے لیے کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔اس لیے کہ جانے انجانے میں ان اولیاء کو خدائی طاقتوں کا مظہر سمجھ لیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ میرا یہ کام ہو گیا تو میں فلاں مزار پر کالا بکرا ذبح کروں گا یا کالے مرغ کی منت اور چڑھاوا چڑھاؤں گا۔

غیر اللہ کے نام سے منسوب کرنا اور ان کے نام پر ذبح کرنا شرک و کفر ہے۔ایسے جانور اور ایسی اشیا کھانا حرام ہے، یہ جانور اور یہ روپیہ پیسہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے کہ یہ چیزیں اسی کے نذرانے اور شکرانے میں صَرف ہوں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

(الأنعام: 162-163)

”(نبی!) کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مطیع ہوں۔“

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے اعلان کروایا کہ میں نماز، جو کہ دین کا ستون اور رکن ہے، قلبی عبادات، جیسے خشوع اور توجہ الی اللہ، قولی عبادات، جیسے تکبیر وتحمید، قرآنِ کریم کی تلاوت، وغیرہ، عملی عبادات ، جیسے قیام، رکوع، سجدہ، جلوس وغیرہ، خالص اللہ رب العالمین کے لیے ادا کرتا ہوں۔ میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرتا ہوں، مشرکین کی طرح انصاب واصنام کے لیے نہیں۔ میں ساری زندگی اپنے اللہ کی بندگی اور نیازمندی میں گزاروں گا اور اسی پر فوت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوں گا۔ میں اقراری ہوں کہ عبادات کی تمام انواع واقسام میں اللہ رب العالمین کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہے:

''اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے اور اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرنے والے مشرکوں کو بتا دیں کہ آپ ﷺ اِن کاموں میں اُن کے مخالف ہیں، کہ آپ ﷺ کی نماز صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ذبح اسی کے نام پر کرتے ہیں، وہ (اللہ) اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر: 2) ''صرف اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور اسی کے نام پر ذبح کریں۔'' یعنی اپنی نماز اور ذبح اللہ کے لیے خاص کر دیں، کیونکہ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے لیے جانور ذبح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ان کی مخالفت کریں، ان کی اس رَوش سے الگ رہیں اور اپنی نیت وقصد اور عزم کے ساتھ اس بات پر قائم رہیں کہ ہر کام خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 128/3)

عبادات کی تمام انواع جیسے دعا و پکار اور التجا، محبت، خوف، امید ورجا، توکل وبھروسہ، رغبت ورہبت، خشوع وخضوع، رجوع وانابت، استعانت واستغاثہ، ذبح اور نذر ونیاز خالص اللہ کے لیے بجا لائیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے، جو ضروری ہے کہ اسی کے لیے پورا کیا جائے۔ تا حیات اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈٹے رہنا اور تا زیست اس کی دعوت ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

''غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔''

(صحيح مسلم : 1978)

مخلوق کے نام پر جانور ذبح کرنا غیر اسلامی عمل ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی تعظیم وتقرب کے لیے ذبح کرنا شرک ہے اور ایسا ذبیحہ حرام ہے اور اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کے بیان میں فرمایا:

﴿وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾(البقرة : ١٧٣)

''جو چیز اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام (بہ نیت عبادت و تعظیم) منسوب ہو۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا؛

① جانور یا کسی اور چیز کو غیر اللہ کے لیے نامزد کیا جائے، خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی کیوں نہ پکارا جائے، تب بھی حرام ہے۔

② ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے، تو حرام ہے۔

③ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ کر ذبح کیا جائے اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اے اللہ! فلاں ولی یا بزرگ کے تقرب کے لیے یہ جانور ذبح کیا گیا ہے، تب بھی حرام ہے۔

④ اللہ کے لیے ذبح کیا جائے اور بوقت ذبح نام غیر اللہ کا پکارا جائے، حرام ہے۔

⑤ ذبح اللہ کے لیے کیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیراللہ کا نام شامل کر دیا جائے، تب بھی حرام ہے۔

✿ علمائے احناف فرماتے ہیں:

''اگر کوئی بندہ بوقتِ ذبح کہے: بِسْمِ اللّٰهِ، وَاسْمِ فُلَانٍ ''اللہ کے نام کے ساتھ اور فلاں کے نام کے ساتھ'' یا بِسْمِ اللّٰهِ، وَفُلَانٍ ''اللہ اور فلاں کے نام کے ساتھ''، یا بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ''اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کے نام کے ساتھ''، تو ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے، کیونکہ اس پر غیراللہ کا نام پکار دیا گیا ہے۔''

(بدائع الصّنائع للكاساني : 48/5، الهداية للمرغيناني : 435/2)

سوال: سماعِ موتی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: مُردے سنتے ہیں یا نہیں، اس بارے میں مسلمانوں کے ہاں متضاد آرا پائی جاتی ہیں۔ یہی اختلاف عقیدے کے لحاظ سے مسلمانوں کی تقسیم کا ایک بڑا سبب بھی ہے۔ یہ مسئلہ ''سماعِ موتی'' کے نام سے معروف ہے۔ ہم فہم سلف کی روشنی میں قرآن و سنت سے اس مسئلے کا حل پیش کریں گے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ غیر جانبدار رہتے ہوئے تلاشِ حق کی غرض سے ہماری ان معروضات کو ملاحظہ فرمائیں اور کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت تعصب کو آڑے نہ آنے دیں۔ ہمیں امیدِ واثق، بلکہ یقین ہے کہ وہ ضرور حق کی منزل کو پالیں گے، کیونکہ قرآن وسنت کو اگر صحابہ وتابعین اور ائمہ دین کے طریقے اور منہج کے مطابق سمجھا جائے، تو حق تک پہنچنا سو فی صد یقینی ہو جاتا ہے۔

کلی قاعدے میں بسا اوقات شریعت کچھ استثناءات رکھ دیتی ہے، لیکن اس سے قانونِ شریعت کی کلّی حیثیت متاثر نہیں ہوتی۔ بالکل یہی حال مسئلہ سماعِ موتی کا ہے۔ مُردے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں سنتے، البتہ قرآن وسنت کے بیان کردہ خاص اوقات وحالات میں ان کا کوئی خاص بات سن لینا ثابت ہے۔ یہ کہنا جائز نہیں کہ مُردے سنتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''مُردے سنتے ہیں، لیکن ان حالات و واقعات میں، جن کی صراحت نصوصِ شرعیہ نے کردی ہے۔''

لہٰذا مطلق طور پر مُردوں کے سننے کا عقیدہ رکھنا قرآن وسنت سے متصادم ہے۔ قرآن وسنت نے مردوں کے سننے کی مطلق نفی کی ہے۔ یہی کلی قانون ہے، دلائل ملاحظہ فرمائیں:

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِينَ يَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾ (الأنعام: ٣٦)

''جواب تو وہی دیتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) زندہ کرے گا، پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

❀ سنی مفسر، امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (310ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ﴾ يَقُولُ: الْكُفَّارُ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ مَعَ الْمَوْتٰى، فَجَعَلَهُمْ تَعَالٰى ذِكْرُهُ فِي عِدَادِ الْمَوْتٰى الَّذِينَ لَا يَسْمَعُونَ صَوْتًا، وَّلَا يَعْقِلُونَ دُعَاءً، وَّلَا يَفْقَهُونَ قَوْلًا.

''﴿وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ﴾ (مُردوں کو اللہ تعالیٰ [روزِ قیامت] زندہ کرے گا۔) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کفار کو اللہ تعالیٰ مُردوں کے ساتھ ہی زندہ کرے گا، یوں اللہ تعالیٰ نے انہیں (زندہ ہوتے ہوئے بھی) ان مُردوں میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

شامل کر دیا جو نہ کسی آواز کو سن سکتے ہیں، نہ کسی پکار کو سمجھ پاتے ہیں اور نہ کسی بات کا انہیں شعور ہوتا ہے۔‘‘

(تفسیر الطّبري : 4/855)

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾

(النّمل : ۸۰)

’’(اے نبی!) یقیناً آپ نہ کسی مُردے کو سنا سکتے ہیں، نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں، جب وہ اعراض کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔‘‘

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گویا یہ کفار مردے ہیں کہ جس طرح مردے نہیں سنتے اس طرح یہ بھی حق بات نہیں سنتے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (فاطر : ۲۲)

❀ علامہ ماتریدی رحمہ اللہ (792ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾، فَتَمَثَّلَ بِحَالِ الْكَفَرَةِ بِحَالِ الْمَوْتٰى، وَلَا نِزَاعَ فِي أَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ .

’’﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (آپ قبروں والوں کو سنا نہیں سکتے) میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی حالت کو مُردوں کی حالت سے تشبیہ دی ہے اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مُردے سن نہیں سکتے۔‘‘

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(شرح المقاصد في علم الكلام : 5/116)

❁ علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (861ھ) ان دونوں آیات کے متعلق فرماتے ہیں:

إِنَّهُمَا يُفِيدَانِ تَحْقِيقَ عَدَمِ سَمَاعِهِمْ، فَإِنَّهُ تَعَالَى شَبَّهَ الْكُفَّارَ بِالْمَوْتَى لِإِفَادَةِ تَعَذُّرِ سَمَاعِهِمْ، وَهُوَ فَرْعُ عَدَمِ سَمَاعِ الْمَوْتَى .

''ان دونوں آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے قطعاً نہیں سن سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کو مردوں سے تشبیہ دی ہے تاکہ یہ بتایا جا سکے کہ وہ سُن نہیں سکتے۔ کفار کا حق کو نہ سن سکنا، عدمِ سماعِ موتی کی فرع ہے۔''

(فتح القدير : 2/104)

سوال: ایک شخص نے منت مانگی کہ اگر اس کی والدہ صحت یاب ہو جائیں، تو وہ ایک گائے صدقہ کرے گا، مگر والدہ صحت یاب نہ ہوئیں اور فوت ہو گئیں، تو کیا اب بھی اس پر ایک گائے صدقہ کرنا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: چونکہ اس کی منت پوری نہیں ہوئی، لہٰذا اس پر ایک گائے صدقہ کرنا لازم نہیں، البتہ اگر صدقہ کر دے، تو بہت بہتر ہے۔

سوال: نذر والے جانور کا گوشت کسے دیا جائے؟

جواب: یہ گوشت غرباء میں تقسیم کرنا چاہیے۔

سوال: کیا منت کا گوشت خود کھانا جائز ہے؟

جواب: کھا سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے مطلق گائے ذبح کرنے کی نذر مانی، تو کیا اس گائے میں قربانی والی شرائط کا ہونا ضروری ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: ضروری نہیں۔

سوال: نذر کا جانور کیسا ہو؟

جواب: کم از کم درمیانے درجہ کا۔

سوال: کیا نفل نماز کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا نَذَرَ أَنْ يُّصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : صَلِّ هَاهُنَا، يَعْنِي فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ : صَلِّ هَاهُنَا .

''ایک آدمی نے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مانی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا: یہیں مسجد حرام میں نماز پڑھ لیں۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہے۔ فرمایا: ''یہیں نماز پڑھ لیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 363/3، سنن أبي داوٗد : 3305، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (۵۸۸۳) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۴۵) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۳۰۴/۴) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا حج کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ : لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ : نَعَمْ قَالَ : فَاقْضُوا اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ .

''ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی اور وہ (حج کیے بغیر) فوت ہوگئی ہے (کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا، تو آپ اسے ادا کرتے؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: اللہ کا حق ادا کیجیے، کیوں کہ وہ ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔''

(صحيح البخاري : 1852)

سوال: کیا روزوں کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: مانی جا سکتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ .

''جس پر (نذر کے) روزے تھے اور وہ فوت ہو گیا، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔''

(صحيح البخاري : 1952، صحيح مسلم : 1147)

یہ حدیث دلیل ہے کہ روزوں کی نذر مانی جا سکتی ہے اور اس کی ادائیگی بھی فرض ہے، اگر منت ماننے والا بغیر ادائیگی کے فوت ہو جائے، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھے گا۔

سوال: نذر کے نوافل کھڑے ہو کر پڑھے جائیں یا بیٹھ کر؟

جواب: اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت ہے، تو کھڑے ہو کر ہی پڑھنے چاہیے۔

سوال: کیا شیرینی تقسیم کرنے کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، مگر صرف اللہ کے نام کی۔

سوال: کیا نذر کی قضا لازم ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا قربانی کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: قربانی سنت مؤکدہ ہے، البتہ اگر قربانی کی نذر مان لی جائے، تو اس کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔

سوال: زیورات صدقہ کرنے کی نذر مانی، تو اس کی قیمت صدقہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: زیورات صدقہ کرنے چاہیے۔

سوال: مقررہ تاریخ سے پہلے نذر پوری کر دی جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا اعتکاف کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: اعتکاف کی نذر درست ہے۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهٗ : «أَوْفِ بِنَذْرِكَ» .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا، تو آپ نے انہیں فرمایا: اپنی نذر پوری کریں۔“

(صحيح البخاري : 6697، صحيح مسلم : 1656)

سوال: کیا نذر سے تقدیر تبدیل ہو جاتی ہے؟

جواب: نذر و منت سے تقدیر تبدیل نہیں ہوتی۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَأْتِي النَّذْرُ ابْنَ آدَمَ بِشَيْءٍ لَّمْ أَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ لَهٗ، وَلٰكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ قَدْ قَدَّرْتُهُ لَهٗ أَسْتَخْرِجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيلِ يُؤْتِينِي عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ أَتَانِي مِنْ قَبْلُ .

”نذر ابن آدم کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں لاتی، جو میں نے اس کے مقدر میں نہ لکھی ہو، بلکہ نذر سے اسے وہی چیز ہی ملتی ہے، جو میں نے اس کے مقدر میں لکھ دی ہے، نذر کے ذریعے میں بخیل سے نکلواتا ہوں، اس (نذر ماننے کی) وجہ سے مجھے وہ ایسی چیز دیتا ہے، جو پہلے نہیں دیتا۔“

(مسند الإمام أحمد : 314/2، صحيح البخاري : 6609، صحيح مسلم : 1640)

سوال: کیا باپ کی بیوہ کو نذر کے پیسے دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک شخص نے جانور کی نذر مانی، تو کیا وہ گوشت صدقہ کرے یا زندہ جانور؟

جواب: دونوں طرح جائز ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص نے مسجد میں سونے کا چراغ جلانے کی نذر مانی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نذر کو پورا کیا جائے، وہ چراغ مسجد کی ملکیت ہوگی۔

سوال: مٹھائی کی نذر مانی، تو اس کی جگہ کپڑے صدقہ کیے جا سکتے ہیں؟

جواب: مٹھائی کی نذر مانی ہے، تو مٹھائی ہی صدقہ کرنی چاہیے۔

سوال: جس نے نذر پوری نہ کی، تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: نذر پوری نہ کرنے کا وہی کفارہ ہے، جو قسم توڑنے کا کفارہ ہے، یعنی اپنی حیثیت کے مطابق دس مساکین کو کھانا کھلانا یا دس مساکین کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اگر تینوں میں سے کسی کی بھی طاقت نہیں، تو تین روزے رکھے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ بِهٖ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ .

”نذر دو طرح کی ہوتی ہے، جو نذر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے اور جو نذر شیطان کے لیے ہوتی ہے، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔“

(المنتقی لابن الجارود : 935، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 10/72، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: قرض دار کو قرضہ معاف کر دینے سے نذر پوری ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس سے نذر پوری نہیں ہوتی۔

سوال: جس نے مسجد میں مٹھائی تقسیم کرنے کی نذر مانی ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ نذر پوری کرے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، مگر اونٹ نہ ملے، تو کیا کرے؟

جواب: بہر حال اونٹ ذبح کرنا ضروری ہے، وہ اونٹ کی تلاش کرے، جب مل جائے، تو ذبح کر دے۔

سوال: نذر کے جانور سے فائدہ حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔

سوال: جس نے چرس بانٹنے کی نذر مانی ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ معصیت کی نذر ہے، اسے پورا کرنا جائز نہیں، اسے چاہیے کہ نذر توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

سوال: کیا کسی بیمار کی صحت یابی کے لیے جانور ذبح کرنے کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں ایک قرآن ختم کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح ہے، کام ہو جانے کی صورت میں اس پر ایک قرآن مکمل تلاوت کرنا لازم ہوگا۔

سوال: کیا بیٹے کی سلامتی پر نذر ماننا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مطلق صدقہ کی نذر مانی، تو کتنا صدقہ لازم ہوگا؟

جواب: جب مطلق صدقہ کی نذر مانی ہے، تو نذر ماننے والا جتنی قیمت بھی صدقہ کر دے، نذر پوری ہو جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط۱۰۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جو شخص نذر پوری کیے بغیر فوت ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نذر پوری کرنا واجب ہے، اگر نذر ماننے والا فوت ہو جائے، تو اس کا ولی اس کی طرف سے نذر پوری کرے گا۔

❁ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَهُ عَنْهَا.

''میری والدہ فوت ہوئیں، تو ان کے ذمہ ایک نذر تھی، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، تو آپ نے مجھے ان کی طرف سے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔''

(صحيح البخاري : 6698، صحيح مسلم : 1638)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگی: اللہ کے رسول! میری بہن فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے دو ماہ کے مسلسل روزے ہیں (تو کیا میں رکھ لوں؟)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بتائیے، اگر آپ کی بہن کے ذمے قرض ہوتا، تو آپ اسے ادا کرتی؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: تو اللہ کا حق زیادہ ضروری ہے۔''(صحيح البخاري : 1953، صحيح مسلم : 1148)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ .

”جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔“

(صحيح البخاري : 1952، صحيح مسلم : 1147)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: میری بہن فوت ہو چکی ہے، انہوں نے حج کی نذر مانی تھی (تو میں کیا کروں) فرمایا: اگر ان پر قرض ہوتا، تو کیا آپ اسے ادا کرتے؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بھی (حق) ادا کریں، کیوں کہ وہ ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔“

(صحيح البخاري : 6696)

سوال: کیا بیمار کی صحت کی غرض سے بکرا ذبح کرنا جائز ہے؟

جواب: بیمار کی صحت یابی کے لیے بکرے کا فدیہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ اللہ کے نام پر ہو، کیونکہ غیر اللہ کی نذر و نیاز شرک ہے۔

سوال: گناہ کی نذر ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نیکی کی نذر کو پورا کرنا واجب ہے، جبکہ گناہ کی نذر کو ترک کرنا ضروری ہے، اس صورت میں نذر کا کفارہ ادا کیا جائے۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”بنو ثقیف، بنو عُقیل کے حلیف (دوست) تھے، بنو ثقیف نے رسول اللہ ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے دو ساتھی قید کر لیے، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بنو عُقیل کا ایک آدمی قید کر لیا، اس کے ساتھ عضبا (اونٹنی) بھی حاصل کر لی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، جب کہ وہ (رسی میں) جکڑا ہوا تھا، وہ کہنے لگا: محمد! محمد! آپ اس کے پاس آئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: آپ نے مجھے اور حاجیوں سے آگے جانے والی اونٹنی کو کیوں پکڑا ہے؟ فرمایا: میں نے تجھے تیرے حلیف بنو ثقیف کے جرم میں پکڑا ہے۔ پھر آپ وہاں سے چلے گئے۔ اس نے آپ کو آواز دی: محمد! محمد! رسول اللہ ﷺ بڑے رحمدل اور نرم دل تھے۔ آپ واپس اس کے پاس آئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں مسلمان ہو گیا ہوں، فرمایا: اگر تم یہ بات اس وقت کہتے، جب تم خود مختار تھے، تو تم تمام کامیابیاں سمیٹ لیتے۔ پھر آپ وہاں سے جانے لگے، تو اس نے آپ کو آواز دی: محمد! محمد! آپ ﷺ واپس اس کے پاس آئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلائیے، میں پیاسا ہوں، مجھے پانی پلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تیری ضرورت ہے (اسے پورا کیا جائے گا۔)۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اسے دو صحابہ کرام کے بدلے فدیہ کے طور پر دیا گیا۔ ایک انصاری عورت قید کی گئی اور عضباء (اونٹنی) بھی پکڑ لی گئی، عورت رسیوں میں جکڑی ہوئی تھی، وہ لوگ اپنے اونٹوں کو اپنے گھروں کے سامنے چرایا کرتے تھے، ایک رات وہ عورت رسیوں سے آزاد ہو گئی اور اونٹوں کے پاس آئی، جب بھی وہ کسی اونٹ کے قریب جاتی، تو وہ بلبلانے لگتا، تو وہ اسے چھوڑ دیتی، حتی کہ وہ عضباء کے پاس پہنچی، تو اس نے آواز نہ نکالی، وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک فرمانبردار اونٹنی تھی، چنانچہ وہ اس اونٹنی کے پچھلے حصے پر بیٹھ گئی اور اسے ہانکنے لگی تو وہ چل پڑی، انھوں نے نذر مان کر اسے (اونٹنی کو) تلاش کرنا شروع کیا، مگراس نے انہیں ناکام کر دیا۔ راوی کہتے ہیں: اس عورت نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دی، تو وہ اس اونٹنی کو ذبح کر دے گی۔ جب وہ مدینہ آئی، تو لوگوں نے اسے دیکھ کر کہا: یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی عضبا ہے، وہ عورت کہنے لگی: میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی، تو میں اس اونٹنی کو ذبح کروں گی۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ بات آپ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس نے اسے برا بدلہ دیا ہے کہ اگر اللہ نے اسے نجات دی، تو وہ اسے ذبح کر دے گی، اللہ کی معصیت اور اس چیز کی نذر پوری نہیں کی جاتی، جو انسان کے اختیار میں نہ ہو۔''

(صحیح مسلم: 1641)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ .

''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی ہے، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہے، وہ نافرمانی نہ کرے (یعنی نذر پوری نہ کرے)۔''

(صحيح البخاري: 6696، 6700، موطأ الإمام مالك: 476/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ بِهِ، وَمَا كَانَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ .

”نذر دو طرح کی ہوتی ہے، جو نذر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے اور جو نذر شیطان کے لیے ہوتی ہے، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔“

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 72/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۳۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُخْتَهٗ، نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ، إِلَى الْبَيْتِ، وَاسْتَفْتٰى لَهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ ..

”ان کی بہن نے بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر مانی تھی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ہمشیرہ کے متعلق فتویٰ دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں حکم دیں کہ وہ سوار ہو جائیں۔“

(صحيح البخاري : 1866، صحيح مسلم : 1644)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دھوپ میں کھڑے دیکھا، تو اس کے متعلق (لوگوں سے) پوچھا: انہوں نے بتایا: یہ ابو اسرائیل ہیں، انہوں نے نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑے رہیں گے، نہ بیٹھیں گے، نہ سائے میں جائیں گے، نہ کلام کریں گے اور روزہ رکھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں کہیں کہ کلام کریں، سائے میں آ جائیں، بیٹھ جائیں اور روزہ پورا کریں۔“

www.KitaboSunnat.com

(صحیح البخاري : 6704)

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنے بیٹوں کے سہارے چلتے ہوئے دیکھا، تو پوچھا: یہ کیا؟ انہوں نے کہا: اس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی ہے، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات سے بے نیاز ہے کہ یہ اس نذر کے ذریعے اپنے آپ کو تکلیف پہنچائے۔ چنانچہ آپ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا۔''

(صحیح البخاري : 6701، صحیح مسلم : 1642)

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میں اپنی بھینس کا سارا دودھ گیارہویں تاریخ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی نذر کر دیا کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذرِ معصیت ہے۔ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز حرام ہے۔ دین کی دعوت مسلمان کی بھلائی پر قائم ہے، جب کہ مذکورہ تمام رسمیں سرتا پا مضرت کا باعث ہیں، یہ بلا کی ظالم ہیں، جو سادہ لوح مسلمانوں کا پیسہ، یتیموں اور بیواؤں کا مال بے دریغ ہڑپ کر جانے کا ہنر جانتی ہیں۔

اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ (گیارہویں) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ایصالِ ثواب کے لیے صدقہ ہے، لیکن اس نے اپنے بارے میں اور بہت کچھ مشہور کر رکھا ہے، عوام الناس اسے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی نیاز خیال کرتے ہیں۔ ان کا اعتقاد بنا دیا ہے کہ اگر ہم نے گیارہویں کا دودھ نہ دیا، تو اس کی وجہ سے ہماری بھینس یا گائے مر جائے گی یا بیمار ہو جائے گی یا رزق ختم ہو جائے گا یا اولاد کی موت واقع ہو جائے گی یا گھر میں نقصان ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ، یہ عقیدہ شرعاً حرام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا صدقہ بھی اسے کہیں، تو سوال اٹھے گا کہ کیا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی بزرگ اسلام میں ہوا ہے؟ اگر ہاں، تو اس کا صدقہ اتنے تواتر سے کیوں نہیں، یاد رہے کہ سلف صالحین اور ائمہ اہل سنت سے ایصالِ ثواب کا یہ طریقہ ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔ اگر اس کی کوئی شرعی حیثیت ہوتی اور یہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا باعث ہوتا، تو وہ اس کا اہتمام کرتے۔

ویسے بھی گیارہویں کا سلسلہ نسب شیعہ کے رسوم ورواج سے ملتا ہے، وہ بھی اپنے ائمہ کے لئے نیاز برائے ایصالِ ثواب دیتے ہیں۔

❀ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (795ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

أَمَّا مَا اتَّفَقَ عَلٰى تَرْكِهٖ فَلَا يَجُوْزُ الْعَمَلُ بِهٖ لِأَنَّهُمْ مَا تَرَكُوْهُ إِلَّا عَلٰى عِلْمٍ أَنَّهٗ لَا يُعْمَلُ بِهٖ.

”جس کام کے چھوڑنے پر سلف کا اتفاق ہو، وہ کام کرنا جائز نہیں، کیونکہ انہوں نے اسے چھوڑا ہی اس لئے تھا کہ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔“

(فضل علم السّلف علی علم الخلف، ص 31)

جس کام کے چھوڑنے پر سلف صالحین متفق ہوں، اسے کرنا جائز نہیں اور سلف صالحین سے گیارہویں شریف کا بالکل بھی ثبوت نہیں ملتا۔

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

”اگر اس پر کوئی دلیل ہوتی، تو ایسا نہیں کہ فہم صحابہ وتابعین سے غائب رہتی اور بعد میں یہ لوگ اسے سمجھ لیتے۔ یہ بھلا کیسے ممکن ہے کہ شرعی دلیل ایک مفہوم کا تقاضا کرتی ہو اور سلف کا عمل اس کے خلاف ہو؟ یہ بھی کیسے ممکن ہے کہ سلف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے کسی کام کی دلیل ہونے کے باوجود وہ نہ کیا ہو؟ اس طرح کے معاملات میں متاخرین نے جو عمل کیا ہے، وہ اجماع سلف کے خلاف ہے اور اجماع کی مخالفت کرنے والا خود خطا کار ہوتا ہے، کیونکہ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، لہٰذا سلف جس کام کو کرنے یا چھوڑنے پر متفق ہوں، وہی سنت اور معتبر ہے اور وہی ہدایت ہے۔ کسی کام میں دو ہی احتمال ہوتے ہیں، درستی یا غلطی، جو سلف صالحین کی مخالفت کرے گا، وہ خطا پر ہوگا اور یہی اس کے خطا کار ہونے کے لیے کافی ہے۔''

(المُوافقات : 72/3)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''ان تمام امور کے پیش نظر شرعی دلیل میں غور کرنے والے ہر شخص کے لیے سلف کے فہم و عمل کا پاس رکھنا ضروری ہے، کیونکہ یہی درستی کے زیادہ قریب اور علم و عمل میں زیادہ پختہ ہے۔'' (المُوافقات : 77/3)

❁ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (744ھ) لکھتے ہیں:

''کسی آیت یا حدیث کا ایسا مفہوم و مطلب بیان کرنا جائز نہیں، جو زمانہ سلف میں نہ تھا، نہ انہوں نے اسے پہچانا اور نہ امت کے لیے بیان کیا۔ اگر آپ اس طرح کا مفہوم بیان کرتے ہیں، تو لازم آئے گا کہ سلف اس بارے میں حق سے جاہل رہے اور اس سے گم راہ رہے ہیں اور یہ بعد میں آنے والا معترض اس کی طرف راہ پا گیا ہے۔''

(الصّارم المُنكي في الرّد على السّبكي، ص 318)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گیارہویں کا بکرا بت پرست کے بکرے سے گیا گزرا نہیں، بلکہ اسی کے جیسا ہے، وہ بھی حرام ہے، یہ بھی حرام ہے۔ بت یا آگ کی عبادت کی نیت سے جانور ذبح کیا جائے یا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے لیے نذر و نیاز کی نیت سے، دونوں حرام ہیں، خواہ انہیں مسلمان اللہ کا نام لے کر ذبح کرے، کیونکہ یہ دونوں جانور غیر اللہ کی نذر و نیاز کے لیے ذبح کیے گئے ہیں۔

سوال: ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے، تو عید الاضحیٰ والے دن گائے یا بکرے کی قربانی کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی سنت مؤکدہ ہے، مگر جب اس کی نذر یا منت مان لی جائے، تو اس کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے، کیونکہ نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ اگر باری تعالیٰ میرا فلاں کام کر دے، تو میں مسجد میں پنکھا لگواؤں گا، تو اس کا کام ہو گیا، کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح ہے، مراد پوری ہونے پر اس کی ادائیگی ضروری ہے۔

سوال: نیاز بنام حسین رضی اللہ عنہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نذر و نیاز عبادت ہے، جیسے نماز و روزہ عبادت ہے۔ کسی بت کے لیے نماز پڑھیں یا کسی نیک ولی کے لیے، دونوں صورتوں میں شرک اور حرام ہے۔ مجوسیوں کے آتش کدوں اور آگ کے لیے وقف بکرے کو اللہ کا نام لے حلال کرنے کا یہ طریقہ اسلاف امت نے بہر حال نہیں اپنایا، شریعت اور صاحب شریعت بھی اس سے ناواقف ہیں۔

نیاز حسین رضی اللہ عنہ حرام ہے، کبھی غور کیجئے کہ کسی چیز کو اساف، نائلہ، منات وغیرہ سے موسوم کر دیا جائے اور اسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام کا نام دے دیا جائے یا یہ کہہ دیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کہ یہ چیز کی ''چھٹی شریف'' کے لیے مختص ہے، یا کہہ دیا جائے کہ یہ چیز گیارہویں کے لیے مختص ہے یا یہ فلاں کی منت اور نیاز ہے، تو ان دونوں میں بنیادی فرق کون سا باقی رہ جاتا ہے؟ قدیم زمانے میں بھی بزرگوں کی خوشنودی اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا جاتا تھا اور آج بھی یہ سب کچھ اولیاء کی تعظیم اور ان کے تقرب کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ جانے انجانے میں ان اولیاء کو خدائی طاقتوں کا مظہر سمجھ لیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ میرا یہ کام ہو گیا تو میں فلاں مزار پر کالا بکرا ذبح کروں گا یا کالے مرغ کی منت اور چڑھاوا چڑھاؤں گا۔

غیر اللہ کے نام سے منسوب کرنا اور ان کے نام پر ذبح کرنا شرک و کفر ہے۔ ایسے جانور اور ایسی اشیا کھانا حرام ہے، یہ جانور اور یہ روپیہ پیسہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے کہ یہ چیزیں اسی کے نذرانے اور شکرانے میں صَرف ہوں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾

(الأنعام: 162-163)

''(نبی!) کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مطیع ہوں۔''

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے اعلان کروایا کہ میں نماز، جو کہ دین کا ستون اور رکن ہے، قلبی عبادات، جیسے خشوع اور توجہ الی اللہ، قولی عبادات، جیسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکبیر وتحمید، قرآنِ کریم کی تلاوت، وغیرہ، عملی عبادات ، جیسے قیام، رکوع، سجدہ، جلوس وغیرہ، خالص اللہ رب العالمین کے لیے ادا کرتا ہوں۔ میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرتا ہوں، مشرکین کی طرح انصاب واصنام کے لیے نہیں۔ میں ساری زندگی اپنے اللہ کی بندگی اور نیازمندی میں گزاروں گا اور اسی پر فوت ہوں گا۔ میں اقراری ہوں کہ عبادات کی تمام انواع واقسام میں اللہ رب العالمین کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہے:

''اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے اور اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرنے والے مشرکوں کو بتا دیں کہ آپ ﷺ اِن کاموں میں اُن کے مخالف ہیں، کہ آپ ﷺ کی نماز صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ذبح اسی کے نام پر کرتے ہیں، وہ (اللہ) اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر: 2) ''صرف اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور اسی کے نام پر ذبح کریں۔'' یعنی اپنی نماز اور ذبح اللہ کے لیے خاص کر دیں، کیونکہ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے لیے جانور ذبح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ان کی مخالفت کریں، ان کی اس رَوش سے الگ رہیں اور اپنی نیت وقصد اور عزم کے ساتھ اس بات پر قائم رہیں کہ ہر کام خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 128/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادات کی تمام انواع جیسے دعا و پکار اور التجا، محبت، خوف، امید ورجا، توکل وبھروسہ، رغبت ورہبت، خشوع وخضوع، رجوع و انابت، استعانت و استغاثہ، ذبح اور نذرو نیاز خالص اللہ کے لیے بجالائیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے، جو ضروری ہے کہ اسی کے لیے پورا کیا جائے۔ تاحیات اس پر ڈٹے رہنا اور تازیست اس کی دعوت ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں محفل میلاد یا مجلس امام حسین رضی اللہ عنہ کا انعقاد کروں گا، پھر اس کا کام ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مجالس امام حسین رضی اللہ عنہ کا انعقاد بدعت ہے، بدعی اُمور پر خرچ کرنا گناہ ہے اور یہ پیسے کو ناحق خرچ کرنا ہے اور گناہ پر باہم تعاون ہے۔ لہٰذا جس نے منت مانی تھی، اسے چاہیے کہ اس نذر کو ترک کر دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدۃ: 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر ایک دوسرے کی (مالی وجسمانی) معاونت مت کریں۔“

نبی کے میلاد کو منانے والی بدعت سب سے پہلے نصاریٰ میں شروع ہوئی، پھر مسلمانوں میں بھی در آئی، مروجہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عید میلادِ عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہے اور بدعت سیئہ ہے، جبکہ کفار کی مشابہت اور ان کی رسومات پر عمل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام کے زمانہ، بلکہ خیر القرون کے تینوں زمانوں میں اس کا وجود نہیں ملتا، یہ بعد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی ایجاد ہے۔

✿ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (م:۷۹۵ھ) رقمطراز ہیں:

أَمَّا مَا اتَّفَقَ السَّلَفُ عَلٰى تَرْكِهٖ، فَلَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهٖ، لِأَنَّهُمْ مَا تَرَكُوهُ إِلَّا عَلٰى عِلْمٍ أَنَّهٗ لَا يُعْمَلُ بِهٖ.

”جس کام کے چھوڑنے پر سلف کا اتفاق ہو، اسے کرنا جائز نہیں، انہیں یہ علم تھا کہ یہ قابل عمل نہیں، اس لئے اسے چھوڑ دیا۔“

(فضل علم السّلَف، ص ۳۱)

مجالس امام حسین رضی اللہ عنہ کے بدعت ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں فلاں ولی کے مزار پر چادر چڑھاؤں گا، اس کا کام ہو گیا، تو کیا کرے؟

جواب: اولیا کی قبروں پر چادریں چڑھانا بدعت ہے، لہٰذا یہ گناہ کی نذر ہے، جسے پورا کرنا جائز نہیں، اسے چاہیے کہ نذر کا کفارہ ادا کر دے۔

اولیا اور صالحین کی قبروں پر پھول، چادریں چڑھانا عجمی تہذیب کا شاخسانہ اور قبیح بدعت ہے۔ یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور ائمہ سلف کی سراسر مخالفت ہے۔ اگر اس عمل میں دینی منفعت و مصلحت ہوتی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کی طرف رہنمائی فرماتے اور سلف صالحین ضرور اسے اپناتے۔ شیطان اسے سند جواز فراہم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ شہر خموشاں شرک و بدعت کی آماجگاہ بن جائیں۔ ان کی خاموشی کو راگ رنگ، شور و شر اور فسق و فجور میں بدل دیا جائے۔ لوگ قبروں کے نام کی نذر و نیاز دیں اور ان پر چڑھاوے چڑھائیں، عرس میلے لگائیں، مزامیر اور مشرکانہ اشعار

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے محفل سماع سجائیں، تاکہ قبروں پر لوگوں کا آنا جانا لگا رہے۔

بدعت اللہ اور اس کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ سے پیش قدمی کا نام ہے۔ سلف اس سے متنفر تھے اور اس کی شدید مذمت کرتے تھے۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

''سلف صالحین اور ائمہ دین بدعت کا سختی سے ردّ کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اہل بدعت کو زمین کے کونے کونے سے للکارا اور لوگوں کو ان کے فتنے سے بہت ڈرایا۔ انہوں نے اس کی اتنی مخالفت کی کہ اتنی مخالفت فحاشی اور ظلم وزیادتی جیسے گناہوں کی بھی نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بدعت کی مضرت اور اس سے دین کو نقصان باقی گناہوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔''

(مَدارج السّالکین: 372/1)

شیطان دیکھتا ہے کہ لوگوں کو بدعت سے بچنے کی تلقین کی جا رہی ہے، تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو لیتا ہے جنہیں بدعت سے منع کیا جا رہا ہے، بدعت کے لئے دلائل تراش کر ان کے منہ ڈالتا ہے اور وہ نادان اس بدعت کو دین کا حصہ سمجھ لیتے ہیں، اکثر وہ عمومی دلائل سے استدلال کرتا ہے۔ اس سلسلے میں سمجھ لینا چاہیے کہ ان دلائل سے اگر وہ بدعت ثابت ہو رہی ہوتی، تو نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام اس کی وضاحت ضرور کرتے۔

سوال: ایک شخص نے مسجد بنانے کی نذر مانی، جبکہ وہ مسجد بنانے کی مالی استطاعت نہیں رکھتا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر منعقد نہیں ہوئی، کیونکہ نذر کرتے وقت جو چیز ملکیت میں نہ ہو، اس کی نذر معتبر نہیں، نیز اس پر کفارہ بھی نہیں، البتہ اگر نذر کرتے وقت چیز ملکیت میں ہے اور بعد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں ملکیت میں نہ رہی، تو اس پر نذر پوری کرنا واجب ہے، ورنہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

(سوال): ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں فلاں عالم کو یہ چیز دوں گا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ نذر صحیح ہے۔

(سوال): نذر کا مصرف کیا ہے؟

(جواب): نذر کا مصرف شریعت نے بیان نہیں کیا، لہٰذا اگر نذر مانتے وقت مصرف کی تخصیص نہیں کی، تو کسی بھی ضرورت مند پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

(سوال): کیا دل میں نیت کرنے سے نذر ہو جاتی ہے؟

(جواب): نذر کے لیے زبان سے کہنا شرط ہے۔

(سوال): کیا اللہ کے نام پر جانور چھوڑا جا سکتا ہے؟

(جواب): اللہ کے نام پر جانور چھوڑا جا سکتا ہے۔

(سوال): اگر ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام اتنی مدت میں ہو جائے، تو میں اتنے روپے راہِ خدا میں صدقہ کروں گا، پھر اس کا کام مقررہ مدت کے بعد ہوا، تو کیا اس پر نذر کردہ روپے صدقہ کرنا ضروری ہے؟

(جواب): چونکہ اس کی مراد بروقت پوری نہیں ہوئی، لہٰذا اس پر نذر پوری کرنا لازم نہیں، البتہ اگر نذر پوری کر دے، تو بہت اچھا ہے۔

(سوال): ایک شخص کا جانور سخت بیمار ہو گیا، اس نے نذر مانی کہ اگر یہ جانور بچ گیا، تو ذبح کر کے نمازیوں کو کھلاؤں گا، پھر وہ جانور صحت یاب ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ نذر صحیح ہے، جانور کے صحت یاب ہونے پر اس پر لازم ہے کہ ذبح کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمازوں کو کھلا دے۔

(سوال): ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر مجھے دس ایکڑ زمین مل گئی، تو میں ایک لاکھ روپے مدرسہ میں دوں گا، پھر اسے صرف آٹھ ایکڑ زمین ملی، تو کیا اس پر نذر کی ادائیگی لازم ہے یا نہیں؟

(جواب): اس صورت میں اس پر نذر پوری کرنا ضروری نہیں، البتہ اگر وہ کچھ نہ کچھ مدرسہ میں دے دے، تو بہت بہتر ہے۔

(سوال): ایک شخص ہیضہ کا مریض ہے، اس نے نذر مانی کہ اگر وہ صحت یاب ہو جائے، تو تعزیہ اٹھائے گا، پھر وہ صحت یاب ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ گناہ کی نذر ہے، جسے پورا کرنا جائز نہیں، کیونکہ تعزیہ نکالنا بدعت ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ اپنی نذر کا کفارہ ادا کر دے۔

(سوال): مسجد میں جو چیز کھانے پینے کے لیے لائی جاتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مسجد میں جو چیزیں نمازیوں کے کھانے پینے کے لیے آتی ہیں، انہیں امیر وغریب سبھی کھا سکتے ہیں۔ کسی کے لیے ممانعت نہیں۔

(سوال): کیا مرغ اور سیب وکیلا وغیرہ کی نذر درست ہے؟

(جواب): درست ہے، بشرطیکہ اللہ کے نام کی ہو۔

(سوال): پیر کے نام کی نذر نکالنا کیسا ہے؟

(جواب): غیر اللہ کی طرف منسوب کر کے نذر ونیاز دینا حرام ہے۔ مخلوق کے نام پر جانور ذبح کرنا غیر اسلامی عمل ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی تعظیم وتقرب کے لیے ذبح کرنا شرک ہے اور ایسا ذبیحہ حرام ہے اور اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کے بیان میں فرمایا:

﴿وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾(البقرۃ : ۱۷۳)

”جو چیز اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام (بہ نیت عبادت وتعظیم) منسوب ہو۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جانور یا کسی اور چیز کو غیر اللہ کے لیے نامزد کیا جائے، خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی کیوں نہ پکارا جائے، تب بھی حرام ہے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں ایک ایکڑ مدرسہ کے نام کردوں گا، جبکہ اس کے پاس صرف ایک کنال زمین ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح نہیں، کیونکہ نذر کرتے وقت جو چیز ملکیت میں نہ ہو، اس کی نذر معتبر نہیں۔ اس پر کفارہ بھی نہیں۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ مجھے تجارت میں جو نفع ہوگا، اس کا ایک تہائی حصہ پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام صدقہ کردوں گا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ کے نام پر صدقہ وخیرات بدعت ہے، یہ حرام مال ہے۔

سوال: کیا پیر کے نام پر بکرا دینا جائز ہے؟

جواب: ذبح کرنا عبادت ہے، جو صرف اللہ کے لیے جائز ہے، لہٰذا جو جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے، وہ حرام ہے۔ اس کا کھانا جائز نہیں۔

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

”غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔“

(صحيح مسلم : 1978)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ معصیت کی نذر ہے۔ اسے پورا کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کا کفارہ واجب ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ بِهٖ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ .

”نذر دو طرح کی ہوتی ہے، جو نذر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے اور جو نذر شیطان کے لیے ہوتی ہے، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔“

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 72/10، وسندهٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۳۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی تھی، مراد پوری ہونے کے بعد نذر کی ادائیگی کے لیے رقم نہیں، کیا وہ بھیک مانگ کر نذر پوری کر سکتا ہے؟

جواب: نذر پوری کرنے کے لیے بھیک نہ مانگے۔ ایسے محتاج نے جو نذر مانی تھی، وہ چیز اگر نذر مانتے وقت ملکیت میں نہ تھی، تو یہ نذر منعقد نہیں ہوئی اور اس پر کچھ کفارہ نہیں، البتہ اگر اس وقت ملکیت میں تھی، تو اس پر ادائیگی لازم ہے، ورنہ کفارہ ادا کرے۔

سوال: ایک شخص نے گائے کے پیٹ میں موجود بچے کی نذر مانی کہ اگر یہ اچھا ہوا، تو ذبح کر کے لوگوں کو کھلاؤں گا، پیدائش ہوئی، تو بچہ صحیح سلامت تھا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح ہے، چونکہ مراد پوری ہو چکی ہے، لہٰذا نذر پوری کرنا لازم ہے۔

سوال: جانور کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جانور کو عبادت یا تعظیم کی غرض سے غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خواہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔البتہ اگر جانور کی نسبت عبادت یا تعظیم کی غرض سے نہ ہو،تو کوئی حرج نہیں،مثلاً فلاں کا بکرا،شادی کا بکرا،وغیرہ۔

سوال:اماموں کے نام کا پنجہ لگانا کیسا ہے؟

جواب:بعض لوگ اماموں کے نام سے منسوب پنجہ کی شبیہ اپنے مکان پر نصب کرتے ہیں،اسے دافع البلاء سمجھتے ہیں،یہ شرک کی بھیانک صورت ہے۔ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں لوہے کے ایک پنجے کو مشکل کشا سمجھ رکھا ہے،اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾(الحجّ:٧٤)

”لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی کہ جیسے قدر کرنے کا حق تھا،بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت قوت والا اور غالب ہے۔“

سوال:دس محرم کو شہدائے کربلا کے ایصال ثواب کے لیے نیاز تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب:ایصال ثواب کی یہ صورت بدعت ہے،اسلاف امت کا اس پر عمل نہیں، حالانکہ وہ سب سے زیادہ نصوص کتاب وسنت کو سمجھنے والے اور اہل بیت وآل رسول سے محبت کرنے والے تھے،انہوں نے دس محرم کو نیاز تقسیم نہیں کی،یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عمل قرب الٰہی کا ذریعہ نہیں ہے۔

✿ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

”اہل بدعت بہت سے امور میں ان کاموں کو مستحب قرار دے دیتے ہیں، جن پر کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہیں ہوتی،نہ ہی سلف صالحین نے اس طرح کا کوئی کام کیا ہوتا ہے۔بدعتی اس طرح کے کام کرتے ہیں،ان پر دوام کرتے ہیں اور اسے اپنے لیے واضح راستہ اور سنت غیر معارضہ سمجھتے ہیں،بلکہ بسا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اوقات اسے واجب قرار دیتے ہیں۔“

(الاعتصام: 212/1)

سوال: مسجد میں شیرینی تقسیم کرنے کی نذر کا کیا حکم ہے؟

جواب: درست ہے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں فلاں پیر کی روح کے لیے خیرات کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایصال ثواب کی یہ صورت بدعی ہے، اسلاف امت کا اس پر عمل نہیں، لہٰذا یہ نذر معصیت ہے، اس کو پورا کرنا جائز نہیں، اس پر کفارہ ادا کیا جائے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ مجھے جو نفع ہوگا، میں اس کا اڑھائی فیصد اللہ کی راہ میں خیرات کردوں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح ہے، اس کا پورا کرنا لازم ہے۔

سوال: ایک عورت نے نذر مانی کہ اگر اللہ مجھے اولاد دے، تو میں نو ماہ کے روزے رکھوں گی، پھر اسے اولاد ہوئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مراد پوری ہو چکی ہے، لہٰذا اس پر نو ماہ کے روزے رکھنا لازم ہیں، اگر وہ یہ نذر پوری نہیں کرسکتی، تو اسے توڑ دے اور کفارہ ادا کردے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا بچہ صحت مند ہو گیا، تو میں اسے حافظ بناؤں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بچہ صحت یاب ہو جائے، تو اس پر لازم ہے کہ بچے کو حافظ بنائے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر اس کا فلاں کام ہو جائے، تو وہ ایک لاکھ مرتبہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے گا، پھر اس کا کام ہو گیا، مگر اس کے پاس اتنی فرصت نہیں کہ وہ اتنی تعداد میں درود پڑھے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں نذر صحیح ہے، اس کا پورا کرنا لازم ہے، اسے چاہیے کہ فرصت نکال کر ایک لاکھ مرتبہ درود پڑھے، ورنہ نذر توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔

سوال: نفلی صدقہ غنی کو کھلانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر گائے ذبح کرنے کی نذر مانی، تو کیا اس میں قربانی کی شرائط پوری ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: نذر والی گائے میں قربانی کی شرائط ضروری نہیں۔

سوال: کیا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی نذر جائز ہے؟

جواب: نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کی جائز ہے۔ مخلوق کے نام پر نذر دینا حرام ہے۔ اگر کوئی انسان کسی بزرگ یا ولی کے نام پر منت یا نذر کرتا ہے، صالحین اور اولیاء اللہ کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے صاحبِ قبر کا تقرب حاصل ہو جائے گا، وہ اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے گا یا اس کی فریاد رسی یا اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے ہاں اس کی سفارش کرے گا، یا وہ اس کی قبر سے فیض پائے گا تو بلا شک یہ شرک فی العبادت ہے، لہٰذا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یا کسی بزرگ کے نام کی نذر و نیاز شرک ہے۔

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلٰى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾

(الأنعام: 136)

”انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپائیوں میں سے اللہ کے لیے ایک حصہ مقرر کیا، پھر بزعمِ خویش کہنے لگے: یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ ہمارے دیوتاؤں کے لیے ہے، پھر ان کے دیوتاؤں کا حصہ تو اللہ کے پاس نہیں پہنچتا، لیکن اللہ کا حصہ ان کے دیوتاؤں کے پاس پہنچ جاتا ہے، یہ لوگ کتنا برا فیصلہ کرتے ہیں۔“

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ: ۱۷۳)

”اور وہ چیز (بھی حرام ہے) جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔“

مزاروں اور آستانوں پہ نذر کے نام پر جاہلانہ رسومات اور نفسانی وحیوانی خواہشات کی تکمیل جس انداز میں ہوتی ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس کے باوجود بعض حلقوں سے قبروں پر نذر و نیاز کا جواز پیش کیا جاتا ہے۔ جناب احمد یار خان نعیمی صاحب (1391ھ) لکھتے ہیں:

”اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے، یہ نذر شرعی نہیں، نذر لغوی ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

جس کے معنی ہیں نذرانہ، جیسے کہ میں اپنے استاذ سے کہوں کہ یہ آپ کی نذر ہے، یہ بالکل جائز ہے اور فقہا اس کو حرام کہتے ہیں، جو کہ اولیا کے نام کی نذر شرعی مانی جائے۔ اس لیے فرماتے ہیں تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ۔ نذر شرعی عبادت ہے، وہ غیر اللہ کے لیے ماننا یقیناً کفر ہے۔''

(جاء الحق: 307/1)

نذر کی شرعی ولغوی تقسیم کسی اہل سنت امام نے نہیں کی، کیا رسول اللہ ﷺ سے بھی کوئی بزرگ ہستی مخلوق میں موجود ہے؟ اور کیا صحابہ کرام رسولِ اکرم ﷺ سے اتنی بھی محبت نہیں رکھتے تھے، جتنی بعد کے لوگوں کو اپنے بعد والے بزرگوں سے ہے؟ کیا کبھی کسی قبر پرست نے غور کیا کہ اگر غیر اللہ اور فوت شدگان کے نام پر نذر و نیاز جائز ہوتی، تو صحابہ کرام اس کارِ خیر سے کبھی محروم نہ رہتے۔ کوئی شخص صحابہ کرام میں کسی سے بھی ایسا عمل پیش کرسکتا ہے؟

عام لوگوں کا تحفہ اور ہدیہ کے لیے نذرانے کا لفظ استعمال کرنا اس کی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ جو لوگ قبروں پر نذر پیش کرتے ہیں، اس عقیدے سے پیش کرتے ہیں کہ وہ دافع البلا ہیں۔ ان کے پیش نظر لغوی نہیں، شرعی اور عرفی نذر ہوتی ہے۔ تب ہی تو اس کے بارے میں ''نذر اللہ اور نیاز حسین'' کے الفاظ سننے کو ملتے ہیں۔

اس سے بڑھ کر یہ بھی کہ اگر مجھے مقدمہ میں فتح یابی ہوئی یا مرض سے شفا ہوئی یا دشمن زیر ہوگیا یا مجھے اولادِ نرینہ مل گئی یا میرا کاروبار چمک گیا، تو فلاں مزار پر جا کر نذر و نیاز کا لنگر چڑھاؤں گا، ننگے پاؤں جا کر سلام کروں گا، مزار پر ٹاکی باندھوں گا، وغیرہ۔

منصف مزاج دوستوں سے گزارش ہے کہ کیا یہ سب کچھ لغوی نذر و نیاز کے لیے کیا جاتا ہے؟ یہ سب امور تعظیم وتقرب کے نقطۂ نظر سے کیے جاتے ہیں، جس میں نذر ماننے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا اپنے عجز وانکساری کا اظہار کرتا ہے۔تحفہ وہدیہ میں ایسی صورت نہیں ہوتی۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

”مشرکین اللہ کے سوا کسی بھی چیز کو معبود ٹھہرانے میں کتنے جلد باز واقع ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: یہ پتھر، یہ درخت اور یہ شخص نذر و نیاز کے لائق ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ شخص بھی عبادت کے لائق ہے، کیونکہ نذر و نیاز عبادت وتقرب ہے، جس کے ذریعے نذر دینے والا کسی کا تقرب حاصل کرتا ہے۔“

(إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان: 212/1)

❁ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (1176ھ) لکھتے ہیں:

”مشرکین اپنی حاجات، مثلاً مرض میں شفا اور فقیری میں خوشحالی کے لیے غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ انہیں یہ امید ہوتی ہے کہ اس نذر و نیاز کی وجہ سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ وہ برکت کی امید پر غیر اللہ کے ناموں کا ورد بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر نماز میں یہ کہنا فرض کیا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحہ: 5) ”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔“ نیز فرمایا: ﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجن: 18) ”اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔“ اس آیت میں دعا سے مراد عبادت نہیں، جیسا کہ (عام) مفسرین نے کہا ہے، بلکہ مراد استعانت ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ﴾ (الانعام: 41) ”تم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سخت مصیبت کے وقت اسی اللہ کو پکارتے ہو، چنانچہ وہ تمہاری مصیبتیں دُور فرماتا ہے۔‘‘

(حجّة اللّٰه البالغة: 185/1)

❁ علامہ آلوسی رحمہ اللہ (1270ھ) کہتے ہیں:

’’فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا﴾ (الحج: 73) ’’اللہ کے علاوہ جنہیں بھی تم پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔‘‘ اس آیت کریمہ میں ان کی مذمت کی گئی ہے، جو اولیا کے بارے میں غلو کا شکار ہو گئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر مصیبت میں اولیا سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کے نام پر نذر و نیاز دیتے ہیں۔ بعض ’’دانشور‘‘ تو کہتے ہیں کہ اولیا کرام اللہ کی طرف وسیلہ ہیں، نذر و نیاز ہم اللہ کے لیے دیتے ہیں، البتہ اس کا ثواب اس ولی کو پہنچاتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان کا پہلا دعوی بت پرستوں جیسا ہے، جو کہتے تھے کہ ہم بتوں کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔ رہا دوسرا دعویٰ تو اس میں کوئی حرج نہ ہوتا اگر وہ بزرگوں سے اپنے مریضوں کے لیے شفاء اور غائب ہونے والوں کی واپسی وغیرہ کا مطالبہ نہ کرتے [حالانکہ شرعاً یہ بھی ناجائز ہے، از ناقل] ان کی حالت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بزرگوں سے مانگنے کے لیے ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ اگر ان سے کہا جائے کہ اللہ کے نام کی نذر و نیاز دو اور اس کا ثواب (اولیا) کی بجائے اپنے والدین کو پہنچاؤ، کیونکہ تمہارے والدین ان اولیا سے بڑھ کر ثواب کے محتاج

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

ہیں،تو ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے،[اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کا مقصد بزرگوں سے مانگنا ہی ہوتا ہے] میں نے بہت سے مشرکین کو دیکھا جو اولیا کی قبروں کے پتھروں پر سجدہ کر رہے ہوتے ہیں۔بعض مشرکین تو سب اولیا کے لیے ان کی قبروں میں تصرف (قدرت) بھی ثابت کرتے ہیں،البتہ مراتب کے اعتبار سے یہ تصرف مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ان مشرکین کے'اہل علم' قبروں میں اولیاء کے لیے چار یا پانچ قسم کا تصرف ثابت کرتے ہیں،لیکن جب ان سے دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہے،تو کہتے ہیں کہ یہ چیز کشف سے ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں تباہ وبرباد کرے،یہ کتنے جاہل اور جھوٹے ہیں! بعض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اولیا اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں،جبکہ ان کے''اہل علم'' کا کہنا ہے کہ اولیا کی صرف روحیں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ان کے بقول بسا اوقات اولیا کی روحیں شیر،ہرن وغیرہ کی شکل بھی اختیار کر لیتی ہیں۔یہ تمام باتیں جھوٹ ہیں،کتاب وسنت اور اسلاف امت کے کلام میں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔انہوں نے (سادہ لوح) لوگوں کا دین بھی برباد کر دیا ہے۔ایسے لوگ یہود ونصاریٰ،دیگر ادیانِ باطلہ کے پیروکاروں اور بے دین لوگوں کے سامنے مذاق بن گئے ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ سے (دین ودنیا کی) عافیت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔''

(روح المَعاني : 2/212-213)

۞ نیز فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مِنْ أُولٰئِكَ عَبَدَةُ الْقُبُورِ، النَّاذِرُونَ لَهَا، الْمُعْتَقِدُونَ لِلنَّفْعِ وَالضَّرِّ، مِمَّنِ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِحَالِهِ فِيهَا، وَهُمُ الْيَوْمَ أَكْثَرُ مِنَ الدُّودِ

''ان میں سے بعض وہ ہیں، جو قبروں کے پجاری ہیں، ان پر نذر و نیاز دیتے ہیں اور ان سے نفع و نقصان کا اعتقاد رکھتے ہیں جن کی اپنی حالت اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہے؟ موجودہ دور میں ایسے مشرکین کیڑے مکوڑوں سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔''

(روح المَعاني : 67/17)

❁ علامہ حصکفی (1088ھ) اپنے اکثر عوام کی اصلاح میں لکھتے ہیں:

''معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر عوام جو مردوں کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں اور جو رقوم، چراغ اور تیل وغیرہ اولیائے کرام کی قبروں پر تقرب کی نیت سے لائے جاتے ہیں، وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔''

(الدرّ المختار، ص 155، ردّ المحتار : 439/2)

❁ علامہ ابن عابدین شامی (1252ھ) اس عبارت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اولیا کے لیے نذر و نیاز کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی کہے: اے میرے فلاں پیر! اگر میرا غائب رشتہ دار واپس آ گیا، میرا مریض شفایاب ہو گیا یا میرا کام ہو گیا، تو اتنا سونا، اتنی چاندی، اتنا کھانا، چراغ یا اتنا تیل آپ کی نذر کروں گا۔ یہ نذر و نیاز کئی وجوہ سے باطل اور حرام ہے: ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ مخلوق کے لیے نذر و نیاز ہے، حالانکہ نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کے لیے جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ جس کے نام کی نذر و نیاز دی جا رہی ہوتی ہے، وہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مردہ ہوتا ہے اور مردہ کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا۔ تیسری وجہ یہ کہ نذر و نیاز دینے والا اللہ کو چھوڑ کر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ ولی امور میں تصرف کر سکتا ہے، اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔‘‘

(ردّ المحتار المعروف به الفتاوى الشامي : 439/2)

❁ علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (879ھ) لکھتے ہیں:

مَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَغَيْرِهَا، وَيُنْتَقَلُ إِلٰى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ، مُحَرَّمٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

’’جو رقوم، شمعیں اور تیل وغیرہ اولیا کی قبروں پر ان کے تقرب کے لیے لائی جاتی ہیں، ان کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔‘‘

(البحر الرّائق لابن نجيم : 298/2، الفتاوى الهنديّة المعروف به فتاوى عالمگيرى :216/1، حاشية الطّحطاوي، ص 378)

❁ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

’’اکثر عوام جو اس طرح نذر مانتے ہیں کہ کسی نیک شخص کی قبر پر آ کر یوں فریاد کرتے ہیں: اے میرے فلاں پیر! اگر تو میری یہ ضرورت پوری کر دے، تو میری طرف سے اتنا سونا تیری نذر۔ یہ بالاجماع باطل ہے۔‘‘

(فتاویٰ عالمگیری:216/1)

❁ علامہ برکوی، علامہ ابوشامہ (665ھ) سے نقل کرتے ہیں:

’’پھر یہ مشرکین اس سے بھی آگے بڑھتے ہیں اور اپنے دلوں میں ان مقامات کی تعظیم بٹھا لیتے ہیں۔ وہ ان جگہوں کی تعظیم بھی کرتے ہیں اور ان پر نذر و نیاز

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

چڑھا کر اپنے بیماروں کی شفا اور اپنی حاجات کی برآوری کی امید بھی کرتے ہیں۔ایسی جگہیں درختوں، پتھروں، باغات اور چشموں پر واقع ہوتی ہیں۔“

(زيارة القبور، ص 546-547)

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا، تو فوت شدہ والدین کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کراؤں گا، پھر اس کے گھر بیٹا پیدا ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: فوت شدگان کی طرف سے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی مجالس منعقد کرانا مشروع نہیں، اسلاف امت کا اس پر عمل نہیں، قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ زندوں کی دعا فوت شدگان کو فائدہ دیتی ہے۔قرآن خوانی کے ثبوت پر شرعی دلیل نہیں، لہٰذا یہ دین میں اختراع ہے۔

مذکورہ صورت میں چونکہ معصیت کی نذر تھی، لہٰذا اسے پورا کرنا جائز نہیں، اسے چاہیے کہ نذر توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

سوال: ایک شخص نے غریبوں کو کھانا کھلانے کی نذر مانی، تو اس کی رقم ہسپتال میں دینا کیسا ہے؟

جواب: جس کام کی نذر مانی تھی، اسی مد میں خرچ کرنا چاہیے۔

سوال: کیا ماتم کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: ماتم حرام اور ناجائز عمل ہے، ایسی نذر ماننا گناہ ہے، اگر نذر مان لی جائے، تو اس نذر کو توڑنا ضروری ہے، اس صورت میں کفارہ لازم آئے گا۔

ماتم جاہلی رسم ہے۔ باتفاق علما بدعت اور حرام ہے۔ اسلام کے اصولوں سے غم کم ہوتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے۔غیر اسلامی طریقے غم میں اضافہ کرتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کتنے انبیا علیہم السلام مظلومانہ شہادت سے دوچار ہوئے، بلکہ اسلام کی تاریخ شہادتوں سے لبریز ہے،تو کیا ہر ایک پر ماتم روا سمجھا جائے گا؟ پھر تو کوئی دن ماتم سے خالی نہ ہوگا!

بعض لوگ حسینی ماتم کرتے ہیں، جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے ،سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بڑی شہادت ہے، ان پر ماتم کیوں نہیں؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی شہید ہیں۔ ان کا ماتم کوئی نہیں کرتا۔ بے شک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت برحق ہے، انسانی تاریخ کا اندوہ ناک واقعہ ہے، ہر مسلمان کو اس سے دکھ پہنچا ہے۔اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کا ماتم کریں۔اہل بیت میں سے کسی نے کسی کی شہادت پر ماتم نہیں کیا۔

بعض لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ماتم قرآن سے ثابت ہے، ان سے سوال ہے، کیا علمائے اہل بیت اور علمائے امت نے قرآن کریم نہیں پڑھا؟ ہمارے مطابق نہ صرف پڑھا، بلکہ فہم بھی حاصل کیا، اس پر عمل کیا، اس کی تبلیغ کی۔ان میں سے کسی کا یہ دعویٰ نہیں کہ ماتم جائز ہے، چہ جائیکہ وہ قرآن سے اس کا ثبوت فراہم کرتے۔اسلاف امت کے خلاف کوئی بھی مؤقف غیر مسموع ہے۔اس پر سہاگہ یہ کہ علمائے امت نے ماتم کو حرام قرار دیا ہے۔ان کے اتفاق واجماع پر اللہ کا ہاتھ ہے۔وہ کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتے۔ان میں سے ہر ایک اہل بیت کے حقوق کا پاسدار تھا، ان سے عقیدت ومحبت رکھتا تھا، ان کا ادب واحترام واجب سمجھتا تھا۔

❁ علامہ ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ (۵۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْمَآتِمُ؛ فَمَمْنُوعَةٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ .

”ماتم کے ممنوع ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الحوادث والبدع، ص 175)

❁ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا اتِّخَاذُ أَمْثَالِ أَيَّامِ الْمَصَائِبِ مَآتِمَ فَهٰذَا لَيْسَ فِي دِينِ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ هُوَ إِلٰى دِينِ الْجَاهِلِيَّةِ أَقْرَبُ.

''مصیبت کے ایام کو ماتم کے دن بنالینا، مسلمانوں کا دین نہیں، بلکہ یہ جاہلیت کے زیادہ قریب ہے۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم: 131/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''ان کی ایک حماقت تو ماتم قائم کرنا ہے، اوران لوگوں پر نوحہ کرنا، جو کئی برس پہلے وفات پا چکے تھے۔ یہ بات تو معلوم ہے کہ مقتول ہو یا کوئی دوسری میت ہو، ان کی موت کے بعد اس طرح کے کام، اللہ ورسول نے حرام قرار دیئے ہیں۔''

(منہاج السنۃ :52/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''مصیبت کے اوقات کو ماتم کے دن بنالینا، اسلام نہیں ہے۔ یہ ایسا کام ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، نہ سابقون الاولون میں سے کسی نے کیا، نہ تابعین نے اور نہ اہل بیت نے، نہ کسی اور نے۔ حالاں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ان کے اہل بیت موجود تھے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت بھی ان کے اہل بیت موجود تھے، اس پر کئی برس گزر گئے، مگر ان کے اہل بیت نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو تھامے رکھا، انہوں نے ماتم ایجاد نہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کیا، نہ نوحہ ایجاد کیا۔ بلکہ وہ صبر کرتے تھے، اور اللہ و رسول کے حکم کے مطابق انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کیا کرتے تھے۔ یا روتے بھی تو مصیبت کے ابتدائی لمحات میں، غمگین بھی ہوتے، لیکن جائز طریقے کے ساتھ۔“

(حقوق أهل البيت، ص 46)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

”عاشوراء کے دن سوائے روزے کے رسول اللہ ﷺ سے کچھ ثابت نہیں، یہ روافض ہیں، جنہوں نے عاشور کے دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ماتم اور اظہار غم کی بدعت ایجاد کی۔“

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 930/2، فتاوىٰ شامي : 418/2)

سوال: قبرِ رسول ﷺ کی زیارت کی نذر مانی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: قبر رسول ﷺ کی زیارت جائز ہے، جس نے قبر رسول ﷺ کی زیارت کی نذر مانی، اسے چاہیے کہ نذر پوری کرے۔

سوال: جانور ذبح کرنے کی نیت کی تھی، کیا عقیقہ اور نذر کے لیے ایک ہی جانور ذبح کیا جا سکتا ہے؟

جواب: نذر کا جانور ذبح کرنا الگ عمل ہے اور عقیقہ کا جانور ذبح کرنا الگ عمل ہے، ایک کی ادائیگی سے دوسرے کی ادائیگی نہیں ہوتی۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہو جاؤں، تو ایک سال تک ہر جمعہ کا روزہ رکھوں گا، پھر وہ امتحان میں کامیاب ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی مراد پوری ہو چکی ہے، لہٰذا اس پر ایک سال تک ہر جمعہ کا روزہ رکھنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لازم ہے۔

سوال: ایک شخص کا معمول ہے کہ وہ ایام بیض اور سوموار و جمعرات کے روزے رکھتا ہے، تو کیا ان ایام میں نذر کے روزے رکھ سکتا ہے؟

جواب: اگر اس نے مطلقاً کچھ روزوں کی نذر مانی تھی، یعنی کسی دن یا تاریخ کو خاص نہیں کیا تھا، تو وہ معمول کے روزوں میں نذر کے روزوں کی نیت کرسکتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میری فلاں مراد پوری ہوگئی، تو فلاں مسجد میں وعظ کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر ہے، اگر مراد پوری ہو جائے، تو مذکورہ مسجد میں وعظ کرنا لازم ہے۔

سوال: زید نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا، تو میں بکر کے مال میں سے دس ہزار روپے صدقہ کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر منعقد نہیں ہوئی، کیونکہ جس چیز کا انسان مالک نہیں، اس کی نذر نہیں مانی جا سکتی، یہ نذر لغو ہے۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا وَفَاءَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ .

”اللہ تعالیٰ کی معصیت اور اس چیز کی نذر پوری نہیں کی جاتی، جو انسان کے اختیار میں نہ ہو۔“

(صحیح مسلم: 1641)

سوال: جو جانور ماتا یا دیوی وغیرہ کے نام چھوڑا گیا ہو، اس کو خریدنا کیسا ہے؟

جواب: اسے خرید کر استعمال میں لانا جائز ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: پیروں کی روحوں کے نام صدقہ وخیرات کرنے کی نذر ماننا کیسا ہے؟

جواب: ایصال ثواب کی یہ صورت بدعی ہے، اسلاف امت کا اس پر عمل نہیں، بھلا وہ کام نیکی کیسے ہوسکتا ہے، جس پر صحابہ، تابعین اور ائمہ دین عمل پیرا نہ رہے ہوں؟ لہٰذا پیروں کی روحوں کے لیے صدقہ کی نذر ماننا جائز نہیں۔ یہ معصیت کی نذر ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ بِهِ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ .

”نذر دو طرح کی ہوتی ہے، جو نذر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے اور جو نذر شیطان کے لیے ہوتی ہے، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔“

(السّنن الکبرٰی للبیهقي : 10/72، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۳۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: بچوں کے لیے مٹھائی کی منت مانی، تو اس کی قیمت غریبوں کو دینا کیسا ہے؟

جواب: جس کام کی منت مانی، اسی میں صرف کرنا چاہیے۔

سوال: مجالس میلاد اور عزاداری کی منت مانی تھی، تو اس کی رقم غریبوں میں تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: اول تو مجالس میلاد اور عزاداری کی منت ماننی جائز نہیں، کیونکہ یہ معصیت کی نذر ہے، جب گناہ کی نذر مان لی جائے، تو اسے پورا کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا مسجد بنانے کی نذر ماننا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ مسجد بنانا کارِ خیر ہے۔

سوال: کیا مرغ ذبح کرنے کی نذر مانی جاسکتی ہے؟

جواب: مرغ ذبح کرنے کی نذر ماننا جائز ہے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا، تو وہ اس کا نام نبی کریم ﷺ کے نام پر ''محمد'' رکھے گا، پھر اس کے لڑکا پیدا ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نیکی کی نذر ہے، اسے پورا کرنا ضروری ہے، اسے چاہیے کہ لڑکے کا نام ''محمد'' رکھے، اگر کسی وجہ سے محمد نام نہ رکھ سکا، تو نذر کا کفارہ ادا کرے۔

سوال: نذر مانی، مگر مراد پوری نہ ہوئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مراد پوری نہ ہو، تو نذر کی ادائیگی لازم نہیں۔

سوال: بکرے کی نذر مانی ہو، تو پورا بکرا صدقہ کرنا ضروری ہے یا کچھ گوشت؟

جواب: اگر مطلق بکرا ذبح کرنے کی نذر مانی، تو بکرا ذبح کرنا ضروری ہے، اس صورت میں چند کلو گوشت بانٹنا کافی نہ ہوگا۔

سوال: ایک شخص کے ذمہ بہت سے نذریں تھیں، وہ بھول گیا کہ نذریں کیا تھیں؟، تو وہ کیا کرے؟

جواب: ظن غالب کے مطابق جتنی نذریں بنتی ہیں، ان کا کفارہ ادا کردے۔

سوال: قربانی کی منت مانی، تو اس قربانی کو کب ذبح کیا جائے؟

جواب: قربانی کی منت مانی ہے، تو اسے قربانی کے ایام میں ہی ذبح کیا جائے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام خراب ہوگیا، تو میں اپنے پڑوسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کے پلاٹ پر قابض ہو جاؤں گا، پھر اس کا کام خراب ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ گناہ کی نذر ہے، اول تو ایسی نذر ماننا جائز نہیں، البتہ اگر گناہ کی نذر مان لی ہے، تو اسے توڑنا واجب ہے اور اس کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے، کیونکہ کسی کی جائیداد پر ناحق قبضہ کرنا ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔

❁ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ .

”جس نے ظلم و زیادتی کے ساتھ کسی کی زمین کا ایک ٹکڑا ہتھیایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو سات زمینوں کا طوق پہنائے گا۔“

(صحيح البخاري : 2452، صحيح مسلم : 1610)

سوال: کیا نذر ماننا ضروری ہے؟

جواب: نذر ماننا ضروری نہیں، نیکی کی نذر مستحب ہے اور اسے پورا کرنا واجب ہے، البتہ گناہ کی نذر ماننا گناہ ہے اور اسے پورا کرنا ناجائز ہے، البتہ یہ ذہن نشین رہے کہ نذر سے ایسا کچھ تبدیل نہیں ہوتا، جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَأْتِي النَّذْرُ ابْنَ آدَمَ بِشَيْءٍ لَّمْ أَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ، وَلٰكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ قَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيلِ يُؤْتِينِي عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ أَتَانِي مِنْ قَبْلُ .

”نذر ابن آدم کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں لاتی، جو میں نے اس کے مقدر میں نہ لکھی ہو، بل کہ نذر سے اسے وہی چیز ہی ملتی ہے، جو میں نے اس کے مقدر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں لکھ دی ہے، نذر کے ذریعے میں بخیل سے نکلواتا ہوں، اس (نذر ماننے کی) وجہ سے مجھے وہ ایسی چیز دیتا ہے، جو پہلے نہیں دیتا۔“

(مسند الإمام أحمد : 314/2، صحيح البخاري : 6609، صحيح مسلم : 1640)

سوال: قاتل کی کیا سزا ہے؟

جواب: قتل کی سزا قتل ہے، البتہ اگر ورثاء دیت لینا چاہیں، تو سو اونٹ دیت لے سکتے ہیں اور اگر دیت بھی معاف کرنا چاہیں، تو معاف کر سکتے ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”بنی اسرائیل میں صرف قصاص تھا، دیت نہیں تھی، اللہ تعالیٰ نے اس امت (محمدیہ) سے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ (البقرة : 178) (اے ایمان والو! تم پر مقتولین میں قصاص فرض کر دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت ہے، جسے اس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے معاف کر دیا جائے) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: معاف کرنے سے مراد یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت لے لے، ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرة : 178) (تو دستور کے مطابق پیروی کرنی ہے اور اچھے طریقے سے ادائیگی کرنی ہے) دیت لینے والے پر لازم ہے کہ دستور کے مطابق پیروی کرے اور دیت دینے والے پر لازم ہے کہ اچھے طریقے سے ادا کر دے ﴿ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّنْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَبِّكُمْ﴾ (البقرة : 178) (یہ تمہارے رب کی طرف سے نرمی ہے۔) اس کی بہ نسبت جو تم سے پہلے لوگوں پر (قصاص) فرض کیا گیا تھا ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (البقرة : 178) (اس کے بعد جو زیادتی کرے گا، تو اس کے لیے المناک عذاب ہے۔)''

(صحيح البخاري : 4498، صحيح مسلم :6881)

سوال: جو شخص جان کی حفاظت میں قتل ہوا، کیا وہ شہید ہے؟

جواب: مال و جان کی حفاظت میں قتل ہو جانے والا شہید ہے۔

❁ سعید بن زید قرشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے مال کے دفاع میں دم توڑ دینے والا شہید ہے، اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے دوران قتل ہو جانے والا شہید ہے، اپنے دین کو بچاتے ہوئے جان کی بازی ہار جانے والا شہید ہے اور اپنی جان بچاتے بچاتے اللہ کو پیارا ہو جانے والا بھی شہید ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 4772، سنن النسائي : 4095، سنن الترمذي :1421، سنن ابن ماجه : 2580، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۱۹۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيدٌ .

''مال کے دفاع میں جاں بحق ہونے والا شہید ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 2480، صحيح مسلم :141)

سوال: دو شخص مل کر تیسرے کو لاٹھیوں سے مارنے لگے اور اسے قتل کی دھمکیاں دینے لگے، تو تیسرے کے پاس پستول تھی، اس نے پستول سے ایک پر گولی چلا دی اور وہ قتل ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: تیسرے شخص نے اپنی جان بچانے کے لیے گولی ماری ہے، لہٰذا اس پر کچھ دیت یا قصاص نہیں، یہ خون رائیگاں ہیں۔

سوال: اگر کوئی مسلمان ذمی کافر کو بلا وجہ قتل کر دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ذمی جب تک جزیہ دیتا رہے اسلامی ریاست پر ضروری ہے کہ اس کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان بلا وجہ کسی ذمی کو قتل کر دے، تو اس کو بھی قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

❀ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَّجِدَ رِيحَهَا .

”جس نے کسی معاہد (ذمی) کو بلا وجہ قتل کر دیا، تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دے گا۔“

(مسند الإمام أحمد : 39,38/5، سنن أبي داوٗد : 2760، سنن التّرمذي : 4751، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۱۴۲/۲) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا مقتول کے ورثاء کو معاف کرنے کا اختیار ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❀ سیدنا ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”جس کو قتل کیا جائے یا زخمی کیا جائے تو اس کے ورثا کو تین میں سے ایک چیز اختیار کرنے کا حق ہے، قصاص لے لیں، معاف کر دیں یا پھر دیت لے لیں، اگر وہ کسی چوتھی چیز کا ارادہ کریں، تو ان کا ہاتھ پکڑ لیں، جو ان میں سے کوئی حق لینے کے بعد بھی حد سے تجاوز کرے گا، تو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔“

(مسند الإمام أحمد : 31/4، سنن أبي داوٗد : 4496، سنن ابن ماجه : 2623، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۷۴) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: قصاص لینا کس کا کام ہے؟

جواب: قصاص ریاست کا کام ہے، وہ مسلمان حکمران کو چاہیے کہ وہ حدود اللہ کا نفاذ کرے، تا کہ ریاست کا امن وامان قائم رہے۔ انصاف کے تقاضے پورے ہوتے رہیں۔

سوال: جس کی سزا قصاص تھی، کیا اس کے متعلق سفارش کی جا سکتی ہے؟

جواب: قصاص کی صورت میں مقتول کے ورثا سے معافی کی سفارش کی جا سکتی ہے، البتہ حدود اللہ میں سفارش جائز نہیں، مثلاً شادی شدہ زانی کو رجم نہ کرنے یا چور کا ہاتھ نہ کاٹنے کی سفارش نہیں کی جا سکتی۔

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا زنا کا الزام لگانے سے زنا ثابت ہو جاتا ہے؟

جواب: جب تک زنا پر چار معتبر گواہ پیش نہ کر دیے جائیں، یا زانی خود اقرار نہ کر لے، زنا کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔

سوال: کیا صرف زانی کے اقرار سے زنا ثابت ہو جاتا ہے؟

جواب: زانی خود اقرار کر لے، تو زنا کی حد شرعی قائم ہوگی، مگر اس صورت میں پوری جانچ کر لینی چاہیے کہ وہ نشے میں تو اقرار نہیں کر رہا یا کسی کے دباؤ میں خود کو مجرم تو نہیں بتلا رہا۔ اگر وہ ہوش و حواس میں زنا کا اقرار کر لے، تو اس پر حد نافذ کر دی جائے۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''اسلم قبیلے کا ایک آدمی (ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے زنا کا اعتراف کیا، پھر اس نے دوبارہ اعتراف کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا، اس نے پھر اعتراف کیا، تو آپ نے پھر منہ موڑ لیا، حتی کہ اس نے اپنے خلاف چار بار گواہی دی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا آپ دیوانے ہو؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے دریافت کیا: کیا آپ شادی شدہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! ۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا، تو اسے عید گاہ میں سنگسار کیا گیا۔ جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پتھروں نے اسے تکلیف پہنچائی، تو وہ بھاگ اٹھا، چنانچہ اسے پکڑ کر رجم کر دیا گیا، حتی کہ وہ مر گیا، نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا، لیکن اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔''

(صحيح البخاري: 6820، صحيح مسلم: 16/1691، مختصرًا)

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جہینہ قبیلے کی ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر زنا کا اقرار کیا اور کہنے لگی: میں حاملہ ہو چکی ہوں، نبی کریم ﷺ نے اس کے ولی کو بلا کر فرمایا: اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا، جب بچہ پیدا ہو جائے، تو مجھے بتانا۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا۔ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس (عورت) کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیے گئے، پھر آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، تو اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ نے اسے رجم کیا، پھر اس کا جنازہ بھی پڑھا دیا؟ فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دی جائے، تو انہیں بھی کافی ہو جائے، کیا آپ نے اس سے بہتر توبہ کبھی پائی ہے کہ اس نے اللہ کی خاطر اپنی جان ہی قربان کر دی ہے؟''

(صحيح مسلم: 1696)

سوال: جس نے منکوحہ سے زنا کیا، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: زنا کبیرہ گناہ ہے اور منکوحہ سے زنا اور بھی سنگین جرم ہے۔ شادی شدہ زنا کرے، تو اس کی حد رجم ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ : أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ قَالَ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ .

''میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، حالانکہ وہ آپ کا خالق ہے۔ میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: اولاد کو اس خوف سے قتل کرنا کہ وہ آپ کا مال کھائے گی۔ عرض کیا: پھر کونسا؟ فرمایا: پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔''

(صحيح البخاري :6001، صحيح مسلم : 86)

❁ سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا زید بن خالد اور سیدنا شبل رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں:

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک آدمی آ کر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے، اس کا مدمقابل جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا، وہ بھی کھڑا ہو کر کہنے لگا: ٹھیک ہے، آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے (بات کی) اجازت دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہیے، اس نے کہا: میرا بیٹا ان کے ہاں ملازم تھا، وہ ان کی بیوی کے ساتھ زنا کا مرتکب ہو گیا، مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہے، تو میں نے اس کے فدیے میں ایک سو بکریاں اور ایک غلام دیا ہے، اس کے بعد میں نے علما سے پوچھا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی عورت پر رجم کی سزا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا، سو بکریاں اور خادم واپس ہوں گے اور آپ کے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، انیس! آپ اس آدمی کی بیوی کے پاس جائیں، اگر وہ اعتراف کرلے، تو اسے سنگسار کردیں۔‘‘

(صحيح البخاري: 6827، صحيح مسلم: 1697)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’مجھے ڈر ہے کہ لوگوں پر زیادہ عرصہ گزر جائے، تو کوئی کہنے والا یوں نہ کہنے لگے: ہم کتاب اللہ میں رجم کا حکم نہیں پاتے، چنانچہ وہ اللہ کے نازل کردہ فریضہ کا انکار کر کے گمراہ ہو جائے، سن لیں! جو بھی شادی شدہ زنا کرے اور اس پر دلیل مل جائے، یا حمل ہو جائے، یا وہ اعتراف کرلے، تو اسے رجم کرنا حق ہے، سن لیں! رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ رجم کیا ہے۔‘‘

(صحيح البخاري: 6830، صحيح مسلم: 1691)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

’’اسلم قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے زنا کا اعتراف کیا، پھر اس نے دوبارہ اعتراف کیا، تو آپ ﷺ نے منہ موڑ لیا، اس نے پھر اعتراف کیا، تو آپ نے پھر منہ موڑ لیا، حتی کہ اس نے اپنے خلاف چار بار گواہی دی، تو نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا آپ دیوانے ہو؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے دریافت کیا: کیا آپ شادی شدہ ہیں؟ اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: جی ہاں!۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا، تو اسے عیدگاہ میں سنگسار کیا گیا۔ جب پتھروں نے اسے تکلیف پہنچائی، تو وہ بھاگ اٹھا، چنانچہ اسے پکڑ کر رجم کر دیا گیا، حتی کہ وہ مر گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا، لیکن اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔''

(صحيح البخاري: 6820، صحيح مسلم: 16/1691، مختصرًا)

سوال: ایک عورت زنا سے حاملہ ہو گئی، تو اس کی حد کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: جب تک وضع حمل نہیں ہو جاتا، اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جہینہ قبیلے کی ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر زنا کا اقرار کیا اور کہنے لگی: میں حاملہ ہو چکی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلا کر فرمایا: اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا، جب بچہ پیدا ہو جائے، تو مجھے بتانا۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس (عورت) کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیے گئے، پھر آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، تو اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ نے اسے رجم کیا، پھر اس کا جنازہ بھی پڑھا دیا؟ فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دی جائے، تو انہیں بھی کافی ہو جائے، کیا آپ نے اس سے بہتر توبہ کبھی پائی ہے کہ اس نے اللہ کی خاطر اپنی جان ہی قربان کر دی ہے؟''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(صحیح مسلم : 1696)

سوال: پاک و ہند میں زنا کی حد کیا ہوگی؟

جواب: زنا کی حد جو شریعت نے متعین کی ہے، وہ شادی شدہ کے لیے رجم اور غیر شادی شدہ کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے۔ مسلمان حکمرانوں کو چاہیے کہ حدود اللہ کا نفاذ کریں، ریاست میں امن و سلامتی کا یہی حل ہے۔

سوال: زانی سے زانیہ کا نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ﴾(النّور : ٢٦)

”خبیث (زانی) مردوں کے لیے خبیث (زانی) عورتیں ہیں اور خبیث عورتوں کے لیے خبیث مرد ہیں۔“

سوال: زنا زیادہ قبیح ہے یا سود؟

جواب: دونوں کبیرہ اور مہلک گناہ ہیں، البتہ سود کی قباحت و شناعت نسبتاً زیادہ ہے۔

سوال: جس ریاست میں اسلامی حدود نافذ نہ ہوں، تو کیا وہاں زانی کو چھپ کر قتل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: حدود کا نفاذ اسلامی ریاست کا اختیار ہے، اگر وہ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتی، تو کسی شخص کو کوئی حق نہیں بنتا کہ وہ قانون کو ہاتھ میں لے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا، تو وہ فساد فی الارض کا مرتکب ہوگا اور اس کی سزا بھی قتل ہے۔

سوال: کتنے گواہ ہوں، تو زنا ثابت ہوتا ہے؟

www.KitaboSunnat.com

جواب: ثبوت زنا کے لیے چار معتبر عینی گواہوں کا ہونا ضروری ہے، اگر ایک بھی گواہ کم ہو، تو زنا کی حد نافذ نہ ہوگی، البتہ تہمت لگانے والوں پر حد قذف میں اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور آئندہ ان کی کسی معاملہ میں گواہی معتبر نہ ہوگی۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾(النّور: ٤)

''جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ بھی نہیں لے کر آتے، تو انہیں اَسی کوڑے (حد قذف میں) لگاؤ اور آئندہ ان کی گواہی بھی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں۔''

سوال: جس نے اپنی دختر سے زنا کیا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی سزا قتل ہے۔

سوال: بلا نکاح عورت کو رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلا نکاح عورت سے جنسی تعلقات قائم کرنے والا زانی ہے، اس پر حد زنا نافذ ہوگی۔

سوال: غیر اسلامی ریاست میں زانی کی سزا کیا ہے؟

جواب: اس صورت میں زانی پر توبہ ہے۔

سوال: محرمات ابدیہ سے نکاح کو حلال جاننے والے کی سزا کیا ہے؟

جواب: جانتے بوجھتے محرمات ابدیہ سے نکاح کو حلال سمجھنے والا کافر اور مرتد ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

سوال: زانی سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

جواب: زانی سے تعلقات رکھنا مناسب نہیں۔

سوال: ہمشیرہ سے زنا کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہمشیرہ سے زنا کرنے والا زانی ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔

سوال: دوسرے کی منکوحہ سے شادی کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ سنگین جرم ہے۔ اگر کوئی جانتے بوجھتے اسے جائز سمجھے، وہ مرتد کافر ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿...... وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (النّساء : ٢٤)

''......اور شادی شدہ عورتیں بھی (تم پر حرام کردی گئی ہیں)۔''

سوال: جو زنا کے لیے معاونت کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: زنا پر معاونت گناہ ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

سوال: کیا مرد و عورت کا ایک بستر پر سونا ثبوت زنا کے لیے کافی ہے؟

جواب: ایک بستر میں سونا ثبوت زنا کے لیے کافی نہیں۔ جب تک کسی کو واضح طور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر زنا کرتا نہ دیکھا جائے، زنا ثابت نہیں ہوتا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر چار مرتبہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے حرام طریقے سے ہم بستری کی ہے، آپ ہر مرتبہ اس سے چہرہ موڑ لیتے، پھر پانچویں دفعہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا آپ نے اس سے صحبت کی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: حتی کہ تیری شرمگاہ اس کی شرمگاہ میں یوں داخل ہو گئی، جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور ڈول کی رسی کنویں میں چلی جاتی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے پوچھا: معلوم ہے کہ زنا کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! میں اس کے پاس حرام طریقے سے آیا ہوں، جس طرح آدمی اپنی بیوی کے پاس حلال طریقے سے آتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس قول (اقرار) سے کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا، تو اسے رجم کر دیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو صحابہ کو سنا، جن میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا، اس (ماعز) کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ستر پوشی کی تھی، لیکن اس کے نفس نے اسے نہیں چھوڑا حتی کہ کتے کی طرح سنگسار کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے حتی کہ ایک مردار گدھے کے پاس سے گزرے، جس کی ٹانگ اٹھی ہوئی تھی، آپ نے فرمایا: فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ ان دونوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا: نیچے اترو اور اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ ان دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: اللہ کے نبی! اللہ آپ کو معاف فرمائے، اسے کون کھاتا ہے؟ فرمایا: تم نے ابھی ابھی اپنے بھائی کی جو ہتک آمیزی کی ہے، وہ اس (مردار) کے کھانے سے بھی شدید تر ہے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ تو اب بھی جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔''

(مصنّف عبدالرزاق : 13340، سنن أبي داوٗد : 4428، السّنن الکبریٰ للنّسائي : 7163، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۳۹۹) اور علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (نخب الافکار : ۱۵/ ۴۶۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا دو مردوں کی گواہی سے زنا ثابت ہوتا ہے؟

جواب: دو مردوں کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا، جب تک چار معتبر عینی گواہ نہ ہوں، حدِ زنا قائم نہیں ہوتی۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (النّور : ٤)

''جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ بھی نہیں لے کر آتے، تو انہیں اسی کوڑے (حدِ قذف میں) لگاؤ اور آئندہ ان کی گواہی بھی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں۔''

سوال: نابالغہ سے زبردستی زنا کیا، تو کیا سزا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: جس نے نابالغہ سے زبردستی زنا کیا، اس کی سزا بھی قتل ہے، البتہ نابالغہ پر کوئی حد نہیں ہے۔

سوال: جس نے سالی سے زنا کیا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس نے سالی سے زنا کیا، اس پر حدرجم قائم ہوگی، جو ریاست کا کام ہے۔

سوال: اگر زانی تائب ہوجائے، تو اس کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کیا جائے؟

جواب: زانی تائب ہوجائے، تو اسے دوبارہ زنا پر ملامت نہیں کرنا چاہیے، اس سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیے، البتہ اس پر حدزنا قائم کی جائے، جو اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”جہینہ قبیلے کی ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر زنا کا اقرار کیا اور کہنے لگی: میں حاملہ ہوچکی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلا کر فرمایا: اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا، جب بچہ پیدا ہوجائے، تو مجھے بتانا۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس (عورت) کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیے گئے، پھر آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، تو اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ نے اسے رجم کیا، پھر اس کا جنازہ بھی پڑھا دیا؟ فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کردی جائے، تو انہیں بھی کافی ہوجائے، کیا آپ نے اس سے بہتر توبہ کبھی پائی ہے کہ اس نے اللہ کی خاطر اپنی جان ہی قربان کردی ہے؟“

(صحیح مسلم: 1696)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سوال: اگر لوگ سنی سنائی گواہی دیں، تو کیا زنا ثابت ہوتا ہے؟

جواب: جب تک چار معتبر لوگ زنا کے عینی شاہد نہ ہوں، زنا ثابت نہیں ہوتا، جو لوگ سنی سنائی باتوں کی گواہی دیں، تو ان پر حد قذف قائم ہوگی۔

سوال: بیوی کے مرنے کے بعد ساس سے زنا کا کیا حکم ہے؟

جواب: ساس سے زنا حرام ہے، ایسے زانی کی سزا قتل ہے۔

سوال: جس نے زنا کر کے توبہ کر لی، تو کیا اس پر حد قائم ہوگی؟

جواب: جس ریاست میں اسلامی حدود نافذ ہوں، وہاں صرف توبہ سے زنا کا جرم ختم نہیں ہوگا، حد زنا ضروری ہے۔

سوال: زنا بالجبر کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس نے جبری زنا کیا، وہ زانی ہے، اس کی سزا قتل ہے، البتہ جس کو زنا پر مجبور کیا گیا ہو، اس پر حد نافذ نہ ہوگی۔

سوال: کیا غلاموں پر حدود قائم ہوں گی؟

جواب: جی ہاں۔

❀ ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

”لوگو! اپنے غلاموں پر حدود قائم کریں، خواہ وہ شادی شدہ ہیں یا غیر شادی شدہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کر لیا، تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے کوڑے لگاؤں، میں اس کے پاس (کوڑے لگانے) آیا تو اس نے کچھ ہی دیر پہلے بچے کو جنم دیا تھا، میں ڈر گیا کہ اگر میں نے اسے کوڑے مارے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تو یہ مر جائے گی، چنانچہ میں نبی کریم ﷺ سے ملا اور آپ کے سامنے یہ بات بیان کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ نے ٹھیک کیا۔"

(صحیح مسلم: 1705)

سوال: کیا دخول نہ ہونے کی صورت میں زنا ثابت ہوتا ہے؟

جواب: دخول نہ ہونے کی صورت میں حدزنا ثابت نہ ہوگی، البتہ قاضی تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"سیدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر چار مرتبہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے حرام طریقے سے ہم بستری کی ہے، آپ ہر مرتبہ اس سے چہرہ موڑ لیتے، پھر پانچویں دفعہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا آپ نے اس سے صحبت کی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: حتی کہ تیری شرمگاہ اس کی شرمگاہ میں یوں داخل ہوگئی، جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور ڈول کی رسی کنویں میں چلی جاتی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے پوچھا: معلوم ہے کہ زنا کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! میں اس کے پاس حرام طریقے سے آیا ہوں، جس طرح آدمی اپنی بیوی کے پاس حلال طریقے سے آتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس قول (اقرار) سے کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا، تو اسے رجم کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دو صحابہ کو سنا، جن میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا، اس (ماعز) کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ستر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پوشی کی تھی، لیکن اس کے نفس نے اسے نہیں چھوڑا حتی کہ کتے کی طرح سنگسار کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ خاموش رہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے حتی کہ ایک مردار گدھے کے پاس سے گزرے، جس کی ٹانگ اٹھی ہوئی تھی، آپ نے فرمایا: فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ ان دونوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا: نیچے اترو اور اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ ان دونوں نے کہا: اللہ کے نبی! اللہ آپ کو معاف فرمائے، اسے کون کھاتا ہے؟ فرمایا: تم نے ابھی ابھی اپنے بھائی کی جو ہتک آمیزی کی ہے، وہ اس (مردار) کے کھانے سے بھی شدید تر ہے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ تو اب بھی جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔‘‘

(مصنّف عبدالرزاق : 13340، سنن أبي داوٗد : 4428، السّنن الكبرٰى للنّسائي : 7163، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: اگر کوئی مرد کسی عورت سے زنا کر کے اسے قتل کر دے، تو اس کی سزا کیا ہے؟

جواب: اسے سرعام قتل کر دیا جائے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾(النّور : ٢)

’’زانی اور زانیہ پر حد نافذ کرتے وقت وہاں مومنوں کا ایک مجمع ہونا چاہیے۔‘‘

سوال: زانیہ بیوی کو قتل کر دینا کیسا ہے؟

جواب: زانیہ پر حد زنا نافذ کرنا اسلامی ریاست کا فریضہ ہے، کسی شخص کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں، اگر کوئی شوہر غیرت میں آ کر زانیہ بیوی کو قتل کر دے، تو اس کی سزا

www.KitaboSunnat.com

بھی قتل ہے۔

سوال: کسی کی بیوی سے زنا کرنا کیسا ہے؟

جواب: جرم عظیم ہے، اس کی سزا بھی قتل ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ : أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ قَالَ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ .

''میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، حالانکہ وہ آپ کا خالق ہے۔ میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: اولاد کو اس خوف سے قتل کرنا کہ وہ آپ کا مال کھائے گا۔ عرض کیا: پھر کونسا؟ فرمایا: پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔''

(صحيح البخاري : 6001، صحيح مسلم : 86)

سوال: جو اپنے زانی باپ کو قتل کر دے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: زانی پر حد قائم کرنا ریاست اسلامیہ کا فریضہ ہے، ہر ایک کو قانون سے کھیلنے کی اجازت نہیں، جو اپنے زانی باپ کو قتل کر دے، اس کی سزا بھی قتل ہے، کیونکہ وہ فساد فی الارض کا مرتکب ہوا ہے۔

سوال: زانیہ سے بچہ ہوا، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بچہ اس کا ہوگا، جس کے بستر پر پیدا ہوا ہو، البتہ زانی اور زانیہ کو پتھروں سے رجم کیا جائے گا، جو کہ ریاست کی ذمہ داری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''عتبہ بن ابی وقاص (کافر) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرے نطفے سے ہے، آپ اس کو اپنی نگہداشت میں لے لینا، فتح مکہ کے سال سعد رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اٹھا لیا اور دعوی کیا کہ یہ بچہ میرے بھائی عتبہ کا ہے، عبد بن زمعہ نے احتجاج کیا کہ یہ بچہ تو میرے باپ زمعہ کی لونڈی سے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے، لہٰذا میرے باپ کی اولاد ہے۔ جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوا، سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ اسے اپنی پرورش میں لے لوں، عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، یہ میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے اور اس نے میرے باپ کے بستر پر جنم لیا ہے۔ لہٰذا یہ میرے باپ زمعہ ہی کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد بن زمعہ! یہ لڑکا آپ کے پاس رہے گا، پھر فرمایا: بچہ اس کا ہو گا، جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی رجم ہو گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ اس لڑکے کی مشابہت عتبہ کے ساتھ ہے، اس لئے ام المومنین، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جو زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس لڑکے کی بہن بنتی تھیں، کو حکم دیا کہ اس لڑکے سے پردہ کریں، لہٰذا وہ لڑکا تا وقت وفات سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ نہیں سکا۔''

(صحيح البخاري : 2053، صحيح مسلم : 1457)

ذرا غور فرمائیں کہ اس مشابہت کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومولود کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا، حالانکہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ تھی، مقصود یہ قاعدہ سمجھانا تھا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہو، البتہ زانی کو کوڑے ضرور لگیں گے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا زنا کا کوئی کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: زنا پر توبہ اور حد ہے، اس پر کوئی کفارہ شریعت میں بیان نہیں ہوا۔

سوال: کیا زانی پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

جواب: زنا کبیرہ گناہ ہے، اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ کبائر کے مرتکب مسلمانوں پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، لہٰذا مسلمان زانی کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جہینہ قبیلے کی ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر زنا کا اقرار کیا اور کہنے لگی: میں حاملہ ہو چکی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلا کر فرمایا: اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا، جب بچہ پیدا ہو جائے، تو مجھے بتانا۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس (عورت) کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیے گئے، پھر آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، تو اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ نے اسے رجم کیا، پھر اس کا جنازہ بھی پڑھا دیا؟ فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دی جائے، تو انہیں بھی کافی ہو جائے، کیا آپ نے اس سے بہتر توبہ کبھی پائی ہے کہ اس نے اللہ کی خاطر اپنی جان ہی قربان کر دی ہے؟''

(صحیح مسلم: 1696)

سوال: اگر کوئی شوہر بیوی کو زنا کرتا دیکھے، تو کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جو اپنی بیوی کو زنا کرتا دیکھے، اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں اور وہ بیوی کے ساتھ نہ رہنا چاہے، تو وہ لعان کے ذریعے بیوی سے جدا ہو جائے۔

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں مجھ سے دو لعان کرنے والوں (خاوند، بیوی) کے متعلق پوچھا گیا: کیا ان کے درمیان جدائی کرا دی جائے گی؟ مجھے علم نہیں تھا کہ میں کیا جواب دوں، چنانچہ میں اپنے گھر سے اٹھا اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر چلا گیا، میں نے پوچھا: ابو عبدالرحمٰن! کیا دو لعان کرنے والوں (خاوند بیوی) کے درمیان جدائی ڈال دی جائے گی؟ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! جی ہاں! سب سے پہلے اس بارے میں فلاں بن فلاں نے پوچھا تھا، اس نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ کوئی آدمی اپنی بیوی کو بدکاری کرتے ہوئے دیکھ لے (تو کیا کرے)؟ اگر بات کرتا ہے، تو بہت بڑی بات ہے، اگر چپ کرتا ہے، تو پھر بھی ایسے ہی ہے۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، اگلے دن وہ آدمی آ کر کہنے لگا: جو بات میں نے آپ سے پوچھی تھی، میں اس میں مبتلا ہو چکا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی یہ آیت اتاری: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ ...... وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ (النور : 6-9) (جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں ......الخ) آپ نے (لعان) مرد سے شروع کیا اسے وعظ و نصیحت کی اور بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں ہلکی ہے۔ اس (مرد) نے کہا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے جھوٹ نہیں کہا۔ پھر آپ عورت کی طرف متوجہ ہوئے، اسے وعظ ونصیحت کی اور بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں ہلکی ہے۔ اس (عورت) نے کہا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! یہ جھوٹا ہے۔ پھر آپ مرد سے شروع ہوئے اور اس نے اللہ کے نام کی چار گواہیاں دیں کہ وہ سچا ہے اور پانچویں گواہی یہ دی کہ اگر وہ جھوٹا ہے، تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور اس نے اللہ کے نام کی چار گواہیاں دیں کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں گواہی یہ دی کہ اگر وہ سچا ہے، تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ پھر آپ نے ان کو الگ الگ کر دیا۔“

(صحیح مسلم : 1493، المنتقی لابن الجارود : 753)

سوال: کسی پر زنا کا شک کرنا کیسا ہے؟

جواب: بدگمانی بری چیز ہے۔ اس سے منع کیا گیا ہے۔ کسی پر بغیر ثبوت زنا کا شک کرنا درست نہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

(الحجرات : ۱۲)

”اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے مجتنب رہیں کہ بعض گمان کبیرہ گناہ ہوتے ہیں۔“

سوال: ایک شخص نے دوسرے کی چیز چرا کر تیسرے کو دے دی، جس سے وہ چیز ضائع ہوگئی، تو وہ چیز کس سے وصول کی جائے گی؟

جواب: اس چیز کا مطالبہ چور سے کیا جائے گا اور چور اس سے مطالبہ کرے گا، جس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے پاس چیز ضائع ہوئی ہے۔

سوال: حکومتی جنگلات سے لکڑی چرانا کیسا ہے؟

جواب: جو جنگلات ریاست کی ملکیت ہوں، ان سے لکڑی چرانا جرم ہے۔ اس پر چوری کی حد قائم ہوگی۔

سوال: کیا باغ کا نگران مالک کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتا ہے؟

جواب: وہ بغیر اجازت کے تصرف نہیں کر سکتا۔

سوال: کیا چور کی سزا ہاتھ کاٹنے کے بجائے جیل میں قید کرنا ہو سکتی ہے؟

جواب: اسلام میں چور کی حد ہاتھ کاٹنا متعین ہے، کسی ریاست کے لیے جائز نہیں کہ اس حد کو ختم کر کے کوئی دوسری سزا مقرر کرے۔

سوال: قبروں سے چادریں چرانا کیسا ہے؟

جواب: قطع نظر اس کے کہ قبروں پر چادریں ڈالنا کیسا عمل ہے، مگر قبروں سے چادریں اٹھانا مناسب نہیں۔

سوال: اگر چور چوری کا اقرار کر لے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: چور کے اقرار سے اس پر چوری کی حد نافذ ہوگی۔

سوال: غلاف قبر کو چوری کر کے استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: مناسب نہیں۔

سوال: چوری کے روپے سے کاروبار کیا، بعد میں توبہ کر لی، تو مالک کو چوری کردہ روپے لوٹانے چاہییں یا کاروبار سے ہونے والا نفع بھی؟

جواب: یہ توبہ و استغفار کرے اور جتنا روپیہ چوری کیا تھا، اسے مالک کو لوٹا دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کتنی مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟

جواب: ربع دینار (تین درہم) یا اس سے زائد مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔اس سے کم مالیت کی چوری پر حد نہیں، البتہ حاکم تعزیرا کوئی سزا دے سکتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْطَعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوتھائی دینار یا اس سے زائد (مقدار چوری کرنے) پر ہاتھ کاٹتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 6789، صحيح مسلم : 1684)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَطَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔''

(صحيح البخاري : 6798، صحيح مسلم : 1686)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''مزینہ قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر پوچھنے لگا: اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول! آپ پہاڑ پر چرنے والے جانوروں کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ (یعنی اگر کوئی وہاں سے چوری کر لے، تو کیا حکم ہے؟) فرمایا: وہ جانور کے ساتھ جانور واپس کرے گا اور سزا بھی پائے گا، جانور چرانے پہ ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، ان جانوروں کے علاوہ جو باڑے کے اندر ہوں اور ان کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو، تو ان میں ہاتھ کاٹا جائے گا، اگر ان کی قیمت ڈھال کی قیمت سے کم ہو، تو دوگنا تاوان لیا جائے گا اور بطور سزا کوڑے مارے جائیں گے۔ اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! ان پھلوں کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، جو درخت پر لٹک رہے ہوں؟ فرمایا: اس کے ساتھ دوگنا پھل واپس دے گا اور سزا بھی پائے گا، پھل چرانے پہ ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، ان پھلوں کے علاوہ جو کھلواڑے میں رکھے گئے ہوں، سو جو پھل کھلواڑے سے چرائے جائیں اور ان کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو، تو ان میں ہاتھ کاٹا جائے گا، اگر ان کی قیمت ڈھال کی قیمت سے کم ہو، تو دوگنا تاوان لیا جائے گا اور بطور سزا کوڑے مارے جائیں گے۔''

(مسند الإمام أحمد : 2/180-203، سنن أبي داوٗد : 1710-4390، سنن النّسائي : 4961، سنن التّرمذي : 1289، سنن ابن ماجه : 2569، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۳۲۷) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۲۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا پھلوں کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟

جواب: پھلوں کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، البتہ تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔

❀ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا قَطَعَ فِي ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ .

”ثمر (وہ پھل جو ابھی درخت پر ہو) اور کثر (خرما درخت کا گوند جو چربی سے مشابہ ہوتا ہے) کی چوری پر قطع ید نہیں ہے۔“

(موطأ الإمام مالك : 839/2، مسند الإمام أحمد : 464-463/3، 4/140-142، سنن أبي داوٗد : 4388، سنن النّسائي : 4964، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۴۶۶) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۲۶) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: کیا چوتھائی دینار سے کم مالیت کی چوری پر چور سے مسروقہ مال موصول کیا جائے گا یا نہیں؟

جواب: ربع دینار سے کم مالیت پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، مگر اس سے مسروقہ مال موصول کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا شبہ کی بنا پر کسی کو چور قرار دیا جا سکتا ہے؟

جواب: شبہ کی بنا پر کسی کو چور قرار دینا جائز نہیں۔

سوال: ایک شخص نے چوری کا اقرار کیا، پھر کچھ دن بعد انکار کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جس نے ہوش و حواس میں اور بغیر جبر و اکراہ کے ایک بار چوری کا اقرار کر لیا، اسے چور قرار دیا جائے گا، بعد میں انکار کا اعتبار نہیں۔

سوال: کفن چور کی کیا سزا ہے؟

جواب: اگر چور اتنی مالیت کا کفن چرائے کہ اس کی قیمت کم از کم ربع دینار کے برابر ہو، تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس سے کم مالیت کی چوری پر حد نہیں، البتہ ریاست جو سزا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مقرر کردے، درست ہے، کفن چوری بھیانک جرم ہے۔

سوال: کیا شراب نوشی پر حد ہے؟

جواب: شرابی کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جس نے شراب پی تھی، تو آپ نے اسے دو چھڑیوں کے ساتھ تقریبا چالیس کوڑے لگائے۔ پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سزا دی، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا، تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ہلکی ترین سزا (۸۰) کوڑے ہے۔''

(صحيح البخاري : 6773، صحيح مسلم : 1706)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ : فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ .

''جب اسے (شراب نوش کو) نشہ ہو جائے، تو اسے کوڑے مارو، تین مرتبہ آپ نے یہی حکم دیا، پھر چوتھی مرتبہ فرمایا: اسے قتل کر دو۔''

(مسند الإمام أحمد : 2/291-504، سنن أبي داوٗد : 4484، سنن النّسائي : 5665، سنن ابن ماجه : 2572، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۴۴۷) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۳۱) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۳۷۱/۴) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح الاسناد'' کہا ہے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔امام احمد رحمہ اللہ (۵۱۹/۲) نے حدیث عمر بن ابی سلمہ کو بسند ''حسن'' روایت کیا ہے، اسی طرح حدیث سہیل (۲/ ۲۸۰) کو ''حسن'' سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اسے امام حاکم رحمہ اللہ (۳۷۲،۳۷۱/۴) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: لواطت کی کیا سزا ہے؟

جواب: لواطت کبیرہ گناہ ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا أَنَّ وَطْئَ الرَّجُلِ الرَّجُلَ جُرْمٌ عَظِيمٌ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ مرد کا مرد کے ساتھ بدکاری کرنا جرم عظیم ہے۔''

(مَراتِب الإجماع، ص 131)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى تَحْرِيمِ اللِّوَاطِ .

''لواطت کے حرام ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

(المُغني : 60/9)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ التَّلَوُّطَ مِنَ الْكَبَائِرِ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ لواطت کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

(الكَبائر، ص 56)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ .

”جسے آپ لواطت کرتے دیکھیں، تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 300/1، سنن أبي داود : 4462، سنن الترمذي : 1456، سنن ابن ماجه : 1561، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۲۰) نے صحیح، امام حاکم رحمہ اللہ (۳۵۵/۴) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ عمرو بن ابی عمرو مولیٰ مطلب کے بارے میں حافظ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَثَّقَهُ الْجُمْهُورُ . ”جمہور نے اس کی توثیق کی ہے۔“

(الحاوي للفتاوى : 111/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

صَدُوقٌ حَدِيثُهٗ مُخَرَّجٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ فِي الْأُصُولِ ...... حَدِيثُهٗ صَالِحٌ حَسَنٌ مُنْحَطٌّ عَنِ الدَّرَجَةِ الْعُلْيَا مِنَ الصَّحِيحِ .

”صدوق ہیں، ان کی حدیث صحیحین کے اصول میں لائی گئی ہے۔......ان کی حدیث حسن صالح ہے، البتہ صحیح کے عالی درجے سے ذرا نیچے ہے۔“

(میزان الاعتدال : 282/3)

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا:

مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ . ”لوطی ملعون ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 2914، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا أَرْبَعَةٌ رَجُلٌ قَتَلَ فَقُتِلَ، أَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَمَا أُحْصِنَ، أَوْ رَجُلٌ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهٖ، أَوْ رَجُلٌ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ .

''کیا آپ نہیں جانتے کہ مسلمان کا خون صرف چار صورتوں میں بہایا جا سکتا ہے، ① وہ کسی کو قتل کرے، تو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا، ② شادی کے بعد زنا کرے، ③ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے ④ کوئی شخص قوم لوط والا عمل کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 531/9، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الحَاوي للفتاوى : 112/2)

✿ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَإِنَّهُمْ أَجْمَعُوا عَلٰى قَتْلِهٖ .

''صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ لوطی کو قتل کیا جائے گا۔''

(المُغني : 61/9)

✿ شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ الَّذِي اتَّفَقَتْ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ أَنْ يُقْتَلَ الْاِثْنَانِ الْأَعْلٰى وَالْأَسْفَلُ سَوَاءٌ كَانَا مُحْصَنَيْنِ أَوْ غَيْرَ مُحْصَنَيْنِ .

''صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ فاعل ومفعول دونوں کو قتل کیا جائے گا، چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(السّیاسۃ الشّرعیّۃ، ص 84)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

’’لوطی کی حد تو حتمی ہے، جیسا کہ اس پر اصحاب رسول کا اجماع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صریح سنت بھی اس پر دلالت کناں ہے، ایسی سنت جس کا کوئی معارض نہیں، بلکہ اس پر صحابہ وخلفائے راشدین کا عمل رہا ہے۔‘‘

(الدّاء والدّواء، ص 396)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ حُكْمَ التَّلَوُّطِ مَعَ الْمَمْلُوكِ كَحُكْمِهٖ مَعَ غَيْرِهٖ .

’’مسلمانوں کا اجماع ہے کہ غلام کے ساتھ لواطت کا بھی وہی حکم ہے، جو آزاد کے ساتھ لواطت کا حکم ہے۔‘‘

(الجَواب الکافي، ص 124)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ مَنْ فَعَلَ بِمَمْلُوكِهٖ فِعْلَ قَوْمِ لُوطٍ مِّنَ اللُّوطِيَّةِ الْمُجْرِمِينَ الْفَاسِقِينَ الْمَلْعُونِينَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ ثُمَّ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ ثُمَّ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

’’امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اپنے غلام کے ساتھ قوم لوط کے ملعونین ومفسدین والا عمل کیا، تو اس پر اللہ کی لعنت، اس پر پھر اللہ کی لعنت اور اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت۔‘‘

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

(الزّواجر عن اقتِراف الكَبائر : 235/2)

یعنی یہ بات تو طے ہے کہ لوطی کو قتل ہی کیا جائے گا، قتل کی صورتوں میں مگر اختلاف رہا ہے، آیا اس کو رجم کیا جائے، یا ویسے ہی قتل کر دیا یا کیا صورت اپنائی جائے۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

اِخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي حَدِّ اللُّوطِيِّ، فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنْ، وَهٰذَا قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

”لوطی کی حد کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس کو رجم کیا جائے گا، وہ چاہے شادی شدہ ہو یا کنوارا ہو، یہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن یسار کا فتوی ہے۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1456)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي عُقُوبَةِ الْفَاعِلِ لِلِّوَاطِ وَالْمَفْعُولِ بِهٖ بَعْدَ اتِّفَاقِهِمْ عَلٰى تَحْرِيمِهٖ وَأَنَّهٗ مِنَ الْكَبَائِرِ لِلْأَحَادِيثِ الْمُتَوَاتِرَةِ فِي تَحْرِيمِهٖ وَلَعْنِ فَاعِلِهٖ.

”اہل علم کا لواطت کی حرمت پر اور اس کے گناہِ کبیرہ ہونے پر اتفاق ہے، کیونکہ اس کی حرمت پر اور اس کے فاعل پر لعنت کے بارے میں متواتر احادیث وارد ہیں، البتہ اس فاعل اور مفعول کی سزا (قتل کے طریقہ) میں اختلاف ہے۔“

(نيل الأوطار : 140/7)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

راجح مسلک یہی ہے کہ اس کے فاعل کو رجم کیا جائے گا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے غیر شادی شدہ لوطی کے بارے میں فرمایا:

يُرْجَمُ . ”اسے رجم کیا جائے گا۔“

(سنن أبي داود : 4643، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے لوطی کی حد کے متعلق سوال ہوا، تو فرمایا:

يُنْظَرُ أَعْلٰى بِنَاءٍ فِي الْقَرْيَةِ فَيُرْمٰى بِهٖ مُنَكَّسًا، ثُمَّ يُتْبَعُ الْحِجَارَةَ .

”بستی کی سب سے اونچی جگہ دیکھی جائے گی اور وہاں سے لوطی کو منہ کے بل گرادیا جائے گا اور پھر اسے پتھر مارے جائیں گے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 28337، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 17024، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام زہری رحمہ اللہ سے حد لواطت کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا:

عَلَيْهِ الرَّجْمُ أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنْ .

”اس کو رجم کیا جائے گا، چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔“

(مؤطّأ الإمام مالك : 825/2)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

بِهٰذَا نَأْخُذُ نَرْجُمُ اللُّوطِيَّ مُحْصَنًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مُحْصَنٍ .

”ہمارا فتوی بھی یہی ہے کہ لوطی کو رجم کیا جائے گا، چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔“ (کتاب الأمّ : 183/7)

⑤، ⑥ امام اسحاق بن منصور کوسج رحمہ اللہ (۲۵۱ھ) کہتے ہیں:

قُلْتُ : حَدُّ اللُّوطِيِّ أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنْ؟ قَالَ : يُرْجَمُ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنْ، قَالَ إِسْحَاقُ : كَمَا قَالَ .

”میں نے (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے) عرض کیا کہ شادی شدہ لوطی اور کنوارے لوطی کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: اس کو رجم کیا جائے گا، چاہے وہ شادی شدہ ہو یا کنوارا۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی فتوی ہے۔“

(مَسائل الكوسَج : 2484)

❁ شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ مَنِ اسْتَحَلَّهَا بِمَمْلُوكٍ أَوْ غَيْرِ مَمْلُوكٍ فَهُوَ كَافِرٌ مُرْتَدٌّ .

”مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جو لواطت کو غلام یا آزاد کے لئے حلال قرار دیتا ہے، وہ کافر اور مرتد انسان ہے۔“

(مجموع الفتاوىٰ: 543/11)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ مَنْ أَسْقَطَ الْحَدَّ عَنْهُ يُخَالِفُ النَّصَّ وَالْإِجْمَاعَ .

”جو کہتا ہے کہ لوطی پر حد نہیں، وہ نص اور اجماع کا مخالف ہے۔“

(المُغني : 61/9)

سوال: کیا غیبت کرنے پر شرعی حد ہے؟

جواب: غیبت کبیرہ گناہ اور اخلاقی برائی ہے، مگر اس پر شریعت نے کوئی حد مقرر نہیں کی۔ غیبت کرنے والے پر توبہ ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾(الحجرات : ١٢)

’’ایک دوسرے کی غیبت مت کرو، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، یقیناً تم اسے ناپسندیدہ ہی سمجھو گے، اللہ سے ڈر جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم والا ہے۔‘‘

سوال: شرابی سے تعلق واسطہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: شرابی کو اصلاح کی دعوت دینی چاہیے، مگر اس کا ہم مجلس ہونا ایک باشرع مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔

سوال: کیا چرس کے استعمال پر بھی حد ہے؟

جواب: ہر نشہ آور شے کے استعمال پر حد ہے، چرس میں بھی نشہ ہے، لہٰذا چرسی اور شرابی کا حکم ایک ہے، اس پر بھی اسی (۸۰) کوڑے ہیں۔

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ يَحْرُمُ بِلَا نِزَاعٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ .

’’چرس کے حرام ہونے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں۔‘‘

(مجموع الفتاویٰ : 10/11)

❁ علامہ شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نقل کرتے ہیں:

حَكَى الْقَرَافِيُّ وَابْنُ تَيْمِيَّةَ الْإِجْمَاعَ عَلٰى تَحْرِيمِ الْحَشِيشَةِ .

’’قرافی اور ابن تیمیہ نے حشیش کے حرام ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔‘‘

(فتاویٰ شامی : 459/6، قرۃ عین الأخیار : 15/7)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہ ضروری ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: اگر چار گواہ نہ ہوں، تو زنا ثابت ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: چار سے کم ہوں، تو زنا ثابت نہیں ہوتا۔

سوال: کیا والدین کے کہنے سے زنا ثابت ہو جاتا ہے؟

جواب: صرف والدین کے کہنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا، کم سے کم چار معتبر عینی گواہ ضروری ہیں۔

سوال: تہمت لگانے والے کی سزا کیا ہے؟

جواب: زنا کی تہمت لگانے والے کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہیں، اسے حد قذف کہتے ہیں، اس کا قیام ریاست اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾(النّور : ٤)

''جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ بھی نہیں لے کر آتے، تو انہیں اسی کوڑے (حد قذف میں) لگاؤ اور آئندہ ان کی گواہی بھی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں۔''

سوال: اگر چالیس لوگ زنا کی تہمت لگائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ان چالیس میں سے چار لوگوں نے بھی زنا کرتے نہیں دیکھا، تو ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب پر حد قذف لگائی جائے گی۔ یہ سب گناہ گار ہیں کہ انہوں نے بلا ثبوت کسی کی عزت کو داغ دار کرنے کی کوشش کی ہے۔

سوال: کسی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد کہنا کہ میں نے غلط کہا تھا، کیا ایسے شخص پر حد قذف نافذ ہوگی؟

جواب: ایک بار تہمت لگانے سے حد قذف نافذ ہو جائے گی۔

سوال: تعزیر کیا ہے؟

جواب: جس جرم پر شریعت نے حد مقرر نہ کی ہو، بلکہ ریاست اور قاضی کی صواب دید پر چھوڑا ہو، تو ایسے جرم پر قاضی جو سزا سنائے گا، اسے تعزیر کہتے ہے۔ یاد رہے کہ جس جرم پر حد شرعی مقرر ہے، اس کی جگہ کوئی دوسری سزا دینا جائز نہیں۔

سوال: جس نے ماکول اللحم جانور سے وطی کی، اس کی کیا سزا ہے؟

جواب: جانور سے بدفعلی کرنے پر حد نہیں، البتہ حاکم وقت تعزیراً جو سزا مقرر کر دے، وہ نافذ ہوگی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَيْسَ عَلَى الَّذِي يَأْتِي الْبَهِيمَةَ حَدٌّ .

''جانور سے بدفعلی کرنے والے پر حدِ زنا نہیں۔''

(سنن أبي داود : 4465، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ .

''اس قول پر اہل علم کا عمل ہے، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی مذہب ہے۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1455)

سوال: جس جانور سے وطی کی گئی، کیا اس کا گوشت حرام ہو گیا یا نہیں؟

جواب: جس حلال جانور سے وطی کی گئی، اس کا گوشت حرام نہیں ہوتا۔

سوال: کسی نے حاملہ بکری سے وطی کی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ بکری حلال ہے اور اس کا حمل بھی صحیح ہے۔

سوال: جس نے نابالغ بچے سے وطی کی، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ لواطت ہے، جس کی سزا قتل ہے۔

سوال: چور سے مالی جرمانہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: چور کی حد ہاتھ کاٹنا ہے، اس سے مالی جرمانہ وصول کرنا شرعاً جائز نہیں۔

سوال: جو شخص ائمہ اہل سنت کی واضح تکفیر کرتا ہو، اس کی سزا کیا ہے؟

جواب: اکابر اہل علم کی جانتے بوجھتے تکفیر اور توہین کرنے والا کافر مرتد ہے۔

❀ علامہ شیخی زادہ حنفی رحمہ اللہ (۱۰۷۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلْاِسْتِخْفَافُ بِالْأَشْرَافِ وَالْعُلَمَاءِ كُفْرٌ .

”شرفا اور علما کا استخفاف کرنا باعث کفر ہے۔“

(مَجمع الأنهر :1/695)

سوال: کیا ریاست کے قاضی کے سوا کوئی دوسرا شخص حد شرعی قائم کر سکتا ہے؟

جواب: حدود کا نفاذ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، اگر حکمران اس فریضہ کو انجام نہیں دیتے، تو وہ روز محشر جواب دہ ہوں گے، عام انسان سے اس بارے میں پوچھ گچھ نہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوگی، لہٰذا عامی آدمی کو حد شرعی قائم کرنے کا کوئی حق نہیں۔

سوال: بھانجی کے ساتھ زنا کی سزا کیا ہے؟

جواب: ایسے زانی کی سزا قتل ہے، اس پر صحیح احادیث اور اجماع امت دلیل ہے۔

سوال: ایک طالب علم نے کسی وجہ سے اپنے استاذ کو گالیاں دیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: گالیاں دینا کبیرہ گناہ ہے اور اپنے استاذ کو دینا تو مزید سنگین جرم ہے، ایسا طالب علم عاصی و گناہ گار ہے، اسے توبہ واستغفار کرنی چاہیے۔

سوال: رمضان کے دنوں میں علی الاعلان کھانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو مسلمان بغیر عذر شرعی کے رمضان کے دنوں میں روزہ نہ رکھے اور سر عام کھاتا رہے، وہ اعلانیہ گناہ کا مرتکب ہے، اس کی سزا شریعت نے تو متعین نہیں کی، البتہ حاکم وقت کوئی تعزیری سزا مقرر کر سکتا ہے۔

سوال: کیا ہندوؤں کا بنا کھانا کھانے پر سزا ہے؟

جواب: ہندوؤں کا تیار کردہ حلال کھانا کھانا جائز ہے۔

سوال: حاکم وقت کا رعایا سے کسی جرم پر مالی جرمانہ لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جو شخص نماز کی پابندی نہ کرے، تو کیا اس کو تعزیری سزا دی جا سکتی ہے؟

جواب: اگر کوئی مسلمان حکمران نماز ترک کرنے پر تعزیری سزا مقرر کر دے، تو ایسا کرنا جائز ہے، بلکہ مستحسن اقدام ہے۔

سوال: جو عورت غیر محرم اجنبی فاسق مرد سے تعلقات رکھے، کیا اسے تعزیری سزا دی جا سکتی ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جب تک وہ دونوں زنا نہیں کرتے، ان کو تعزیری سزا دی جاسکتی ہے، البتہ اگر زنا کر لیں، تو زنا ثابت ہونے کی صورت میں ان پر حد زنا نافذ کی جائے، اس صورت میں تعزیری سزا کافی نہیں۔

سوال: جس مسلمان کو گالی دی، تو کیا اسے تعزیری سزا دی جاسکتی ہے؟

جواب: مسلمان کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے، اس پر حاکم وقت تعزیر مقرر کر سکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ .

”مسلمان کو سب وشتم کرنا فسق (کبیرہ گناہ) ہے۔“

(صحيح البخاري : 48، صحيح مسلم : 64)

سوال: جس نے خنزیر کا دودھ پیا، کیا اسے سزا دی جاسکتی ہے؟

جواب: خنزیر نجس العین اور حرام ہے، کسی ملت میں حلال نہیں ہوا، اس کی کسی چیز سے انتفاع جائز نہیں۔ حاکم وقت اس پر تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى تَحْرِيمِ الْخِنْزِيرِ، وَالْخِنْزِيرُ مُحَرَّمٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ .

”خنزیر کی حرمت پر اہل علم کا اجماع ہے۔ کتاب وسنت اور امت کے اجماع کی رُو سے خنزیر حرام ہے۔“

(الأوسط في السّنن والإجماع والإختلاف : 229/2)

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اِتَّفَقُوا ...... أَنَّ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَشَحْمَهٗ وَوَدَكَهٗ وَغُضْرُوفَهٗ وَمُخَّهٗ وَعَصَبَهٗ حَرَامٌ كُلُّهٗ وَكُلُّ ذٰلِكَ نَجَسٌ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ...... خنزیر کا گوشت، چربی، چکنائی، نرم ہڈی، بھیجہ اور اعصاب سب کچھ حرام ہے، نیز سب نجس ہے۔''

(مَراتب الإجماع، ص 23)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''وہ نجس العین چیز، جسے اللہ تعالیٰ نے ہر ملت میں اور ہر رسول کی زبانی حرام کیا، مثلاً مردار، (ذبحہ کے وقت بہنے والا) خون اور خنزیر، تو اسے مباح اور جائز قرار دینے میں تمام رسولوں کی مخالفت ہے کہ انہوں نے متفقہ طور پر اسے حرام قرار دیا ہے۔''

(زاد المَعاد: 676/5)

سوال: بیوی سے زنا کرانے والے کی سزا کیا ہے؟

جواب: زانی اور زانیہ کو حدِ شرعی میں رجم کیا جائے اور جو زنا کروا رہا ہے، اسے حاکم وقت تعزیری سزا دے۔

سوال: جو شخص نماز جنازہ میں شرکت نہ کرے، اس پر مالی جرمانہ عائد کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، چند افراد بھی شریک ہو جائیں، تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جاتا ہے، لہٰذا نماز جنازہ میں عدم شرکت پر مالی جرمانہ عائد کرنا درست نہیں۔

سوال: اغلام بازی کی سزا کیا ہے؟

جواب: اغلام بازی لواطت ہے، اس کی سزا بالاتفاق قتل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَإِنَّهُمْ أَجْمَعُوا عَلٰى قَتْلِهِ .

''صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ لوطی کو قتل کیا جائے گا۔''

(المُغني : 61/9)

سوال: علاتی بہن (باپ کی طرف سے بہن) کا بوسہ لینے کی سزا کیا ہے؟

جواب: علاتی بہن کا بوسہ لینا جائز ہے۔

سوال: مروجہ میلا د نہ منانے پر سزا دینا کیسا ہے؟

جواب: مروجہ عید میلا د بدعت ہے، بدعات کو ترک کرنا ضروری ہے، ان کے ترک پر سزا دینا ظلم ہے۔ اگر کوئی حکمران بدعی مجالس کا انعقاد نہ کرنے پر سزائیں دے، تو وہ گناہ گار ہوگا اور روز قیامت عنداللہ جواب دہ ہوگا۔

سوال: صحیح العقیدہ مسلمان کو قادیانی کہنے کی کیا سزا ہے؟

جواب: قادیانی کافر اور مرتد ہیں، کسی مسلمان پر بلا تحقیق قادیانی ہونے کا شک کرنا بھی گناہ ہے، چہ جائیکہ اس کو قادیانی کہہ دینا۔ کسی مسلمان کو قادیانی کہنا سیدھا سیدھا اس کی تکفیر ہے، جو کہ نہایت مشکل اور دقیق مسائل میں سے ہے۔ تکفیر کا حق کسی عام آدمی کو نہیں، بلکہ یہ ماہر علماء کا کام ہے۔ البتہ جو کسی مسلمان کو قادیانی کہہ دے، اس کی سزا شریعت میں مقرر نہیں، حاکم وقت تعزیراً کوئی سزا دے سکتا ہے۔

سوال: مسلمان کو حرام زادہ کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسلمان کو حرام زادہ کہنا گناہ ہے، اگر کسی نے بطور گالی کہا ہے، تو یہ کبیرہ گناہ ہے، اس پر کوئی حد نہیں، البتہ اگر اس نے اس کے حقیقی معنی مراد لیے ہیں، تو اس نے گویا اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے باپ پر زنا کی تہمت لگائی ہے،لہٰذا اس پر لازم ہے کہ زنا پر چار معتبر عینی گواہ پیش کرے، ورنہ اسے حد قذف میں اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

سوال: اگر شوہر بیوی کو بے پردہ پھرنے سے منع کرے،مگر وہ باز نہ آئے،تو کیا وہ بیوی کو سزا دے سکتا ہے؟

جواب: اگر باوجود سمجھانے کے بیوی باز نہ آئے،تو شوہر تھوڑی بہت سزا دے سکتا ہے،مگر چہرے پر نہ مارے اور اتنا سخت نہ مارے کہ جسم پر نشان پڑ جائیں۔

سوال: مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا کیسا ہے؟

جواب: جھوٹا الزام لگانا حرام ہے،خواہ کافر پر ہی کیوں نہ ہو۔

سوال: مسلمان کو بلاوجہ طعن و تشنیع کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسلمان کو طعن و تشنیع کرنا حرام ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَلْأَمُ أَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ الْفُحْشُ .

”فحش گوئی مؤمن میں سب سے گھٹیا خصلت ہے۔“

(الأدب المفرد للبخاري : 314، المعجم الكبير للطّبراني :8561، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: ایک شخص نے گھوڑی کے ساتھ بدفعلی کی،تو اس گھوڑی کا حکم کیا ہے؟

جواب: وہ گھوڑی حلال ہے۔

سوال: چچا کی منکوحہ سے نکاح کر لیا،تو کیا حکم ہے؟

جواب: منکوحہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، یہ زنا ہے۔ ایسے شخص کی سزا قتل ہے، کیونکہ اس نے منکوحہ سے نکاح کیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا حدود اللہ میں سفارش جائز ہے؟

جواب: حدود اللہ میں سفارش جائز نہیں، اگر کسی شخص نے اللہ کی مقرر کردہ حدود میں سے کسی حد کو پامال کیا ہو، تو کسی کی سفارش پر اس سے حد ختم نہیں کی جا سکتی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ایک مخزومی عورت، جو ادھار سامان لے کر انکار کر دیا کرتی تھی (نے چوری کی)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، اس کے گھر والے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے (معافی کی) بات کی، تو سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسامہ! کیا آپ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی حد کے متعلق بات (سفارش) کر رہے ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: آپ سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی خاندانی آدمی چوری کرتا، تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا، تو اس کے ہاتھ کاٹ دیتے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر (چوری کرنے والی) فاطمہ بنت محمد ہوتی، تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ راوی کہتے ہیں: آپ نے مخزومی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحیح البخاري : 6788، صحیح مسلم : 1688)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا، وَلَا اقْتَصَّ مِنْ رَجُلٍ مَّظْلَمَةً إِلَّا شَيْئًا مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ، فَلَيْسَ يَتْرُكُ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا، تو آپ نے ان میں سے آسان کام کو اختیار کیا۔ آپ نے حدود اللہ کے علاوہ کسی بھی آدمی سے اس کی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا، آپ کسی کی حد کو معاف نہیں کرتے تھے۔''

(صحیح البخاري : 6786، صحیح مسلم : 2327)

سوال: جو چور نہ ہو، اسے چور کہنے والے کی کیا سزا ہے؟

جواب: بلا ثبوت کسی پر چوری کا الزام لگانا جائز نہیں، یہ بدگمانی ہے۔ الزام تراشی کرنے والے کو حاکم وقت تعزیراً سزا دے سکتا ہے۔

سوال: غیر عورت کو بھگا کر لے جانے والے کی سزا کیا ہے؟

جواب: قاضی ایسے شخص کو تعزیراً کوئی سزا سنا سکتا ہے، البتہ اگر وہ زنا کا ارتکاب کر چکا ہے، تو اس پر حد زنا قائم کی جائے گی۔

سوال: والدہ کے ساتھ نکاح کرنے والے کی سزا کیا ہے؟

جواب: ایسے بد بخت کی سزا قتل ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص جانور سے بدفعلی کر لے، تو کیا اس کا گناہ توبہ سے معاف ہو جائے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: وہ سچی توبہ کرلے، تو اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

سوال: کیا کسی کی تعزیری سزا میں اس سے سوشل بائیکاٹ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حسب ضرورت اگر قاضی یا حاکم وقت کسی مجرم سے سوشل بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کرے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

جیسا کہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ سیدنا کعب بن مالک، سیدنا مرارہ بن ربیع عمری اور سیدنا ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہم سے کچھ دنوں کے لیے سوشل بائیکاٹ کیا گیا تھا، بعد میں ان کی توبہ قبول ہوگئی۔

(صحيح البخاري : 4418، صحيح مسلم : 2779)

سوال: کیا گالی دینے پر کوئی سزا مقرر ہے؟

جواب: گالی دینا کبیرہ گناہ ہے، البتہ اس پر کوئی حد شرعی مقرر نہیں، قاضی حسب موقع تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ .

”مسلمان کو سب وشتم کرنا فسق (کبیرہ گناہ) ہے۔“

(صحيح البخاري : 48، صحيح مسلم : 64)

سوال: تعزیر عام مسلمانوں کا حق ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی علاقے کے مسلمان کسی مجرم کو کوئی سزا دینے پر اتفاق کرلیں، تو وہ بھی تعزیری سزا دے سکتے ہیں، مثلاً سوشل بائیکاٹ وغیرہ۔

سوال: علمائے حق کو ”سور“ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

جواب: ایسا شخص فاسق وفاجر ہے۔

سوال: کسی مسلمان پر غلط مقدمہ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جھوٹا مقدمہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔اس پر شریعت نے کوئی حد تو مقرر نہیں کی، مگر حاکم وقت اسے تعزیراً سزا دے سکتا ہے، ایسا شخص توبہ کرے۔

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آپ میرے پاس مقدمات لاتے ہیں، ممکن ہے کوئی اپنے دعوی کے دلائل کو بہتر انداز میں سمجھانے کی صلاحیت رکھتا ہو اور میں دلائل کی سماعت کی بنیاد پر اس کے حق میں فیصلہ دے دوں، وہ اگر فیصلہ لینے میں حق بجانب نہ ہوا اور اس کے بھائی کے حق کا ایک بھی ٹکڑا اس کے فیصلے میں آ گیا، تو وہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 7169، صحيح مسلم : 1713)

سوال: جادوگر کی کیا سزا ہے؟

جواب: جادوگر کی سزا قتل ہے، جو ریاست کا فریضہ ہے۔

❁ بجالہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

'میں جزء بن معاویہ کا سیکرٹری تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک سال پہلے ہمارے پاس ان کا خط آیا (جس میں لکھا تھا) ہر جادوگر کو قتل کردیں، ہر اس محرم عورت سے شادی کرنے والے مجوسی اور اس کی بیوی کو الگ الگ کردیں، جن (محرمات) کا ذکر کتاب اللہ میں ہے، انہوں نے کھانا پکایا اور اپنی ران پر تلوار رکھ لی، چنانچہ انہوں (مجوسیوں) نے گنگنائے بغیر کھانا کھایا، انہوں نے ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا دو خچروں کے بوجھ کے برابر چاندی ڈھیر کر دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے، حتی کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔"

(صحيح البخاري: 3156)

سوال: کسی مسلمان کو خنزیر اور کتے کا بچہ کہنے پر کیا سزا ہے؟

جواب: ایسے غلیظ الفاظ کسی مسلمان کے بارے میں کہنا گناہ ہے، یہ صریح گالی ہے۔ ایسا شخص توبہ واستغفار کرے، حاکم وقت اسے تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

سوال: شادی میں خلاف شرع اُمور کرنے والے کا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص اعلانیہ فاسق ہے، اہل تقویٰ کو ایسے شادیوں میں شرکت نہیں کرنی چاہیے، ورنہ وہ بھی جرم دار ہوں گے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ .

"اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے سوا میری تمام امت کو معاف کر دیا جائے گا۔"

(صحيح البخاري: 6069، صحيح مسلم: 2990)

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر آپ میں سے کوئی شخص منکر (ناجائز) کام ہوتا دیکھے، تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو، تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو، تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کی کمزور ترین حالت ہے۔"

(صحيح مسلم: 49)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا اپنی زوجہ کو پردے کا نہ کہنے والا دیوث ہے؟

جواب: زوجہ کو پردہ کرانا فرض ہے، جس کی بہن بیٹی، ماں وغیرہ بے پردہ اجنبی مردوں کے ساتھ پھریں اور وہ منع نہ کرے، تو وہ دیوث ہے۔ احادیث میں ایسے شخص کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوثُ .

”تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا؛ ① والدین کا نافرمان ② مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت ③ دیوث۔“

(مسند الإمام أحمد: 6180، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا دیوث قابل تعزیر ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کسی کی بیوی کو گھر سے بھگانے اور اسے بیچنے کی سزا کیا ہے؟

جواب: غیر عورت کو بھگا کر لے جانے والا اور اسے فروخت کرنے والا بہت بڑا مجرم ہے، قاضی کو چاہیے کہ ایسے شخص کو سخت سے سخت تعزیری سزا دے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ فرماتا ہے: روز قیامت تین لوگوں کے خلاق میں خود مدعی ہوں گا؛ جس نے میرے نام پر عہد کیا، پھر اسے توڑ دیا، جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

قیمت کھالی، جس نے کسی مزدور سے پورا کام لیا، مگر اسے مزدوری ادا نہ کی۔‘‘

(صحيح البخاري : 2227)

سوال: کیا جھوٹا دعویٰ کرنے والا قابل تعزیر ہے؟

جواب: یقیناً۔

سوال: جو شخص بیوی سے لواطت کرتا ہو، اس کی سزا کیا ہے؟

جواب: بیوی سے لواطت کرنے والا قبیح فعل کا مرتکب ہے۔ اس کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

Anual sex گناہ کی سب سے بھیانک اور بدبخت صورت ہے۔ اس سے قوائے فکری و عملی پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ اس قبیح فعل کا نتیجہ ذلت وخسران اور تباہی و بربادی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس کے فاعل کو ہمیشہ ذلت ونامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ مغضوب علیہم قوموں کے آثارِ سیئہ اور اخلاقِ قبیحہ میں سے ایک گناہ ہم جنس پرستی، عملِ قومِ لوط اور عورت سے لواطت ہے۔ فواحش ورذائل کی لسٹ میں اور طبعِ سلیم کی کراہت ونکارت کے لحاظ سے یہ گناہ بدکاری سے بڑھ کر ہے۔ کفر کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ اس کے نقصانات اور بداثرات معاشرہ پر قتل سے بڑھ کر ہیں۔

اسے جائز کہنا محض دعویٰ بلادلیل پر اصرار ہے، یہ اسلام کی بے لوث اور پاکیزہ تعلیمات پر حملہ ہے، نیز اسلامی تہذیب کی تمام نزاکتیں تارتار کردینے کے مترادف ہے۔ یہ دینی وانسانی مصلحت سے عاری ایسا عظیم جرم ہے، جو ایک مسلمان سے ثقاہت وتقویٰ کی دولت چھین لیتا ہے۔ یہ شوہر وزن کے خوشگوار تعلقات نفرت وعداوت میں بدل دیتا ہے۔ رشتہ ازدواج کا تقدس پامال کردیتا ہے، انسانی صحت کو روگ لگا دیتا ہے، روحانیت کو سلب کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیتا ہے۔

جب کوئی اپنی بیوی سے لواطت کرتا ہے، اس وقت وہ عقل وفکر کے نزدیک مسلمات کو للکار رہا ہوتا ہے۔ قرآنِ عزیز اور حدیث شریف کی پرنور تعلیمات سے آشنا شخص سے اس بُرے فعل کا ارتکاب مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

واضح رہے کہ جس قوم کے اندر یہ بے ہودہ اور فحش گناہ پایا گیا، مولائے کریم نے انہیں دنیا ہی میں مرقعِ عبرت اور داستانِ موعظت بنایا ہے۔ یہ انعکاسِ فطرت پر مبنی نازیبا عمل بے راہروی اور آوارہ مزاجی کی ایسی لعین عادت ہے، جو اخلاق باختہ اور لادینی فسق وفجور میں غرقاب، شہوات ولذات میں منہمک، عصیان ومعاصی کے دلدل میں بری طرح پھنسے ہوئے، بلکہ دھنسے ہوئے یورپ کے پانچ ملکوں میں قانون کا درجہ حاصل کر چکی ہے اور انسانیت کے لیے باعثِ ننگ وعار اس قانون پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوتی۔

تُف ہے ایسی تہذیب پر!

شریعتِ اسلامیہ چونکہ پاکیزہ، صاف ستھرے، شگفتہ اور بہار آفریں احکامات پر مبنی ہے، لہٰذا وہ انسان کو بہیمی خواہشات، نفس پرستی، شیطانی اعمال اور افعالِ خبیثہ سے بچاتی ہے۔ وہ ہمارے اندر نیکی کا جذبہ اور بُرائی سے اجتناب کی قوت پیدا کرتی ہے۔ وہ ہماری خواہشوں اور تمناؤں کو حدِ اعتدال فراہم کرتی ہے۔ اس لیے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایسی رذالتوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ حتی کہ ایک شخص اپنی حلال اور منکوحہ بیوی کو بھی پشت سے استعمال نہیں کر سکتا، کیونکہ ایسا کرنا مقصدِ شریعت کے خلاف ہے اور محض حیوانی جذبہ کی تسکین ہے۔

روزانہ کتنے لوگ اس مذموم فعل کا مرتکب ہو کر دل اور منہ پہ کالک ملتے ہیں۔ اگر ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرہ کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں اور معاشرے کے لیے مفید افراد پیدا کرنے کے خواہاں ہیں تو انسانوں میں صالحیت اور تقویٰ لانا ہوگا۔ انسانی ہمدری کے جذبہ سے سرشار ہو کر آگے بڑھنا ہوگا اور اس گناہ کے بھیانک نتائج سے انسانوں کو آگاہ کرنا ہوگا۔ یہ لعین عادت فاعل و مفعول میں سوزاک، جریان، جسم میں سوزش، نیز مفعول کے لیے لیکوریا اور بواسیر کا سبب ہے۔

لواطت ایسا قبیح فعل ہے، جو شرعاً ناجائز وحرام اور کبیرہ گناہ ہے، اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی کا باعث ہے۔ اسے لواطت صغریٰ کہا گیا ہے، لہٰذا اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔

❁ علامہ مظہری زیدانی حنفی رحمہ اللہ (۷۲۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْوَطْءَ فِي الدُّبُرِ مُحَرَّمٌ فِي جَمِيعِ الْأَدْيَانِ .

”عورت کے ساتھ غیر فطری مجامعت تمام ادیان میں حرام ہے۔“

(المَفاتيح في شرح المَصابيح : 54/4)

سوال: بغیر قصور کسی کو گالی دینے والا اور مار پیٹ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص سخت گناہ گار ہے، اس میں بہت سے سنگین جرائم ہیں، جو کہ قابل تعزیر ہیں۔

سوال: جو شخص بار بار سمجھانے کے باوجود نماز نہ پڑھے، کیا اسے قاضی تعزیراً سزا دے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: قوال کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: شرعی امیر موجود ہو، تو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال کرنا فرض کفایہ ہے، اس کے بے شمار فضائل کتاب وسنت میں مذکور ہیں اور اسے ترک کرنا باعث گناہ ہے۔ بعض ہنگامی حالات میں جہاد فرض عین بھی ہو جاتا ہے، جیسا کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جہاد فرض عین ہو گیا تھا، اس صورت میں ہر صاحب استطاعت مسلمان کا شرکت کرنا ضروری ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میں اپنی امت (یا لوگوں) کے لیے دشواری نہ سمجھتا، تو کسی بھی ایسے لشکر سے پیچھے رہنا پسند نہ کرتا، جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتا، لیکن نہ تو میرے پاس سواری کی گنجائش ہے اور نہ ہی ان کے پاس اتنی گنجائش ہے کہ وہ ساتھ جا سکیں اور مجھ سے پیچھے رہنا بھی انہیں ناگوار ہے، میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید ہو جاؤں۔''

(صحيح البخاري : 2972، صحيح مسلم : 1876)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَيْسَ فِي نَفْسِهٖ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ .

''جو مر گیا، نہ تو اس نے کبھی (عملاً) جہاد کیا اور نہ ہی اس کے دل میں کبھی خیال آیا، تو وہ نفاق کی ایک قسم پر مرا۔''

(صحيح البخاري : 1910)

سوال: دار الحرب کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس علاقے میں کفریہ ریاست ہو، وہ دار الحرب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: دارالاسلام کیا ہے؟

جواب: جہاں اسلامی حکومت کا قیام ہو، اسے دارالاسلام کہتے ہیں۔

سوال: کیا دارالحرب میں عیداور پنجگانہ نمازیں باجماعت پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جس دارالحرب میں عید، جمعہ اور پنجگانہ نمازیں باجماعت پڑھنا ممکن ہو، وہاں انہیں باجماعت ہی ادا کرنا ضروری ہے۔

سوال: ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

جواب: ہندوستان دارالحرب ہے۔

سوال: کیا جہاد کے لیے والدین کی اجازت ضروری ہے؟

جواب: جہاد کے لیے والدین سے اجازت ضروری ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ : أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟، قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ .

”ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور جہاد کے لیے اجازت مانگنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا آپ کے والدین حیات ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: تو پھر ان کی خوب خدمت کیجئے، آپ کے لیے یہی جہاد ہے۔“

(صحيح البخاري : 3004، صحيح مسلم : 2549)

سوال: امیر کی اطاعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شرعی امیر کی اطاعت واجب ہے، جب تک کہ وہ گناہ کا حکم نہ دے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”آیت :﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء : 59) (اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں، ان کی اطاعت کرو) سیدنا عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی سہمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک لشکر کا امیر بنا کر روانہ کیا تھا۔“

(صحيح البخاري : 4584، صحيح مسلم : 1834)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ .

”ہر مسلمان پر (امیر کی) سمع واطاعت واجب ہے، جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے، تو پھر کوئی سمع وطاعت نہیں۔“

(صحيح البخاري : 7144، صحيح مسلم : 1839)

یہاں شرعی امیر مراد ہے، انتظامی امیر مراد نہیں۔

سوال: اسلام نے مجاہدین کو کیا راہنمائی کی ہے؟

جواب: اسلام نے مجاہدین کے لیے بھی ہدایات فرمائی ہیں۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے بالخصوص اپنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتے، پھر فرماتے: اللہ کا نام لے کر اس کے راستے میں جہاد کریں، اللہ کے منکروں سے لڑائی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کریں، دھوکہ نہ دینا، خیانت نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، جب مشرک دشمن سے لڑائی ہو، تو انہیں لڑائی سے پہلے تین چیزوں (میں سے کوئی ایک ماننے) کی دعوت دینا، ان میں سے جو بات بھی وہ مان جائیں، اسے قبول کر لینا اوران سے لڑائی نہ کرنا، انہیں اسلام کی دعوت پیش کریں، اگر وہ اسے قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ انہیں بھی وہی حقوق و فرائض ملیں گے، جو باقی مسلمانوں کے ہیں، پھر انہیں اپنے گھروں سے دارالمہاجرین (مدینہ) منتقل ہونے کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے بھی وہی حقوق و فرائض ہوں گے، جو باقی مہاجرین کے ہیں، اگر وہ اسلام تو لے آئیں، مگر اپنے گھروں (علاقے) میں ہی رہنا پسند کریں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے حقوق اعرابی مسلمانوں جیسے ہوں گے، ان پر عام مسلمانوں والا حکم نافذ ہوگا (یعنی نماز زکوۃ وغیرہ) اور مال غنیمت اور فے میں سے انہیں کچھ نہیں ملے گا، اگر وہ اس بات (اسلام) سے انکار کر دیں، تو انہیں جزیہ ادا کرنے کے لیے کہنا، اگر وہ مان جائیں، تو قبول کر لینا اوران سے لڑائی نہ کرنا، لیکن اگر وہ نہ مانیں، تو پھر اللہ سے مدد مانگنا اوران سے جہاد کرنا، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کر لیں اور وہ آپ سے اللہ اوراس کے رسول کا عہد (ضمانت) مانگیں، تو انہیں اللہ اور رسول کا عہد نہ دینا، بلکہ اپنا، اپنے آبا اور اپنے ساتھیوں کا عہد دینا، کیوں کہ اپنے، اپنے ساتھیوں اور آبا کے عہد کو توڑنا اللہ اوراس کے رسول کے عہد کو توڑنے کی بہ نسبت آپ کے لیے آسان ہے، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کریں اور وہ آپ سے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا مطالبہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

کریں، تو ایسا نہ کرنا، کیا معلوم آپ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا درست فیصلہ معلوم کر پاتے ہو (یا نہیں)؟ البتہ ان کا فیصلہ خود کرنا۔“

(صحيح مسلم :1731)

سوال: عہد شکنی پر کیا وعید ہے؟

جواب: عہد شکنی بہت بڑا گناہ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً، فَقِيلَ : هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ .

”قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے سب لوگوں کو جمع کریں گے، تو ہر عہد شکنی کرنے والے کا ایک جھنڈا نصب کر دیں گے، تو کہا جائے گا: یہ فلاں کی عہد شکنی ہے۔“

(صحيح البخاري : 6177، صحيح مسلم : 1735)

سوال: کیا عشر نکالنا واجب ہے؟

جواب: عشر فرض ہے، جب نصاب کو پہنچ جائے۔

سوال: کیا ترکاریوں میں عشر ہے؟

جواب: سبزیات میں عشر نہیں ہے، البتہ ان سے حاصل ہونے والی آمدن پر زکوٰۃ ہے، جب وہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال گزر جائے۔

❁ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَالْحِجَازِ، وَالشَّامِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلَى أَنْ لَّا صَدَقَةَ فِي قَلِيلِ الْخَضِرِ وَلَا فِي كَثِيرِهَا، إِذَا كَانَتْ فِي أَرْضِ الْعُشْرِ.

''عراق، حجاز اور شام کے اہل علم آج اس بات پر متفق ہیں کہ سبزیاں کم ہوں یا زیادہ، اگر وہ عشر والی زمین میں ہوں، تو ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔''

(كتاب الأموال: 502)

❁ نیز اس سلسلے میں امام مالک رحمہ اللہ کا قول ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

كَذٰلِكَ قَوْلُ سُفْيَانَ، وَأَهْلِ الْعِرَاقِ جَمِيعًا، غَيْرَ أَبِي حَنِيفَةَ، فَإِنَّهُ قَالَ: فِي قَلِيلِ مَا تُخْرِجُ الْأَرْضُ وَكَثِيرِهِ الصَّدَقَةُ ---، وَخَالَفَهُ أَصْحَابُهُ، فَقَالُوا كَقَوْلِ الْآخَرِينَ، وَعَلَيْهِ الْآثَارُ كُلُّهَا، وَبِهٖ تَعْمَلُ الْأُمَّةُ الْيَوْمَ.

''امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اور تمام اہل عراق کا یہی موقف ہے، سوائے امام ابو حنیفہ کے کہ ان کے بقول زمین کی پیداوار کم ہو یا زیادہ، اس میں زکوٰۃ ہو گی---امام صاحب کے شاگردوں نے بھی اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے اور باقی تمام اہل علم کے موافق فتویٰ دیا ہے۔ تمام آثار بھی یہی بتاتے ہیں اور آج تمام امت کا عمل بھی اسی پر ہے (کہ سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں)۔''

(كتاب الأموال: 501)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ.

''اہل علم کے ہاں عمل اسی بات پر ہے کہ سبزیوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 638)

اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں۔

سوال: عشر کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں، وہی عشر کے مصارف ہیں اور وہ یہ ہیں؛

① فقراء ② مساکین ③ عاملین زکوٰۃ

④ جن کی تالیف قلبی کی گئی ہو۔ ⑤ غلام آزاد کرنا

⑥ مقروض ⑦ فی سبیل اللہ میں خرچ ⑧ راہ گیر

(التّوبة : ٦٠)

سوال: کیا عشر نکالتے وقت زراعت کے اخراجات کو منہا کیا جائے گا یا نہیں؟

جواب: زراعت کے اخراجات کو منہا نہیں کیا جائے گا۔

سوال: اگر سرکار نے زمینوں پر خراج لگایا ہو، تو کیا عشر نکالتے وقت سرکاری خراج کو منہا کیا جائے گا؟

جواب: نہیں۔

سوال: اگر سرکار خراج وصول کرے، تو کیا اس سے عشر ساقط ہو جائے گا؟

جواب: سرکار کے خراج وصول کرنے سے عشر ساقط نہ ہوگا۔

سوال: جو شخص عشر نہ نکالے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: زکوٰۃ اور عشر فرض ہے، جو اس کی ادائیگی نہ کرے، وہ فاسق و فاجر ہے، اس کے متعلق سخت وعیدیں ہیں، زکوٰۃ اور عشر کا حکم ایک ہے۔

❀ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے، زکوۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ بھلائی کرنے کی بیعت (عہد) کی۔“

(صحيح البخاري: 1401، صحيح مسلم: 56)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”اونٹوں کا جو مالک ان کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ اونٹ زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے کھروں اور پاؤں سمیت اس کو روندیں گے، گائیوں کا جو مالک ان کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ گائیاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گی، بکریوں کا جو مالک ان کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ بکریاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی، اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور کھروں سے اس کو روندیں گی، ان میں ایک بکری بھی بغیر سینگوں کے یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والی نہ ہوگی، جو مال دار آدمی مال کا حق ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گا اور منہ کھول کر اس کا پیچھا کرے گا، جب وہ (سانپ) اس کے پاس آئے گا، تو وہ آدمی اس سے بھاگ جائے گا۔ سانپ اسے آواز دے گا کہ اپنا مال لے جا، جسے تو چھپا چھپا کر رکھتا تھا، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، جب وہ کوئی چارہ نہیں پائے گا، تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دے گا، وہ اسے اونٹ کی طرح چبا دے گا۔

ابوزبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ الفاظ میں نے عبید بن عمیر سے سنے ہیں، پھر میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بھی عبید بن عمیر کی طرح ہی بیان کیا۔ نیز عبید بن عمیر کہتے ہیں: ایک آدمی نے پوچھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا: گھاٹ پر اس کا دودھ دوہ کر دینا، پانی پلانا، جفتی کے لیے مستعار دینا، تحفے میں دینا اور اللہ کے راستے میں اس پر سوار کرنا۔"

(صحیح مسلم: 27/988، المنتقی لابن الجارود: 335)

سوال: کیا عشر کے لیے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے؟

جواب: عشر کا بھی نصاب ہے، جس فصل پر عشر نکالنا ہے، اگر اس کی مقدار کم سے کم پانچ وسق ہے، تو اس میں عشر ہے، ورنہ نہیں۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَّلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَّلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ .

"پانچ اوقیہ (چاندی)، پانچ وسق (غلہ) اور پانچ اونٹوں سے کم مقدار پر صدقہ (زکوۃ) فرض نہیں ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 1447، صحيح مسلم : 979)

سوال: کیا تمباکو میں عشر ہے؟

جواب: تمباکو میں عشر نہیں ہے۔

سوال: جس کی فصل صرف دس من ہو، کیا وہ بھی عشر نکالے گا؟

جواب: اس پر عشر فرض نہیں۔ عشر کم سے کم پانچ وسق غلے پر ہے۔

سوال: کیا رہائشی مکان پر زکوۃ ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا ذاتی لونڈی، ذاتی غلام، ذاتی اسلحہ یا ذاتی سواری پر زکوۃ ہے؟

جواب: مذکورہ اشیا پر زکوۃ نہیں۔

سوال: کیا ٹھیکہ والی زمین پر عشر ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا تِل کی پیداوار پر زکوۃ ہے؟

جواب: تِل کی پیداوار پر زکوۃ نہیں ہے۔ ہمارے مطابق صرف منصوص اشیاء پر ہی زکوۃ ہے، واللہ اعلم!

سوال: کیا دو ایکڑ زمین والے پر عشر فرض ہے؟

جواب: اگر فصل کی پیداوار کم سے کم پانچ وسق ہو، تو اس پر عشر فرض ہے۔

سوال: جس زمین کا خراج ہندو سرکار لیتی ہو، کیا اس پر عشر ہے؟

جواب: اس پر بھی عشر ہے۔

سوال: کیا عشر میں عامل کا طلب کرنا ضروری ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

جواب: عشر فصل مالک پر فرض ہے، اس کی ادائیگی واجب ہے، خواہ کوئی عامل طلب کرے یا نہ کرے۔

سوال: کیا عشر کی قیمت دینا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا عشر کی فرضیت کے لیے خلیفۃ المسلمین کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا عرب کی زمین پر عشر ہے؟

جواب: عرب کی زمین پر بھی عشر ہے، اگر پیداوار نصاب کو پہنچ جائے۔

سوال: جو شخص سرکاری زمین میں زراعت کرتا ہے، کیا اس پر بھی عشر ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: جو فصل بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے، اس پر زکوۃ کیا ہے؟

جواب: اس فصل پر عشر (دسواں حصہ) ہے، بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.

”جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہوتی ہو، یا وہ نم دار ہو، تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ زکوۃ ہوگی اور جسے جانوروں سے سیراب کیا جاتا ہو، اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوۃ ہوگی۔“

(صحيح البخاري: 1483)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جزیہ کس زبان کا لفظ ہے؟

جواب: جزیہ عربی زبان کا لفظ ہے، جو"جزاء" مادہ سے مشتق ہے۔

سوال: کیا اسلام سے پہلے جزیہ رائج رہا؟

جواب: کسی معتبر ذریعہ سے اس کا علم نہیں ہوسکا۔

سوال: اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرنا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسلموں سے جزیہ وصول کر کے انہیں ریاست اسلامیہ میں رہنے کی اجازت دینا جائز ہے، جب تک وہ جزیہ دیتے رہیں، ان کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرنا ریاست اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔

یادرہے کہ جزیہ صرف غیر مسلموں پر ہے، مسلمانوں سے جزیہ وصول کرنا ظلم ہے۔

❀ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے بالخصوص اپنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتے، پھر فرماتے: اللہ کا نام لے کر اس کے راستے میں جہاد کریں، اللہ کے منکروں سے لڑائی کریں، دھوکہ نہ دینا، خیانت نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، جب مشرک دشمن سے لڑائی ہو، تو انہیں لڑائی سے پہلے تین چیزوں (میں سے کوئی ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماننے) کی دعوت دینا، ان میں سے جو بات بھی وہ مان جائیں، اسے قبول کر لینا اوران سے لڑائی نہ کرنا، انہیں اسلام کی دعوت پیش کریں، اگر وہ اسے قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ انہیں بھی وہی حقوق وفرائض ملیں گے، جو باقی مسلمانوں کے ہیں، پھر انہیں اپنے گھروں سے دار المہاجرین (مدینہ) منتقل ہونے کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے بھی وہی حقوق وفرائض ہوں گے، جو باقی مہاجرین کے ہیں، اگر وہ اسلام تو لے آئیں، مگر اپنے گھروں (علاقے) میں ہی رہنا پسند کریں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے حقوق اعرابی مسلمانوں جیسے ہوں گے، ان پر عام مسلمانوں والا حکم نافذ ہوگا (یعنی نماز زکوٰۃ وغیرہ) اور مال غنیمت اور فے میں سے انہیں کچھ نہیں ملے گا، اگر وہ اس بات (اسلام) سے انکار کر دیں، تو انہیں جزیہ ادا کرنے کے لیے کہنا، اگر وہ مان جائیں، تو قبول کر لینا اوران سے لڑائی نہ کرنا، لیکن اگر وہ نہ مانیں، تو پھر اللہ سے مدد مانگنا اوران سے جہاد کرنا، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کر لیں اور وہ آپ سے اللہ اور اس کے رسول کا عہد (ضمانت) مانگیں، تو انہیں اللہ اور رسول کا عہد نہ دینا، بلکہ اپنا، اپنے آبا اور اپنے ساتھیوں کا عہد دینا، کیوں کہ اپنے، اپنے ساتھیوں اور آبا کے عہد کو توڑنا اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑنے کی بہ نسبت آپ کے لیے آسان ہے، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کریں اور وہ آپ سے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا مطالبہ کریں، تو ایسا نہ کرنا، کیا معلوم آپ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا درست فیصلہ معلوم کر پاتے ہو (یا نہیں)؟ البتہ ان کا فیصلہ خود کرنا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح مسلم: 1731، المنتقى لابن الجارود: 1042)

❁ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا، تو حکم دیا کہ تیس گائیوں میں سے ایک تبیعہ (گائے کا ایک سالہ نر یا مادہ بچہ) لینا اور ہر بالغ شہری سے ایک دینار یا اس کے مساوی معافری (یمن کا کپڑا) لینا۔''

(سنن أبي داوٗد: 1578، سنن النّسائي: 2454، سنن التّرمذي: 623، سنن ابن ماجه: 1803، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۶۸)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۸۸۶) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۱۰۴) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۳۹۸) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ بجالہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں جزء بن معاویہ کا سیکرٹری تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک سال پہلے ہمارے پاس ان کا خط آیا (جس میں لکھا تھا) ہر جادوگر کو قتل کر دیں، ہر اس محرم عورت سے شادی کرنے والے مجوسی اور اس کی بیوی کو الگ کر دیں، جن (محرمات) کا ذکر کتاب اللہ میں ہے، انہوں نے کھانا پکایا اور اپنی ران پر تلوار رکھ لی، چنانچہ انہوں (مجوسیوں) نے گنگنائے بغیر کھانا کھایا، انہوں نے ایک یا دو خچروں کے بوجھ کے برابر چاندی ڈھیر کر دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے، حتی کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 3156)

❁ عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ہشام بن حکیم، عمیر انصاری کے پاس گئے جو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے گورنر تھے، ان کے پاس کچھ نبطی لوگوں کو دھوپ میں کھڑا پا کر ان سے پوچھا: ان کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ان کو جزیہ (نہ دینے) کے جرم میں روکا ہوا ہے۔ تو ہشام کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو دنیا میں لوگوں کو (بلا وجہ) تکلیف دیتا ہے، آخرت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ چنانچہ عمیر نے ان کو آزاد کر دیا۔''

(صحيح مسلم : 2213)

سوال: مسلم ریاست میں غیر مسلموں کی عبادت گاہیں تعمیر کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسلم ریاست میں غیر مسلموں کی عبادت گاہیں، مثلاً کلیسا (یہود کی عبادت گاہ)، کنیسا (گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ)، آتش کدہ (مجوسیوں کی عبادت گاہ)، مندر (ہندوؤں کی عبادت گاہ) اور گوردوارہ (سکھوں کی عبادت گاہ) وغیرہ بنانا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے کفر پر تعاون لازم آتا ہے۔

اسی طرح کفر و شرک کا باعث بننے والے مزاروں، قبوں اور مقبروں کا بھی یہی حکم ہے۔ مسلمان علاقوں میں ان کو گرا دیا جائے گا۔

اگر کفار کی عبادت گاہیں مسلمانوں کی مفتوحہ زمین میں پہلے سے موجود ہوں، تو اس کے دو حکم ہیں، اگر تو اہل ذمہ سے معاہدہ تشکیل پا جائے کہ ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا، پھر وہ عبادت گاہیں باقی رکھی جائیں گی، البتہ ان کی تعمیر نو وغیرہ کی اجازت نہیں ہوگی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اگران سے معاہدہ نہ ہو اور وہاں مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو جائے تو بادشاہ مصلحت کو مد نظر رکھ کر ان گرجوں وغیرہ کو گرا بھی سکتا ہے۔ البتہ اگر مسلمانوں کے لئے یہ عمل ضرر رساں بن رہا ہو، تو ایک مدت تک انہیں باقی بھی رکھا جا سکتا ہے۔

بعض علاقے خالص مسلمانوں کے ہوتے ہیں، جن کو مسلمان ہی آباد کرتے ہیں، پھر غیر مسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ رہنے لگتے ہیں، جیسے اسلامی تاریخ میں بصرہ اور بغداد وغیرہ کے نام ملتے ہیں، تو وہاں اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ بناتا ہے، تو اس عبادت گاہ کو گرا دیا جائے گا۔ ان میں ناقوس بجانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، شراب فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی خنزیر کھانے کی اجازت دی جائے گی اور نہ کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو شرک کی دعوت دے سکتا ہے۔ ذیل میں علمائے اسلام کی تصریحات ملاحظہ کیجئے:

❀ علامہ ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ (۵۲۰) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَذْهَبُ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ أَجْمَعِينَ .

(جو گرجا گھر آمد اسلام کے بعد بنائے گئے، انہیں منہدم کر دیا جائے گا اور نئے گرجے بنانے سے باز رہا جائے گا) یہ مسلمان علما کا اجماعی و اتفاقی مذہب ہے۔“

(سراج الملوك، ص 138)

❀ امام طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ (۱۰۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي لِبَيْتِ رَحْمَةٍ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَيْتِ عَذَابٍ .

”رحمت والے گھر کو عذاب والے گھر کے قریب نہیں ہونا چاہئے۔“

(الأموال للقاسم بن سلام: 263، الأموال لابن زنجويه: 401، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ اس قول کی وضاحت میں امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

أُرَاهُ يَعْنِي الْكَنَائِسَ وَالْبِيعَ وَبُيُوتَ النِّيرَانِ، يَقُولُ : لَا يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ مَعَ الْمَسَاجِدِ فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ .

''ان کی مراد کنیسے، گرجے اور مجوسیوں کے آتش کدے ہیں۔ یہ چیزیں مسلمانوں کے علاقوں میں اللہ کی مسجدوں کے ساتھ نہیں ہونی چاہئیں۔''

(الأموال، تحت الحديث : 263)

❁ علامہ سبکی (۷۵۶ھ) کہتے ہیں:

''جب ہم کوئی کنیسا باقی رکھتے ہیں، تو ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم کنیسوں کو منہدم نہیں کرتے۔......اس سے اجازت دینا لازم نہیں آتا، نہ ان کا التزام کرنا لازم آتا ہے اور جب وہ گر رہے ہوں، تو ان کی مرمت نہیں کرتے اور جب وہ خراب ہو رہے ہوں، تو ان کی اصلاح نہیں کرتے، کیونکہ ایسے کسی کام پر کوئی شرعی دلیل وارد نہیں ہوئی، یہ محرمات میں سے ہے اور محرمات میں اصل ممانعت ہے۔ جب تک کہ کوئی دلیل ان کی ترمیم یا مرمت کی مل جائے، لہٰذا یہ ممنوع ہے۔''

(فتاوى السّبكي : 2/386-387)

❁ امام عمرو بن میمون بن مہران رحمہ اللہ (۱۴۷ھ) بیان کرتے ہیں:

''عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے لکھا کہ نصرانیوں کو شام میں ناقوس بجانے سے منع کر دیں، فرمایا: ان کو سر کی مانگ نکالنے سے منع کیا جائے گا۔ ان کے پیشانی کے بال کاٹنے کا حکم دیا، نیز حکم دیا کہ اپنی پٹیاں کس کر باندھیں، زین پر سوار نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ عمامہ اور ریشم نہ پہنیں۔ اپنی صلیب گرجے کے اوپر آویزاں نہ کریں۔ تو اگر ان میں سے کوئی شخص ایسا کرے گا، اس کو اتار دیا جائے گا۔ نیز لکھا کہ ان کی خواتین کو کجاوں پر سوار ہونے سے منع کیا جائے۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 19235، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ امام قاسم بن سلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''شہر کئی طرح کے ہوتے ہیں، بعض وہ ہیں، جہاں کے باسی اسلام قبول کر لیتے ہیں، جیسے مدینہ، یمن اور طائف ہیں۔ بعض وہ زمینیں ہوتی ہیں، جن کو مسلمان آباد کرتے ہیں، جیسے کوفہ، بصرہ اور اسی طرح سرحدیں، بعض وہ بستیاں ہوتی ہیں، جن کو فتح کر لیا جاتا ہے اور ان کے باسیوں کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ بادشاہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ان کو بستی واپس نہ کی جائے۔ بلکہ فاتحین کے درمیان تقسیم کر دی جاتی ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کے ساتھ کیا تھا۔ یہ مسلمانوں کے شہر ہیں، ذمیوں کا ان میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر یہود کو دے دیا تھا، تاکہ اس سے وہ مسلمانوں کے ساتھ معاملہ کر سکیں۔ پھر جب ان سے مستغنی ہو گئے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو وہاں سے نکال دیا۔ یوں یہ دیگر اسلامی شہروں کی طرح ہو گیا۔''

(الأموال، تحت الحديث : 269)

✿ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) کہتے ہیں:

لَا يَجُوزُ إِحْدَاثُ كَنِيسَةٍ فِيهَا وَكَذٰلِكَ لَا يَجُوزُ إِبْقَاؤُهَا فِيهَا عَلَى الصَّحِيحِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”مفتوحہ علاقوں میں نئے گرجے تعمیر کرنا جائز نہیں۔اسی طرح (علامہ سبکی کی رائے کے مطابق) صحیح قول یہ ہے کہ پہلے سے موجود گرجا گھروں کو باقی رکھنا بھی جائز نہیں۔“

(فتاوی السّبکي : 394/2)

❀ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْكَنَائِسِ تُهْدَمُ؟ قَالَ : لَا إِلَّا مَا كَانَ مِنْهَا فِي الْحَرَّةِ .

”آپ سے کنیسوں سے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا ان کو گرادیا جائے گا؟ فرمایا: نہیں، البتہ مدینہ کے گردحرہ میں اگر کوئی ہو، تو اس کو گرادیا جائے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 32984، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا مِنْ عَطَاءٍ مَحْمُولٌ عَلٰى مَا إِذَا حَصَلَ صُلْحٌ عَلَيْهَا أَوْ احْتَمَلَ ذٰلِكَ.

”عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا قول اس بات پر محمول ہے کہ جب ان گرجوں کے متعلق صلح ہو جائے یا صلح کا امکان ہو۔“

(فتاوی السّبکي : 394/2)

❀ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ صُولِحُوا عَلٰى أَنْ يُخَلّٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النِّيرَانِ وَالْأَوْثَانِ فِي غَيْرِ الْأَمْصَارِ .

”ان سے صلح کی گئی کہ ان کے آتش کدوں اور بتوں کو شہروں کے علاوہ غیر آباد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

علاقوں میں باقی رکھا جائے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 32986، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عوف بن ابی جمیلہ اعرابی رحمہ اللہ (۱۴۷ھ) بیان کرتے ہیں:

شَهِدْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُبَيْدِ بْنِ مَعْمَرٍ أُتِيَ بِمَجُوسِيٍّ بَنٰى بَيْتَ نَارٍ بِالْبَصْرَةِ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ .

”میں عبداللہ بن عبید بن معمر کے پاس حاضر ہوا، ان کے پاس ایک مجوسی کو لایا گیا، جس نے بصرہ میں آتش کدہ بنایا تھا، تو انہوں نے مجوسی کی گردن قلم کر دی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 32989، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں:

”اس کی وجہ یہ ہے کہ بصرہ ایک بنجر زمین تھی، اسے مسلمانوں نے آباد کیا، تعمیر کیا اور اس میں سکونت پذیر ہوئے، لہٰذا اس میں کنیسا بنانا جائز نہیں تھا، نہ آتش کدہ بنانا جائز تھا۔ اس مجوسی نے آتش کدہ بنایا، تو یہ نقض عہد تھا، اسی لئے اس کی گردن قلم کر دی گئی۔“

(فتاوی السّبكي : 397/2)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِلْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى أَنْ يُّحْدِثُوا فِي مِصْرٍ مَصَّرَهُ الْمُسْلِمُونَ بِيعَةً وَلَا كَنِيسَةً وَّلَا يَضْرِبُوا فِيهِ بِنَاقُوسٍ إِلَّا فِيمَا كَانَ لَهُمْ صُلْحٌ، وَلَيْسَ أَنْ يُظْهِرُوا الْخَمْرَ فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ .

”یہود و نصاریٰ کے لئے مسلمانوں کے کسی شہر میں کوئی کلیسا یا کنیسا بنانا جائز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں، وہ اس میں ناقوس نہیں بجائیں گے، الا یہ کہ جہاں صلح ہوگئی ہو اور مسلمانوں کے شہروں میں سرِ عام شراب (پینا اور بیچنا) جائز نہیں۔"

(أحكام أهل المِلَل والرِّدة للخلّال :346/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان حکمران کسی عیسائی کو صلح کے لیے خط لکھنا چاہیے، تو اس میں یوں لکھے:

"تم مسلمانوں کے شہروں میں صلیب آویزاں نہیں کرو گے، اعلانیہ شرک نہیں کرو گے، کنیسا تعمیر نہیں کرو گے، نہ ایسی جگہ جہاں تم جمع ہو کر نماز ادا کر سکو، ناقوس نہیں بجاؤ گے، نہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے متعلق کسی مسلمان کے سامنے شرکیہ قول کہو گے، نہ کسی اور کے متعلق۔"

(كتاب الأمّ : 209/4)

❁ مزید لکھتے ہیں: مسلم حکمران کو چاہیے کہ عیسائی ذمی کو یہ ہدایات جاری کرے:

"کسی شہر میں کنیسا یا اپنی گمراہیوں کی اجتماع گاہ نہ بنائیں، نہ ناقوس بجائیں، نہ شراب لائیں اور نہ اس میں خنزیر داخل کریں۔"

(كتاب الأمّ : 218/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

"اگر عیسائی ثلث مال کی وصیت کرے، یا کچھ مال کی وصیت کرے کہ اس سے نصرانیوں کی عبادت کے لئے کنیسا بنایا جائے گا، یا پھر اس سے کنیسا کا خادم خریدا جائے گا، یا اس سے کنیسا آباد کیا جائے گا، یا ایسی زمین خریدی جائے گی، جو کنیسا پر صدقہ ہوگی اور اس میں آباد کاری کی جائے گی یا اس معنی میں کچھ بھی ہو، تو وصیت باطل ہو جائے گی۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(کتاب الأمّ: 4/225)

❁ ابن ماجشون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’بلادِ اسلام میں کنیسا نہیں بنایا جائے گا، ہاں اگر وہ ذمی ہوں، اسلامی شہر سے الگ رہتے ہوں، ان کے درمیان مسلمان نہ ہوں، تو اس میں ان کی مرضی ہے، وہ شراب لائیں یا خنزیر خریدیں۔ البتہ جب مسلمانوں کے درمیان رہیں تو ضروری ہے کہ پرانے کنیسے اگر ٹوٹ گئے ہوں، تو ان کی مرمت نہیں کی جائیگی، الا یہ کہ وہ معاہدے کی شرط ہو، تو پھر اس کو پورا کیا جائے گا، ان کو اس سے زائد بنانے سے منع کیا جائے گا، چاہے وہ زیادت ظاہری ہو یا باطنی۔‘‘

(النّوادر والزّيادات على ما في المدوّنة للقيرواني المالكي: 3/376، الجامع لمسائل المدوّنة للصقلي: 15/441)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

’’جو گرجے فتح کے بعد بنائے گئے ہوں، ان کو ختم کرنا واجب ہے۔ یہود ونصاریٰ کو نیا کلیسا یا کنیسا بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔...... یہ شہروں کے متعلق ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور جمہور کا مذہب ہے کہ بستیوں میں بھی یہی حکم ہوگا، اللہ کی توفیق سے ہمیشہ سے حکمران اس حکم کو نافذ کرتے رہے ہیں اور اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔‘‘

(مسألة في الكنائس، ص 145-146)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے فتویٰ لیا گیا کہ کیا گرجا گھروں کو بند (سیل) کرنا مسلمانوں کی طرف سے ظلم ہوگا؟ تو شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

’’باقی رہا ان کا یہ دعوی کہ مسلمانوں نے گرجا گھروں کو سیل کر کے ظلم کیا ہے۔ تو

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

یہ جھوٹ ہے اور اہل علم کی مخالفت ہے، کیونکہ مذاہب اربعہ کے مسلمان جیسے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ وغیرہم نیز امام سفیان ثوری، اوزاعی، لیث بن سعد رحمہم اللہ سب اس پر متفق ہیں کہ اگر امام دشواری کے ساتھ فتح کیے ہوئے علاقے کے سب کنیسے گرا دے، جیسے مصر اور عراق، اسی طرح شام وغیرہ۔ وہ اس میں مجتہد ہو، اپنی رائے کا پابند ہو کر ایسا کر دے، تو وہ ظالم نہیں ہوگا، بلکہ اس سلسلے میں اس کی اطاعت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر یہود ونصاریٰ مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کریں، تو ان کا معاہدہ ختم ہو جائے گا، اس سے ان کے خون اور مال حلال ہو جائیں گے۔''

(مسألة في الكنائس، ص 101-102)

سوال: کسی ذمی کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ذمی (ایسا غیر مسلم، جو مسلم ریاست میں جزیہ دے کر رہائش پذیر ہو) جب تک جزیہ ادا کرتا رہتا ہے، اس وقت تک اس کے مال، جان اور آبرو کی حفاظت مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے، اگر کوئی مسلمان عام غیر مسلم کو قتل کر دے، تو قصاص میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے گا، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے، البتہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلم ذمی کو قتل کر دے، تو جمہور کے نزدیک اسے بھی قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا .

''جس نے کسی معاہد (ذمی) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، جبکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔''

(صحيح البخاري : 3166)

❀ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَّجِدَ رِيحَهَا .

''جس نے کسی معاہد (ذمی) کو بلا وجہ قتل کر دیا، تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دے گا۔''

(سنن أبي داوٗد : 2760، سنن الترمذي : 4751، وسندہٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۰۷۰) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۱۴۲/۲) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی کافر اور مرتد ہے۔ اس نے ختم نبوت سمیت کئی ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ اس کے کفر و ارتداد پر پوری امت کا اجماع و اتفاق ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''مومن ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے کا عقیدہ رکھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا، تاکہ اس کے اوامر و نواہی، وعد و وعید اور حلال و حرام ان تک پہنچا دیں۔ چنانچہ حلال وہی ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال قرار دیا اور حرام وہی ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا اور دین وہی ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع کیا ہو۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کسی ولی کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے، وہ کافر ہے اور شیطان کا دوست ہے۔''

(الفُرقان بين أولياء الرّحمان وأولياء الشّيطان، ص :21)

❁ مزید لکھتے ہیں:

''ظاہر ہے کہ مدعی نبوت یا تو مخلوق میں سب سے افضل اور اکمل ہو یا سب سے ناقص اور رذیل ہو۔ اسی لئے قبیلہ ثقیف کے ایک بزرگ کو جب نبی کریم ﷺ کی دعوت پہنچی، تو اس نے کہا تھا: ''میں آپ کے متعلق ایک بھی جملہ نہیں بولوں گا، اگر آپ سچے ہیں، تو آپ اس سے بلند ہیں کہ میں آپ کی دعوت رد کروں اور اگر آپ جھوٹے ہیں، تو آپ اس سے حقیر ہیں کہ میں آپ کا رد کروں۔'' تو مخلوق کا اکمل و افضل شخص مخلوق کے ناقص ترین اور رذیل ترین شخص جیسا کیسے ہوسکتا ہے؟ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی یہ بات کیا خوب ہے: ''اگر نبی کریم ﷺ میں واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں، تب بھی آپ ﷺ کی شخصیت نبوت کی خبر دینے کے لیے کافی تھی۔'' کذابین میں سے جس نے بھی نبوت کا دعوی کیا، اس پر جہالت، کذب، فجور اور شیطانی بہکاوے غالب آگئے، اسی طرح جب کسی سچے آدمی نے نبوت کا دعوی کیا، اس پر علم، صدق، نیکی اور دوسری اچھائیاں غالب ہوگئیں، یہ باتیں ادنی تمیز دار آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔''(شرح العقيدة الأصفهانية، ص 138)

سوال: جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اس کا استقبال کیا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): کسی کافر اور مرتد کا استقبال کرنا درست نہیں، مگر اس سے استقبال کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔

(سوال): مرزا قادیانی کو فصیح اللسان اور بلیغ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر وہ مرزا قادیانی کو کافر و مرتد سمجھ کر ایسا کہتا ہے، تو درست نہیں، البتہ اگر اسے کافر بھی نہیں سمجھتا اور تعریف کرتا ہے، تو یہ موجبِ کفر ہے۔

(سوال): جس نے یہ کہا کہ (نعوذ باللہ!) رسول اللہ ﷺ کی روح میرے اندر حلول کر گئی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص کافر و مرتد ہے، ریاست کا فریضہ ہے کہ ایسے بد بخت کو قتل کرے۔

(سوال): جو شخص کہے کہ میں اللہ اور رسول کو نہیں مانتا، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔

(سوال): کیا ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا طلاق دینا ضروری ہے؟

(جواب): ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت نہیں۔

(سوال): ایک شخص نے حالت جنون میں کفریہ کلمہ ادا کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): حالت جنون میں کوئی عمل معتبر نہیں، لہٰذا اگر مجنون کلمہ کفر ادا کر دے، تو وہ کافر یا مرتد نہ ہوگا، کیونکہ مجنون آفاقہ ہونے تک مرفوع القلم ہوتا ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

”تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(مسند علي بن الجعد :741، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: جو شخص اسلام کا عقیدہ رکھے، مگر اعمال کفریہ کرے، تو اس پر ارتداد کا حکم لگے گا یا نہیں؟

جواب: جو شخص کفریہ عمل کرے، مگر خود کو مسلمان بتائے، عقائد میں بالکل صحیح ہو، ضروریات دین میں کوئی تاویل نہ کرے، تو اس پر مرتد ہونے کا حکم نہیں لگے گا، واللہ اعلم!

سوال: نبی کریم ﷺ کے متعلق توہین آمیز کلمات کہنا ارتداد ہے یا نہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی توہین کرنا ارتداد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جو ریاست اسلامیہ کا مذہبی وقانونی فریضہ ہے، اگر عدالت اپنا فرض ادا نہیں کرتی، تو وہ عنداللہ مجرم ہو گی، مگر کسی عام مسلمان کو قانون ہاتھ میں لینے کی قطعاً اجازت نہیں۔

سوال: جو شخص کہے کہ ''میں قرآن وحدیث کو نہیں مانتا۔''، کیا اس کا یہ جملہ کفریہ ہے اور اس سے ارتداد لازم آئے گا؟

جواب: بلاشبہ یہ جملہ کفریہ ہے، مگر اس پر یہ جملہ پیش کیا جائے گا، اگر تائب ہو جائے یا اپنے جملہ کی وضاحت کر دے، تو ارتداد کا فتویٰ نہیں لگے گا اور اگر اپنی بات پر قائم ہو، تو وہ یقیناً مرتد ہو جائے گا، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست کی ذمہ داری ہے۔

سوال: ایک مسلمان نے سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو ''ابن اللہ'' کہا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا جزو کہنا کفر ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾

(التّوبة : ٣٠)

''نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں، جبکہ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، جو ان سے پہلے کفار کے عقائد کے مشابہ ہے، اللہ انہیں ہلاک کرے، یہ کدھر بھٹکتے پھر رہے ہیں۔''

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ (الإخلاص : ٣)

''اللہ تعالیٰ نے کسی کو جنا، نہ اسے جنا گیا۔''

❁ مشہور سنی امام، محدث و مفسر، ابن جریر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ اللہ کی طرف سے خبر ہے، جس میں نصرانیوں کے فرقہ یعقوبیہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا جارہا ہے، جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ''اللہ'' ہیں، اسی طرح ایک دوسرے فرقے کا جواب ہے، جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، بات اس طرح نہیں ہے، جس طرح یہ کافر لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں، بلکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں، ان کی ولادت اسی طرح ہوئی ہے، جس طرح مائیں بیٹوں کو جنم دیتی ہیں، پیدا ہونا بشر کی صفت ہے، خالق کی صفت نہیں ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک رسول ہیں، بالکل اس طرح جس طرح دیگر رسول گزرے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں بھی اپنے نبوت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے اسی طرح معجزات وقوع پذیر ہوئے، جس طرح دیگر انبیا کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوئے، تاکہ یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہو جائے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔''

(تفسیر الطّبري: 582/8، هجر)

سوال: جو خود کو مسیح موعود (یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام) کہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام قرب قیامت نزول فرمائیں گے، جو خود کو عیسیٰ علیہ السلام قرار دے، وہ کافر اور مرتد ہے، جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا ہے۔

سوال: ایک شخص نے کہا ''اگر میں نے گناہ کیا ہے، تو میں اکیلا ہی جواب دہ ہوں گا۔'' کیا یہ کلمہ کفر ہے؟

جواب: یہ جملہ کفریہ تو نہیں ہے، مگر جائز بھی نہیں ہے۔

سوال: ایک شخص نے اپنے مرشد کے متعلق کہا کہ ''میرے خدا اور رسول تو میرے مرشد ہی ہیں۔'' کیا وہ شخص مرتد ہو گیا یا نہیں؟

جواب: بلا شبہ یہ جملہ کفریہ ہے، البتہ یہ جملہ اس پر پیش کیا جائے گا، اگر وہ تائب ہو جائے، تو ارتداد لازم نہ آئے گا اور اگر وہ بغیر تاویل اس جملہ پر قائم رہے، تو اس پر ارتداد کا حکم لگے گا اور وہ واجب القتل ہے، جس کا نفاذ عدالت اسلامیہ کا فریضہ ہے۔

سوال: ایک شخص نے قرآن کریم کو واضح گالی دی اور توبہ کرنے سے صاف انکار کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسے گالی دینا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے، یہ بدترین کفر ہے، جو شخص توبہ بھی نہ کرے، تو وہ مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست کا کام ہے۔

قرآن تو قرآن، اگر کوئی شخص کسی بھی آسمانی کتاب کی توہین کرے، تو وہ کافر ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ جَحَدَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَكُتُبَ اللّٰهِ الْمُنَزَّلَةَ أَوْ كَفَرَ بِهَا، أَوْ لَعَنَهَا، أَوْ سَبَّهَا، أَوِ اسْتَخَفَّ بِهَا فَهُوَ كَافِرٌ.

”جو شخص تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتب (کے نازل ہونے) کو جھٹلائے یا ان کے ساتھ کفر کرے یا ان پر لعنت کرے یا انہیں برا بھلا کہے یا ان کا استخفاف کرے، تو وہ کافر ہے۔“

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفیٰ: 647/2)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْمُصْحَفِ أَوِ التَّوْرَاةِ أَوِ الْإِنْجِيلِ أَوِ الزُّبُورِ كَفَرَ.

”جس نے مصحف قرآنی یا تورات یا انجیل یا زبور کا استخفاف کیا، وہ کافر ہے۔“

(الإعلام بقَواطع الإسلام، ص 203)

سوال: مرتد سے تعلقات اور میل جول رکھنا کیسا ہے؟

جواب: مرتد کی سزا قتل ہے، اسے اللہ کی زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں، چونکہ مرتد کو قتل کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے، تو اگر ریاست اپنا فرض ادا نہ کرے، تو کسی عام مسلمان کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں، البتہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرتد سے قطع تعلقی کریں اور اس سے سوشل بائیکاٹ کر دیں، لین دین کے تمام تر معاملات ختم کر دیں۔ اگر کوئی مرتد سے میل جول رکھے گا، تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب قرار پائے گا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(المائدة : 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

سوال: اگر کسی نے غصہ کی حالت میں کلمہ کفر بول دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسے توبہ کرنی چاہیے، ورنہ وہ مرتد ہو جائے گا۔

سوال: قرآن کی تحقیر کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کی تحقیر کرنا کفر ہے، ایسا شخص توبہ نہ کرے، تو مرتد ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ أَوْ بِشَيْءٍ مِّنْهُ أَوْ بِالْمُصْحَفِ أَوْ أَلْقَاهُ فِي قَاذُورَةٍ ...... كَفَرَ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے قرآن کا استخفاف کیا یا قرآن کے کسی جزو کی تحقیر کی یا مصحفِ قرآنی کی اہانت کی یا اسے گندگی میں پھینکا......تو وہ کافر ہے۔“

(المَجموع شرح المهذّب : 170/2)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ (٧٥٦ھ) فرماتے ہیں:

يُحْكَمُ عَلٰى مَنْ ......أَلْقَى الْمُصْحَفَ فِي الْقَاذُورَاتِ بِالْكُفْرِ، وَإِنْ لَمْ يَجْحَدْ بِقَلْبِهِ لِقِيَامِ الْإِجْمَاعِ عَلٰى تَكْفِيرِ فَاعِلِ ذٰلِكَ .

”جو مصحف قرآنی کو گندگی میں پھینکے، اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا، اگرچہ وہ دل سے قرآن کا انکار نہ بھی کرتا ہو، کیونکہ ایسا کرنے والے کی تکفیر پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔“(فتاوى السّبكي : 585/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۲)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: ارتداد کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: ارتداد کی تین شرائط ہیں۔ان پر اجماع ہے۔

① مسلمان ہو۔یعنی اگر مسلمان کلمہ کفر ادا کرے یا ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے،تو ارتداد لازم آئے گا اور اگر کافر ایسا کرے،تو ارتداد کا حکم نہیں لگے گا۔

﴿وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾(البقرة : ٢١٧)

”تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائیں اور کفر کی حالت میں انہیں موت آ جائے،تو ان کے اعمال برباد ہیں۔“

یہاں خطاب مسلمانوں سے مرتد ہونے والے لوگوں کو ہے۔

② عاقل ہو۔یعنی اگر کلمہ کفر یا ضروریات دین کا انکار مجنون اور پاگل سے سرزد ہو،تو اس پر ارتداد کا حکم نہیں لگے گا،کیونکہ وہ مرفوع القلم ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے: ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔“

(مسند علي بن الجعد :741، وسندهٗ صحيحٌ)

③ جبر واکراہ نہ ہو۔ یعنی اگر کلمہ کفر یا ضروریات دین کا انکار کسی کے جبر میں آ کر کرے، تو ارتداد کا حکم نہیں لگے گا، کیونکہ جبر واکراہ کی حالت میں سرزد ہونے والا کوئی عمل شرعاً معتبر نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النَّحل : ١٠٦)

”جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے (اس پر اللہ کا غضب ہے)، سوائے اس شخص کے جسے مجبور کر دیا جائے، جبکہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔“

جس کے دل میں ایمان پختہ ہو، اس کو کفر پر مجبور کیا جائے تو وہ کافر نہیں ہوتا۔

سوال: ضروریات دین سے کیا مراد ہے؟

جواب: دین کا وہ مسئلہ، جسے عام وخاص جانتے ہوں اور اس کے دین ہونے پر اجماع واتفاق ہو، اسے ضروریات دین کہتے ہیں۔ اس کا انکار کفر وارتداد ہے، جیسے ختم نبوت، نماز، روزہ اور دیگر ارکان اسلام وغیرہ۔

سوال: کیا مرتد عورت کی سزا بھی قتل ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: ہر مرتد کی سزا قتل ہے، خواہ مرد ہو یا عورت۔ عمومی دلائل اور ائمہ کی تصریحات سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

سوال: زوجین میں سے کوئی کلمہ کفر کہہ دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کلمہ کفر کہنے کے فوراً بعد اگر تائب نہ ہو، تو ارتداد لازم آئے گا اور نکاح فسخ ہو جائے گا اور دونوں میں جدائی ہو جائے گی۔

سوال: شریعت کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت اسلامیہ کا منکر کافر ہے۔

سوال: جو شخص مسجد کی توہین کرے اور اس کو گالی دے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مساجد شعائر اللہ ہیں، جانتے بوجھتے اللہ کے گھروں کی توہین کرنا کفر اور ارتداد ہے، لہٰذا جو شخص مساجد کی اہمیت وفضیلت کو جانتے ہوئے بھی انہیں گالی دے، وہ کافر و مرتد ہے۔

سوال: جو شخص کہے کہ میں شریعت محمدیہ کے بجائے رواج کی بات مانتا ہوں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اگر کہنے والے کی مراد بھی یہی ہے، تو وہ کافر اور مرتد ہے، کیونکہ اس نے رواج کو شریعت کے مقابلہ میں زیادہ بہتر اور لائق اتباع سمجھا ہے۔

سوال: کیا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول برحق ہے؟ اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت نزول فرمائیں گے اور زمین میں عدل قائم کریں گے، اس پر قرآن کریم، متواتر احادیث، آثار سلف اور اجماع امت دلیل ہیں، یہ ضروریات دین میں سے ہے، علم ہونے کے بعد اس کا انکار کفر ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ امام، ابوالحسن، علی بن اسماعیل، اشعری رحمہ اللہ (324ھ) اہل سنت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يُصَدِّقُونَ بِخُرُوجِ الدَّجَّالِ، وَأَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ يَقْتُلُهُ.

''اہل سنت دجال کے خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے اسے قتل کرنے کی تصدیق کرتے ہیں۔''

(مَقالات الإسلاميّين واختلاف المُصَلّين :324/1)

❀ مزید لکھتے ہیں:

بِكُلِّ مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِهِمْ نَقُولُ، وَإِلَيْهِ نَذْهَبُ.

''اہل سنت کے جو اقوال ہم نے ذکر کیے ہیں، ہم بھی ان ہی کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے۔''

(مَقالات الإسلاميّين واختلاف المُصَلّين :324/1)

قرآن کریم میں یہ مضمون مختلف طریقوں سے بیان ہوا ہے اور اس کے لئے الگ الگ اسالیب اپنائے گئے ہیں، جن کو سیاق وسباق سے بھی سمجھا جا سکتا ہے اور سلف امت کی تفاسیر نے بھی ان کو کھول کر بیان کر دیا ہے، فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا

① ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ، وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾(الزُّخرف : ٦١-٦٢)

''(اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ) یقیناً عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں، اس کے وقوع میں شک نہ کرو، میرا اتباع کرو، یہی سیدھا راستہ ہے، کہیں شیطان تمہیں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستے سے نہ روک دے، یہ تمہارا واضح دشمن ہے۔''

❀ ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں:

خُرُوجُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

''اس سے مراد قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا خروج ہے۔''

(صحيح ابن حبان : 6878، مسند الإمام أحمد : 318/1، المستدرك للحاكم : 254/2، ح : 3003، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس کے راوی ابورزین اور ابو یحییٰ مصدع کو حافظ ابن حجر نے ثقہ قرار دیا ہے۔

(موافق الخُبر الخَبَر : 174/2)

❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾(الزخرف : 61)، قَالَ : هُوَ خُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

''وہ قیامت کی نشانی ہیں۔'' اس کی تفسیر قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 317/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 12740، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6817) نے صحیح، امام حاکم رحمہ اللہ (254/2) نے صحیح الاسناد اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

(لُباب النّقول ص 189)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَرَدَتْ بِذٰلِكَ الْأَحَادِيثُ الْمُتَوَاتِرَةُ .

”نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔“

(فتح القدير :616/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ . ”اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔“

(تفسير الطّبري : 632/20، وسندهٔ حسنٌ، هجر)

❁ امام قتادہ رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ .

”عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔“

(تفسير الطّبري : 633/20، وسندهٔ حسنٌ، هجر)

❁ اسماعیل بن ابی کریمہ سدی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

خُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

”یہاں سے مراد قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کا خروج (ظہور و نزول) ہے۔“

(تفسير الطّبري : 633/20، وسندهٔ حسنٌ، هجر)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ﴿وَإِنَّهُ﴾ کی ضمیر کے مرجع کے متعلق لکھتے ہیں:

بَلِ الصَّحِيحُ أَنَّهُ عَائِدٌ عَلٰى عِيسٰى، فَإِنَّ السِّيَاقَ فِي ذِكْرِهٖ، ثُمَّ الْمُرَادُ بِذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

”بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ یہ ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے، کیونکہ سیاق میں آپ ہی کا ذکر ہے، پھر اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے قبل نزول ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر ابن کثیر : 530/5)

اس مفہوم وتفسیر کی تائید احادیث صحیحہ سے بھی ہوئی ہے، مثلاً :

❁ سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے، ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے، آپ نے پوچھا: کیا مذاکرہ چل رہا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا: قیامت کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت تب تک قائم نہیں ہوگی، جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، نزول عیسیٰ، یاجوج ماجوج کا خروج، تین مقامات سے خسف (زمین کا نیچے دھنس جانا)، مشرق کا خسف، مغرب کا خسف، جزیرہ عرب کا خسف اور ان سب سے آخری نشانی یہ ہے کہ یمن سے آگ نکلے گی، جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانک لائے گی۔''(صحیح مسلم :2901)

یہ حدیث نص ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام زمین پر امام عادل اور قاضی منصف کی حیثیت نہ اتر جائیں، آپ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر اور بندر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیا جائے گا اور سجدہ صرف اللہ رب العالمین کو ہی ہوگا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 1342، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو لَا بَأْسَ بِهٖ کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري : 6/491)

ان دو احادیث سے آیت کا مطلب واضح ہو جاتا ہے، اس پر نبی اکرم ﷺ، ترجمانِ قرآن سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ اور سدی رحمہ اللہ کی تصریحات تو سونے پہ سہاگہ ہیں۔

② اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿بِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا، وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا، بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا، وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾.

(النساء : 156-159)

''یہ سزا ان کے کفر کے باعث اور مریم (علیہا السلام) پر بہت بڑے بہتان باندھنے کے باعث اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسی ابن مریم کو قتل کر دیا ہے، حالانکہ انہوں نے عیسی علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، نہ ہی وہ آپ کو سولی دے سکے ہیں، بلکہ ان کو شبہ ڈال دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے اس پھانسی کے واقعہ میں اختلاف کیا ہے، وہ لوگ شک میں مبتلا ہیں، ان کو کوئی علم نہیں، سوائے ظن کی پیروی کے، انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے، یقیناً یہود و نصاریٰ عیسیٰ کی وفات سے پہلے آپ پر ایمان لے آئیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔''

﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ میں ''ہ'' ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

❁ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لَوْ أَنَّ يَهُودِيًّا وَقَعَ مِنْ فَوْقِ هٰذَا الْبَيْتِ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِهٖ، يَعْنِي : بِعِيسٰى .

''اگر کوئی یہودی اس گھر کی چھت کے اوپر بھی ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے قبل فوت نہ ہوگا۔'' (تفسير الطّبري : 669/7، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَا يَمُوتُ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِعِيسٰى .

''یہودیوں میں سے اس وقت تک کوئی آدمی وفات نہیں پائے گا، جب تک کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئے۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 513/47، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام طبری رحمہ اللہ (310ھ) فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ : يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے، پھر دجال کو قتل کریں گے۔''

(تفسير الطّبري : 291/3)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ تمام الفاظ رسول اللہ ﷺ سے صحیح مسلم میں اور بعض بخاری میں ثابت ہیں، اس سلسلہ میں صحیح احادیث کثرت سے موجود ہیں، سلف صالحین بچوں کو دجال کی احادیث حفظ کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے، تاکہ یہ ان کے دلوں میں راسخ ہو جائیں اور آنے والی نسلوں تک پہنچتی رہیں۔“

(تهذيب الأسماء واللّغات: 185/1)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَحَادِيثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ أَخْبَرَ بِنُزُوْلِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِمَامًا عَادِلًا وَّحَكَمًا مُّقْسِطًا.

”رسول اللہ ﷺ سے متواتر احادیث مروی ہیں، جن میں آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ قیامت سے پہلے امامِ عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے آئیں گے۔

(تفسير ابن كثير: 530/5، 236/7)

نیز فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ أَحَادِيثُ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”رسول اللہ ﷺ سے یہ احادیث متواتر ہیں۔“

(تفسير ابنِ كثير: 423/2)

مشہور نحوی اور مفسر ابو حیان اندلسی رحمہ اللہ (745ھ) کہتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى مَا تَضَمَّنَهُ الْحَدِيثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ أَنَّ عِيسٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي السَّمَاءِ حَيٌّ وَأَنَّهُ يَنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ .

”متواتر حدیث کی رو سے امت کا اجماع ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔“

(البَحر المُحيط : 473/2)

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت دلالت کناں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آخری رسول ہیں، آپ کی شریعت اور امت بھی آخری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد وحی اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اب صرف قیامت ہی آئے گی، کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ اس اجماعی و اتفاقی عقیدہ کے برخلاف جو بھی کسی معنی میں نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے، وہ کافر اور مرتد ہے، ایسا شخص جھوٹا ہے، اس سے اپنے دعویٔ نبوت پر دلیل نہیں مانگی جائے گی، کیونکہ اس کا دعویٰ ہی اس کے جھوٹے ہونے کی واضح دلیل ہے، اس کے کافر اور مرتد ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ .

”آخری زمانہ میں چند دجال اور کذاب ہوں گے، جو ایسی ایسی احادیث لے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر آئیں گے، جو آپ نے سنی ہوں گی، نہ آپ کے آباء واجداد نے، خود کو ان سے بچا کر رکھیے گا، کہیں وہ آپ کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنے کا شکار نہ کر دیں۔''

(صحیح مسلم : 7)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (544ھ) لکھتے ہیں:

''اسی طرح جو شخص نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں یا اس کے بعد نبوت میں کسی کو شریک قرار دے، وہ کافر ہے۔ یہود کا عیسویہ فرقہ کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت خطۂ عرب کے ساتھ خاص ہے۔ فرقہ خرمیہ کہتا ہے کہ رسول متواتر آتے رہیں گے۔ روافض کی اکثریت کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کی رسالت میں شریک ہیں، اسی طرح ان کے نزدیک ان کا ہر امام نبوت وحجت میں نبی کریم ﷺ کے قائم مقام ہے۔ بزیغیہ اور بیانیہ فرقے بزیغ اور بیان نامی اشخاص کی نبوت کے قائل ہیں یہ سب لوگ کافر ہیں۔ اسی طرح وہ بھی کافر ہے جس نے خود نبوت کا دعوی کیا یا فلاسفہ اور غالی صوفیوں کی طرح دل کی صفائی سے نبوت کے اکتساب اور نبوت کے مرتبہ تک پہنچنے کو جائز سمجھا، وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے جو نبوت کا مدعی نہ ہو مگر خود پر وحی کے نزول کا دعوی کرتا ہو، یا کہتا ہو کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے، جنت میں داخل ہوتا ہے اور اس کے پھل کھاتا ہے اور حورعین سے معانقہ کرتا ہے، اس قسم کے نظریات رکھنے والے تمام لوگ کافر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں، حدیث میں کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ پوری انسانیت کی طرف مبعوث ہیں۔ یہ کلام اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوگا، اس پر امت کا اجماع ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گنجائش نہیں۔پس مذکورہ بالا فرقوں کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں۔اجماع اور قرآن وسنت کے دلائل سے یہ لوگ دائرہ اسلام سے یقیناً خارج ہیں۔“

(الشِّفا بتعريف حقوق المُصطفٰى : 2/285، 286)

سوال: کیا کفر کے بعد بھی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟

جواب: توبہ کا دروازہ آخری دم تک کھلا ہے۔

سوال: جو شخص مصحف قرآنی کو ازراہِ تمسخر پھینکے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مصحف قرآنی کو تمسخر اور توہین کے ارادے سے پھینکنا کفر ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے قرآن کا استخفاف کیا یا قرآن کے کسی جزو کی تحقیر کی یا مصحفِ قرآنی کی اہانت کی یا اسے گندگی میں پھینکا......تو وہ کافر ہے۔“

(المَجموع شرح المهذّب : 2/170)

سوال: جس نے یہ کہا کہ ”خدا اور قرآن سے فیض نہیں ہوتا۔“ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اگر یہ شخص توبہ نہ کرے، تو مرتد ہے۔

سوال: جس نے قرآن، حدیث اور فقہ کو شیطانی کتابیں کہا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اگر توبہ نہ کرے، تو ارتداد لازم آئے گا۔

سوال: مشرکین کے نابالغ بچوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: مشرکین کے نابالغ بچے فوت ہو جائیں، تو وہ کہاں ہوں گے، جنت میں یا جہنم میں؟ اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دس اقوال ذکر کیے ہیں۔

(فتح الباري : 3/246-247)

راجح، محقق اور کتاب وسنت سے مؤید قول کے مطابق وہ جنت میں ہوں گے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾(بني إسرائيل : ١٥)

''ہم (کسی قوم کو) تب تک عذاب نہیں دیتے، جب تک (ان میں) رسول مبعوث نہ کر دیں۔''

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَتَوَجَّهُ عَلَى الْمَوْلُودِ التَّكْلِيفُ وَيَلْزَمُهُ قَوْلُ الرَّسُولِ حَتَّى يَبْلُغَ وَهٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

''بچہ جب تک بالغ نہیں ہوتا، مکلّف نہیں بنتا اور نہ اس کے لیے قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

(شرح مسلم : 208/16)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾(التّكوير : ٩) ''کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا؟'' تفسیر میں فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ بَيِّنٌ عَلَى أَنَّ أَطْفَالَ الْمُشْرِكِينَ لَا يُعَذَّبُونَ، وَعَلَى أَنَّ التَّعْذِيبَ لَا يُسْتَحَقُّ إِلَّا بِذَنْبٍ .

''اس آیت میں واضح دلیل ہے کہ مشرکین کے نابالغ بچوں کو عذاب نہیں ہوگا، نیز دلیل ہے کہ عذاب گناہ کی وجہ سے ہی دیا جاتا ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 234/19)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ، أَوْ يُنَصِّرَانِهٖ، أَوْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُمَجِّسَانِهِ .

”پیدائش کے وقت ہر بچہ فطرت اسلام پر ہوتا ہے، پھر والدین اسے یہودی بنا دیں یا عیسائی یا مجوسی۔“

(صحيح البخاري : 1385، صحيح مسلم : 2658)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ الَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ الْمُحَقِّقُونَ أَنَّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ .

”راجح مؤقف یہ ہے، جو محققین نے اختیار کیا ہے کہ مشرکوں اور کافروں کے بچے جنت میں ہیں۔“

(شرح مسلم : 208/16)

سوال: اذان کو سانپ کی آواز سے تشبیہ دینے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان شعائر اللہ ہے اور شعائر اللہ کی توہین کفر ہے، لہٰذا اذان کو سانپ کی آواز سے تشبیہ دینے والا کفر وارتداد کا مرتکب ہے۔

سوال: ”مجھے اسلام کی ضرورت نہیں۔“ یہ کلمہ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ جملہ ہے، یہ کلمہ کہنے والا اگر توبہ نہ کرے، تو کافر و مرتد ہو جائے گا۔

سوال: ”مجھے خدا و رسول سے کچھ واسطہ نہیں۔“ کہنا موجبِ کفر ہے یا نہیں؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، جو تائب نہ ہو، وہ مرتد ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کو (نعوذ باللہ!) ”بڈھا“ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے توہین آمیز کلمہ ”بڈھا“ کہنا کفر ہے، اگر کوئی شخص تائب نہ ہو، تو اس پر ارتداد کا حکم لگے گا اور اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ اسلامی ریاست کا شرعی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وقانونی فریضہ ہے۔

سوال: ایک جاہل شخص نے کہا کہ ”جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے، تو ایمان بھی مر گیا۔“ کیا یہ کلمہ موجب کفر ہے؟

جواب: یہ جہالت پر مبنی کلمہ ہے، جب تک یہ کلمہ بولنے والے سے استفسار نہ کر لیا جائے، کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ بہر حال اس کے کلمات جہالت پر مبنی ہیں۔

سوال: ایک شخص نے کسی بے نمازی کو نماز کی دعوت دی، تو اس نے جواب دیا کہ ”جاؤ جاؤ، تم ہی بڑے نمازی ہو، تم ہی جنت کو جانا، ہم دوزخ ہی میں رہیں گے۔“ یہ جملہ بولنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلاشبہ یہ کلمہ کفر ہے، ایسا شخص اگر تائب نہیں ہوتا، تو مرتد ہے اور واجب القتل ہے، جو کہ ریاست کی ذمہ داری ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کو واضح گالی دینے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا احترام ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، آپ ﷺ کے متعلق توہین آمیز کلمات کہنا یا آپ کو گالی دینا کفر ہے، ایسا شخص اگر فوراً تائب نہ ہو، تو مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست اسلامیہ کا مذہبی فریضہ ہے، کسی عام مسلمان کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔

سوال: جنت اور جہنم کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جنت اور جہنم دونوں وجود میں آ چکی ہیں۔ جنت نیکو کاروں کے لیے اور جہنم گناہ گاروں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ یہ ہمیشہ باقی رہیں گی، کبھی فنا نہ ہوں گی۔ اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور کفار ہمیشہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جہنم میں رہیں گے۔اس پر قرآن، احادیث متواتر اور اجماع سلف دلیل ہیں۔

یہ ضروریات دین میں سے ہے، لہٰذا اس کا منکر کافر، ملحد اور مرتد ہے۔

سوال: تناسخ ارواح کا عقیدہ رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کفار کا نظریہ ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاتا ہے، تو اس نے اپنی زندگی میں جیسے اعمال کیے ہوتے ہیں، اس کی روح کو انہی اعمال کے مطابق اچھے یا برے جسم میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ دوبارہ زندہ ہو کر آتا ہے، اسی طرح بار بار وہ مرتا رہتا ہے اور دوبارہ زندہ ہوتا رہتا ہے۔ وہ پچھلے جنم میں جیسے اعمال کرتا ہے، بدلے میں اس کی روح کو اسی مطابق جسم میں ڈال دیا جاتا ہے۔اسے عقیدہ تناسخ ارواح کہتے ہیں۔ یہ کفریہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے ایک بار موت دے دیتا ہے، پھر اسے دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجتا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ﴾ (الزّمر : 42)

”اللہ موت کے وقت جانوں کو قبض کر لیتا ہے اور جن پر موت نہیں آئی، ان کو نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ پھر سوئے ہوؤں میں سے جس پر موت کا فیصلہ کر دے، اس کی جان کو روک لیتا ہے، اور جس پر موت کا فیصلہ نہیں کیا، اس کو ایک مقرر وقت کے بعد جسم میں لوٹا دیتا ہے۔ اس میں تفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔“

سوال: اپنے پیر کو خدا کہنے اور سمجھنے والے کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرح پکارنا اور اللہ تعالیٰ ہی سمجھنا کفر والحاد ہے، ایسا شخص تائب نہ ہو، تو بدترین مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جو عدالت اسلامیہ کا فریضہ ہے۔

سوال: دین اسلام کے متعلق بیہودہ اور فحش کلام کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہوش وحواس میں اور جانتے بوجھتے اسلام کے بارے میں بیہودہ اور فحش گفتگو کرنے والا صریح کفر کا مرتکب ہے اور استفسار کے باوجود توبہ نہ کرنے والا مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے؟

جواب: بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔

سوال: ''میں مسائل شرعیہ سے انحراف کرتا ہوں۔'' یہ جملہ بولنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ کلمہ ہے، ایسے شخص اگر توبہ نہ کرے اور بغیر تاویل کیے اس پر قائم رہے، تو اس پر کفر وارتداد کا حکم لگے گا۔

سوال: کسی نبی پر سب وشتم کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر نبی کی تعظیم ضروری ہے، جس نے کسی نبی پر سب وشتم کیا، وہ کافر ہے اور اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہے، جس کی سزا قتل ہے۔

❀ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْأَئِمَّةُ عَلٰی أَنْ مَنْ سَبَّ نَبِیًّا قُتِلَ .

''ائمہ کا اتفاق ہے کہ جس نے کسی نبی کو سب وشتم کیا، اس کی سزا قتل ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 123/35)

سوال: یہ کہنا کہ ''خدا مر گیا، اب نماز کس کی پڑھیں۔'' کلمہ کفر ہے یا نہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: یقیناً یہ کلمہ کفر ہے، ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے اور بغیر تاویل اس جملہ پر قائم رہے، تو وہ مرتد ہے۔

سوال: جو شخص کہے کہ "روزہ بھوکوں کے لیے ہے، جس کے گھر اناج نہ ہو، ہم روزہ نہیں رکھتے، کیونکہ ہمارے گھر بہت اناج ہے۔" کیا یہ کفر ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے، تو مرتد ہے، کیونکہ یہ خود کو روزہ کی فرضیت سے بے نیاز خیال کرتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ "شراب اور بھنگ کو کون حرام کہتا ہے، یہ تو پیغمبروں نے پی ہے۔" ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ جملہ ہے، ایسے شخص پر اس کے کلمات پیش کیے جائیں گے، اگر وہ ان پر قائم ہے، تو ارتداد لازم آئے گا، کیونکہ اس نے ایک تو انبیائے کرام پر جھوٹ بولا ہے اور دوسرا ان کی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔

سوال: "میرے جسم میں جب تک طاقت ہے، خدا اور رسول کو کچھ نہیں سمجھتا۔" کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ جملہ ہے، اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہو جائے گا۔

سوال: خدا کو (نعوذ باللہ) مرغ اور آدمی کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص کافر ہے۔

سوال: والدین اور اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلاشبہ والدین کی شان و عظمت بہت ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے، ان کی گستاخی گناہ کبیرہ اور جرم عظیم ہے، مگر اس سے کفر لازم نہیں آتا۔ البتہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی گستاخی موجبِ کفر ہے۔

سوال: معراج النبی ﷺ کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: جانتے بوجھتے بغیر تاویل کے معراج کا منکر کافر ہے، کیونکہ معراج کے حق ہونے پر قرآن وحدیث اور امت کا اجماع دلیل ہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ عَقْدِ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِجَ بِهٖ إِلَى السَّمٰوَاتِ الْعُلٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى.

''ائمہ سلف اور خلف کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک معراج کرائی گئی۔''(العُلو للعَلِي الغفّار، ص 102)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کو معراج والی رات آسمانوں سے اوپر لے جایا گیا، یہ آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہے۔ اس پر قرآن کریم اور متواتر احادیث دلیل ہیں۔ جس کے پاس سنت کا معمولی سا علم بھی ہو، وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اس کا انکار زندیق ہی کر سکتا ہے۔ منکرین معراج کی دلیل بس یہی ہے کہ (ایک ہی رات میں اتنا سفر کرنا) ممکن نہیں۔ حالاں کہ اس اعتراض سے دلائل کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس سے ضروریات دین کو جھٹلایا جا سکتا ہے۔ ورنہ تو دلائل سے ثابت کسی بھی واقعہ کو رد کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے وقوع پذیر ہونے کو ناممکن قرار دے دیا جائے، جبکہ یہ بات عقل اور نقل کے ہی خلاف ہے۔''

(إرشاد الثِّقات إلى اتِّفاق الشّرائع، ص 58)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کے کفر میں شبہ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان کے کفر میں شبہ کرنے والا گمراہ ہے اور جو شخص قادیانیوں کی کفریات کو جانتا ہو اور دینی نصوص سے بھی واقف ہو، مگر پھر بھی ان کے کفر میں شبہ کرے، اس کا ایمان خطرے میں ہے، اسے توبہ کرنی چاہیے، کیونکہ قادیانیت کے کفر و ارتداد پر اجماع ہو چکا ہے۔

سوال: جو شخص چیچک کو دیوی تصور کرے اور اس کے نام کا چڑھاوا چڑھائے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفر و الحاد ہے۔ مسلمان ایسا تصور نہیں کر سکتا۔

سوال: جو شخص کہے کہ قرآن اور وید میں کوئی فرق نہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن اور وید کو ایک جیسا کہنا کفر و الحاد ہے، ایسا مسلمان اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہو جائے گا۔

سوال: نماز کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز دین کی اساس ہے، یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے، اس کا انکار کفر و ارتداد ہے۔

سوال: ”میرا ایمان رہے یا جائے، ہم تعزیہ منائیں گے۔“ یہ کلمات کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: ایسے کلمات پر کفر کا خوف ہے، اگر وہ تائب نہ ہو اور بغیر تاویل اسی بات پر قائم رہے، تو وہ کافر ہو جائے گا۔

سوال: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے فضائل متواتر ہیں اور ان کے سچے اور پاکدامن ہونے پر امت کا اجماع ہے، اگر کوئی ان پر تہمت زنی کرے، تو وہ کافر و مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ عدالت اسلامیہ کا فریضہ ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(النّور : ٢٣)

”جو لوگ پاک دامن، بھولی بھالی مومن خواتین پر تہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں، نیز ان کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔“

❀ عالم اہل بیت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي عَائِشَةَ خَاصَّةً .

”یہ آیت خاص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی۔“

(تفسير ابن أبي حاتم : 2556/8، وسندہٗ صحيحٌ)

❀ عباسی علما کا اجماعی عقیدہ ہے:

مَنْ سَبَّ سَيِّدَتَنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَا حَظَّ لَهٗ فِي الْإِسْلَامِ .

”جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔“

(المُنْتَظَم في تاريخ المُلُوك والأمم لابن الجَوزي : 281/15، وسندہٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

۞ علامہ ابو اسحاق شیرازی رحمہ اللہ (۴۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی عُمُومِ آيَةِ الْقَذْفِ وَإِنْ كَانَتْ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَاصَّةً.

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تہمت والی آیت عام ہے، گو کہ خصوصی طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے۔“

(التّبصرة في أصول الفقه، ص 146)

۞ قاضی ابو یعلی حنبلی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ كَفَرَ بِلَا خِلَافٍ.

”جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہی تہمت لگائی، جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے، تو اس کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔“

(الصّارم المَسلول لابن تيمية، ص 566)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ حَكَى الْإِجْمَاعَ عَلٰى هٰذَا غَيْرُ وَاحِدٍ وَصَرَّحَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ بِهٰذَا الْحُكْمِ.

”اس پر کئی اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے اور بے شمار ائمہ نے اس حکم کی صراحت بھی کی ہے۔“

(الصَّارم المَسلول على شاتِم الرّسول، ص 566)

سوال: جمعہ کی نماز کو شر اور فساد کی نماز کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اسے بولنے والا مسلمان اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہو جائے گا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص نے کہا کہ میں کافر ہوں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر اس کا جملہ پیش کیا جائے گا اور اسے بتایا جائے گا کہ اس سے تم اسلام سے خارج ہو جاؤ گے، اس کے باوجود بھی اگر وہ اپنی بات پر قائم رہے، تو وہ کافر اور مرتد ہو جائے گا، کیونکہ وہ اپنے ارتداد کی خود گواہی دے رہا ہے۔

سوال: نماز کا استخفاف کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز شعائر اسلام میں سے ہے، اس کی توہین اور استخفاف کفر ہے۔

سوال: ایک مسلمان نے دیوی پر خنزیر کا چڑھاوا چڑھایا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ عمل ہے۔

سوال: اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا ایمان متواتر ثابت ہے، اس کا انکار کرنے والا اور انہیں کافر کہنے والا کافر اور مرتد ہے۔

سوال: ایک شخص نے (نعوذ باللہ!) کہا کہ ''معاشرے کے تمام گناہ اللہ کے سر ہیں۔'' تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اگر بغیر تاویل اس پر قائم رہے، تو ارتداد لازم آئے گا۔

سوال: جو کسی کو نماز پڑھنے کی وجہ سے کافر سمجھتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کو کفر سمجھنا اور نمازی کو کافر سمجھنا واضح کفر، الحاد اور ارتداد ہے، اس کے مرتد ہونے میں کچھ شبہ نہیں، کیونکہ اس نے اسلام کے ایک اہم رکن کا انکار کر دیا ہے، بلکہ اسے موجب کفر قرار دیا ہے، العیاذ باللہ!

سوال: خدائی کا دعویٰ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: خدائی کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔

سوال: ہندوؤں کے بت کے نام کا جانور ذبح کرنا کیسا ہے؟

جواب: کفر وشرک ہے۔

سوال: ایک شخص نے کہا ''مصیبت میں دنیا وعاقبت کچھ نہیں سوجھتا۔'' تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کلمہ انتہائی نامناسب ہے، البتہ اس سے کفر لازم نہیں آتا۔

سوال: ''میں عیسائی ہوں۔'' کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خود کو عیسائی بتانے والا کافر اور مرتد ہے۔

سوال: ایک شخص نے (العیاذ باللہ!) مسجد کے بارے میں کہا کہ ''مسجد کیا میری سسری ہے اور مسجد میں پیشاب کر دوں اور سور کاٹ کر ڈال دوں۔'' تو کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد کے بارے میں ایسے توہین آمیز کلمات باعث کفر وارتداد ہیں۔

سوال: ''قرآن پر پیشاب کر دوں گا۔'' کہنا موجب کفر ہے یا نہیں؟

جواب: یہ قرآن کی واضح توہین ہے، جو کہ کفر وارتداد ہے۔

سوال: کلام اللہ کی توہین کرنا کفر ہے یا نہیں؟

جواب: کلامِ باری تعالیٰ، اللہ کی صفت ہے اور صفات باری تعالیٰ کی توہین اللہ ہی کی توہین ہے، لہٰذا کلام الٰہی کی توہین کفر والحاد ہے۔

سوال: کیا مرتد عورت کی سزا قتل ہے؟

جواب: اگر کوئی مسلمان دینِ اسلام سے منحرف ہو جائے، تو اسے مرتد کہا جاتا ہے۔ اس کی سزا شریعتِ اسلامیہ میں یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

❁ عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ کا بیان ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مرتد لائے گئے،آپ نے انہیں آگ میں جلا دیا۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب اس بات کا علم ہوا،تو انہوں نے فرمایا: اگر میں ہوتا،تو انہیں آگ میں نہ جلاتا،کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم اللہ کا عذاب کسی کو نہ دو۔میں انہیں قتل کر دیتا،کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: جو شخص اپنا دین بدل لے،اسے قتل کر دو۔''

(صحيح البخاري : 6922)

بعض لوگ اس عمومی حکم سے بلا جواز عورت کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ مرد مرتد ہو جائے،تو اس کو قتل کیا جائے گا،لیکن عورت مرتد ہو،تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ اسے قید کر دیا جائے گا۔یہ مذہب مذکورہ بالا فرمانِ نبوی کے خلاف ہے۔

✿ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''لفظِ [مَنْ] مرد و عورت دونوں کے لیے مستعمل ہے۔اس عموم میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو خاص کر کے عورتوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفر مسلمان مردوں اور عورتوں کی طرف سے کیا جانے والا سب سے بڑا گناہ اور سب سے عظیم جرم ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بہت سے احکام اور کفر سے کم جرائم پر حدود مذکور ہیں،مثلاً زنا،چوری،شراب نوشی،قذف کی حد اور قصاص، یہ سب احکام و حدود جو کہ ارتداد سے کم درجہ کے ہیں،یہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے لازم ہیں (پھر ارتداد میں عورت مستثنیٰ کیسے ہو گئی؟)۔ پھر رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کا یہ حکم بھی عام ہے کہ جو بھی اپنا دین بدلے، اسے قتل کردو۔ اس صورت حال میں کسی کے لیے کیسے جائز ہے کہ وہ اس سب سے بڑے گناہ میں مردوں اور عورتوں کی سزا میں فرق کرے اور اس سے عورتوں کو مستثنیٰ کردے، جبکہ دیگر چھوٹے گناہوں میں اس پر سزا لازم کردے؟ یہ واضح غلطی ہے۔''

(شرح صحيح البخاري: 8/573-574)

❁ شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مرتد مرد کی طرح مرتد عورت کو بھی قتل کردیا جائے گا۔ البتہ احناف نے اس حدیث کو مرد کے ساتھ خاص کیا ہے اور عورتوں کو قتل کرنے سے ممانعت والی حدیث کو اپنی دلیل بنانے کی کوشش کی ہے، جبکہ جمہور فقہاءِ کرام نے اس ممانعت کو اس عورت پر محمول کیا ہے، جو اصلاً کافر ہو اور اس نے جنگ میں قتل وقتال میں حصہ نہ لیا ہو، کیونکہ اس حدیث کی بعض سندوں میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے ایک مقتولہ عورت کو دیکھا، تو فرمایا: یہ تو لڑائی نہیں کرسکتی تھی، (پھر اسے کیوں قتل کیا گیا؟)، اس کے بعد آپ ﷺ نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔''

(فتح الباري: 12/272)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ؛ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ؛ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”جو مسلمان توحید و رسالت کی گواہی دے، اس کا خون صرف تین صورتوں میں حلال ہوتا ہے؛ نفس کے بدلے نفس (قتل کے بدلے قتل)، شادی شدہ زانی اور دین سے نکل جانے والا اور مسلمانوں کی جماعت چھوڑ جانے والا۔“

(صحيح البخاري : 6878، صحيح مسلم : 1676)

❀ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

أَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهٖ، فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ .

”یا وہ مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے، تو اس کی سزا قتل ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 163/1، سنن النسائي : 4057، وسندهٗ حسنٌ)

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مرتد مرد ہو یا عورت، اس کی سزا قتل ہی ہے۔

اہل علم کی رائے:

❀ امام حماد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تُقْتَلُ . ”مرتد ہونے والی عورت کو قتل کر دیا جائے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 277/12، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ .

”مرتد ہونے والی عورت کو قتل کر دیا جائے۔“

(سنن الدارقطني : 113/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام اوزاعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 1458)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

علامہ سرخسی حنفی، امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال یوں ذکر کرتے ہیں:

''امام شافعی رحمہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے دلیل لی ہے کہ جو بھی اپنا دین بدلے، اسے قتل کر دو۔ یہ کلمہ عام ہے جو مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے، بالکل ایسے ہی جیسے یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾(البقرۃ 2 : 185)(جو بھی اس مہینے میں موجود ہو، وہ اس کے روزے رکھے)۔ مذکورہ فرمانِ نبوی سے یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ قتل کرنے کا سبب دین کی تبدیلی ہے، کیونکہ اس طرح کے الفاظ شارع کی زبان میں علت ہی کو بیان کرنے کے لیے آتے ہیں اور مرتد کے دین کی تبدیلی ثابت ہو چکی ہوتی ہے۔''(المبسوط: 10/108، 109)

علامہ سہیلی رحمہ اللہ (۵۸۱ھ) کہتے ہیں:

''رہی بنو قریظہ کی مقتولہ والی حدیث، تو اس میں ان لوگوں کے لیے دلیل ہے، جو مرتد عورت کے قتل کے قائل ہیں۔ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمومی فرمان کو دلیل بناتے ہیں کہ جو بھی اپنا دین بدلے، اسے قتل کر دو۔ اس حدیث میں ایک اور تائید ہے، وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کے حکم کو دین کی تبدیلی اور ارتداد کی علت سے معلق فرمایا ہے۔ اہل عراق، جو یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا، لہٰذا مرتد عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا، ان کے پاس اپنے موقف کی کوئی دلیل نہیں۔''(الروض الأنف: 2/236، 237)

دلائل احناف:

احناف مرتد عورت کو سزائے ارتداد ''قتل'' سے مستثنیٰ قرار دینے کے لیے جو دلائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش کرتے ہیں، ان کا حال ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُقْتَلُ الْمَرْأَةُ إِذَا ارْتَدَّتْ .

''عورت مرتد ہو جائے، تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔''

(سنن الدارقطني : 3/117)

جھوٹی روایت ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيسٰى هٰذَا كَذَّابٌ، يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلٰى عَفَّانَ وَغَيْرِهٖ، وَهٰذَا لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''عبداللہ بن عیسیٰ سخت جھوٹا آدمی ہے، یہ عفان وغیرہ کی طرف منسوب کر کے خود ساختہ روایات بیان کرتا ہے۔ یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔''

❁ (ا) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف یہ قول منسوب ہے:

تُجْبَرُ، وَلَا تُقْتَلُ .

''اسے توبہ کرنے پر مجبور کیا جائے، قتل نہ کیا جائے۔''

(سنن الدارقطني : 3/118)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① ابو یوسف، محمد بن بکر، عطار کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُدْرٰى مَنْ ذَا .

''معلوم نہیں یہ کون ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ميزان الاعتدال : 3/492)

② امام عبدالرزاق اور امام سفیان ثوری ''مدلس'' ہیں اور انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ نعمان بن ثابت کوفی باتفاقِ محدثین روایتِ حدیث میں ''ضعیف'' ہیں۔

(ب) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ بھی منسوب ہیں:

تُحْبَسُ، وَلَا تُقْتَلُ .

''اسے قید کیا جائے، قتل نہ کیا جائے۔''

(سنن الدارقطني : 3/117)

سند میں ابو مالک نخعی (عبدالملک بن حسین) ''متروک'' ہے۔

(تقريب التهذيب لابن حجر : 8337)

(ج) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

لَا يُقْتَلْنَ النِّسَاءُ إِذَا هُنَّ ارْتَدَدْنَ عَنِ الْإِسْلَامِ .

''عورتیں جب اسلام سے مرتد ہو جائیں، تو انہیں قتل نہ کیا جائے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 10/139، سنن الدارقطني : 3/201، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 8/203)

سند سفیان ثوری رحمہ اللہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(دیکھیں: مصنّف عبد الرزّاق :18731)

✿ ابو عاصم ضحاک بن مخلد کہتے ہیں:

نَرٰى أَنَّ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ إِنَّمَا دَلَّسَهُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ .

''ہمارے خیال میں سفیان ثوری نے اس حدیث کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا واسطہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

حذف کر کے بیان کیا ہے۔“

(سنن الدارقطني : 201/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ سُفْيَانَ عَنْ حَدِيثِ عَاصِمٍ فِي الْمُرْتَدَّةِ، فَقَالَ : أَمَّا مِنْ ثِقَةٍ؛ فَلَا .

”میں نے امام سفیان سے عاصم کی مرتد عورت والی حدیث کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: یہ کسی ثقہ راوی سے مروی نہیں۔“

(السنن الكبرٰى للبيهقي : 203/8، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اس روایت میں ”تدلیس“ کی ہے۔

❁ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بعض لوگوں نے مرتد عورت کی سزا کے بارے میں ہماری مخالفت کی ہے۔ ان کی دلیل وہ کچھ ہے، جو عاصم نے ابورزین کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مرتد عورت کو قید کیا جائے، قتل نہ کیا جائے۔ میرے ساتھ اس مذہب کے ماننے والے ایک شخص نے بات کی اور اس وقت ہمارے پاس محدثین کی ایک جماعت موجود تھی۔ ہم نے ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا، تو میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی اسے غلط کہنے سے خاموش رہا ہو۔ جس راوی نے یہ حدیث بیان کی ہے، اس کی حدیث کو محدثین کرام صحیح قرار نہیں دیتے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الأمّ: 167/6، 168، السنن الكبرٰى للبيهقي: 204/8)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِنَّ امْرَأَةً ارْتَدَّتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَقْتُلْهَا .

”ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مرتد ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل نہیں کیا۔“(الكامل لابن عدي: 383/2، 346/6)

سند سخت ”ضعیف“ ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اسے ”منکر“ قرار دیا ہے۔

(الكامل: 346/6)

حفص بن سلیمان، ابو عمر قاری ”متروک الحدیث“ ہے۔

(تقريب التهذيب لابن حجر: 1405)

❁ امام حسن بصری تابعی رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا تَقْتُلُوا النِّسَاءَ إِذَا هُنَّ ارْتَدَدْنَ عَنِ الْإِسْلَامِ، وَلَكِنْ يُدْعَيْنَ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ هُنَّ أَبَيْنَ سُبِينَ، فَيُجْعَلْنَ إِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَا يُقْتَلْنَ .

”عورتیں جب اسلام سے مرتد ہو جائیں، تو انہیں قتل نہ کیا جائے، بلکہ انہیں اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ انکار کریں، تو انہیں قید کر کے مسلمانوں کی لونڈیاں بنا دیا جائے، لیکن قتل نہ کیا جائے۔“(مصنّف ابن أبي شيبة: 140/10)

سند ”ضعیف“ ہے، اشعث بن سوار جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الحاصل:

صحیح احادیث نبویہ کے عموم اور اہل علم کی آراء کا یہی تقاضا ہے کہ مرتد مرد ہو یا عورت، اسے قتل ہی کیا جائے۔اس حوالے سے مرد و عورت کا کوئی فرق قطعاً ثابت نہیں۔

سوال: جو شخص کہے کہ ''میرا مذہب اسلام نہیں ہے۔'' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ کلمہ ہے، جو بغیر تاویل کیے اس پر قائم رہے، وہ مرتد ہے اور اسلام سے خارج ہے۔

سوال: غیر اللہ کو عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: شرک و کفر ہے۔

سوال: احادیث نبویہ کی توہین کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: احادیث نبویہ کی توہین کفر ہے، کیونکہ احادیث بھی وحی اور دین ہیں۔

سوال: اگر کوئی سیدزادہ کہے کہ ''مجھے نماز روزہ کی ضرورت نہیں۔'' تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، کیونکہ ایمان کی دلیل ہے۔ایسا شخص اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہے اور واجب القتل ہے، جس کا نفاذ ریاست اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔

سوال: نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں فحش کلمات کہنے والے کی کیا سزا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے، البتہ یہ سزا لاگو کرنے کا اختیار صرف ریاست اسلامیہ کو حاصل ہے، ہر عام مسلمان کو اختیار نہیں۔

❀ سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے بارے میں سخت بات کر دی، تو اس شخص نے بھی جواب میں ایسا ہی کہہ دیا، تو میں (ابو برزہ رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: (اے ابو بکر!) کیا میں اس کی گردن نہ اتار دوں؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے روک دیا اور فرمایا:

إِنَّهَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ایسا کسی کے حق میں جائز نہیں۔“

(سنن النّسائي : 4076، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی، تو انہوں نے اسے قتل کر دیا، تو نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا، تو فرمایا:

أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ .

”گواہ رہیں کہ اس کا خون رائیگاں ہے۔“

(سنن أبي داود : 4361، سنن النّسائي : 4070، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام عمر بن عبدالعزیز اُموی رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنَّهٗ لَا يُقْتَلُ أَحَدٌ بِسَبِّ أَحَدٍ إِلَّا مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”نبی کریم ﷺ واحد ہستی ہیں کہ اگر کوئی آپ ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے، تو اسے قتل کر دیا جائے۔“

(طَبَقات ابن سعد : 369/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ احمد بن حسین بن سہل ابوبکر فارسی رحمہ اللہ (۳۰۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا هُوَ قَذْفٌ صَرِيحٌ كَفَرَ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''بلا شبہ جو نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہتے ہوئے آپ پر صریح تہمت لگائے، وہ شخص اہل علم کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔''

(فتح الباري لابن حجر : 281/12)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَهُ الْقَتْلَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کو برا کہے، اس کی سزا قتل ہے۔''

(الإجماع : 720، الإقناع : 584/2، الإشراف : 60/8)

سوال: ''کہاں کی حدیث و قرآن۔'' کیا یہ جملہ کفریہ ہے؟

جواب: یہ جملہ کفریہ ہے۔

سوال: اپنے آپ کو خدا، قیامت، جنت اور جہنم کا منکر کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا شخص کافر، مرتد اور ملحد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ اسلامی ریاست کا فریضہ ہے۔

سوال: ایک شخص نے نشہ کی حالت میں کہا کہ ''پیغمبر زادہ بھی آ جائے، تب بھی یہ کام نہ کروں گا۔'' کیا یہ کلمہ کفر ہے یا نہیں؟

جواب: یہ کلمہ کفر نہیں ہے۔

سوال: جو شخص اپنی اولاد کو کافر کہے، اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: شرعی حجت کے بغیر کسی کی تکفیر جائز نہیں، مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

سوال: ''میں خدا کو نہیں مانتا۔'' کلمہ کفر ہے یا نہیں؟

جواب: یقیناً ایسا شخص کافر، مرتد، ملحد اور زندیق ہے۔ اس کی سزا قتل ہے، جس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفاذ اسلامی ریاست کی شرعی وقانونی ذمہ داری ہے۔

سوال: ''مجھے خدا کی ضرورت نہیں۔'' کلمہ ارتداد ہے یا نہیں؟

جواب: یہ کلمہ ارتداد ہے۔

سوال: کلام اللہ کو کلام انسانی کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص کافر ومرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ عدالت کا کام ہے۔

سوال: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا متواتر ہے، آپ کے مؤمن اور صحابی ہونے پر امت کا اجماع ہے، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اول ہونے پر بھی اتفاق ہے، جو جانتے بوجھتے اس کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (م:۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ، هٰذَا قَوْلُنَا وَهٰذَا مَذْهَبُنَا .

''اس امت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں، یہی ہمارا مسلک اور یہی ہمارا مذہب ہے۔''

(تاريخ يحيى بن معين : 1620)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتَخْلَفُوا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اتفاق سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 80/3، وسندہٗ حسنٌ)

❀ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ الْخَلِيفَةُ وَاحِدًا فَاسْتَخْلَفُوا أَبَا بَكْرٍ .

''مسلمانوں نے اتفاق کیا کہ خلیفہ ایک ہی ہونا چاہیے، تو انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنالیا۔''

(الإعتقاد : 522، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: کیا کوئی شخص ارتداد کے بعد دوبارہ اسلام میں داخل ہوسکتا ہے؟

جواب: اگر مرتد پکی توبہ کرلے اور اسلام قبول کرنا چاہے، تو وہ کرسکتا ہے، اسلام میں تنگی نہیں، اللہ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔

سوال: ''میرا ایمان میری جوتی کے نیچے ہے۔'' کلمہ کفر ہے یا نہیں؟

جواب: یہ ایمان باللہ کا استخفاف ہے، یہ کفریہ حرکت ہے۔

سوال: ایک شخص نے اعلانیہ بدھ مت مذہب کو اختیار کرلیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ مرتد ہوگیا، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ عدالت شرعیہ کا کام ہے۔

سوال: اگر تماشہ کرنے والا کہے کہ ''میں خدا ہوں۔'' تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، استفسار کے باوجود اگر وہ اس کلمہ پر قائم ہے، تو وہ مرتد اور زندیق ہے، اس کی سزا قتل ہے، جو اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

سوال: جو شخص کہے کہ میں شریعت کے حکم کو نہیں مانتا، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: شرعی احکام کا انکار کفر ہے۔ ایسا شخص اگر تائب نہ ہو اور بغیر تاویل کیے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بات پر قائم رہے، تو اس کا سزا قتل ہے، جس کا نفاذ عدالت کا کام ہے۔

سوال: جو شخص اپنے آپ کو خدا اور رسول کہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص ہوش وحواس میں ایسی بات کرے، وہ مرتد، ملحد اور زندیق ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ عدالت کا فریضہ ہے۔

سوال: سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرنے والے اور ان پر سب وشتم کو جائز سمجھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل سنت کا اتفاق ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی خلافت برحق ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ جو شخص ان کی خلافت کا منکر ہو، اس سے توبہ کرائی جائے، توبہ کر لے، تو درست، ورنہ مرتد کافر ہو جائے گا، ایسے شخص کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ شریعت کا وظیفہ ہے، ہر شخص کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔

سوال: جو کہے کہ مجھے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا فیصلہ منظور نہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے۔

سوال: جو مسلمان آدمی عیسائیوں اور یہودیوں کو حق پر سمجھے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص بھی کافر ہے، کیونکہ عیسائیوں اور یہودیوں کا کافر ہونا متواتر دلائل سے ثابت ہے۔

سوال: ایک شخص نماز کا استخفاف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے نمازی کی قبر میں نہیں جانا، یہ کلمہ کفر ہے؟

جواب: نماز دین کا ستون اور اساس ہے، اس کا استخفاف کفر ہے۔

سوال: اسلام کو گالی دینے والے کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اسلام کو گالی دینا کفریہ حرکت ہے، ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے، تو مرتد ہے۔

سوال: ''ہم اللہ کے بھتیجے ہیں۔'' کلمہ کفر ہے؟

جواب: کلمہ کفر ہے، البتہ اگر جہالت کی بنا پر کہا ہے، تو ارتداد لازم نہ آئے گا۔

سوال: ''ہمارا خدا انگریز ہے۔'' کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اس کا قائل توبہ نہ کرے، تو مرتد ہے۔

سوال: حالت جنابت میں نماز پڑھ لی، تو کیا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا؟

جواب: حالت جنابت میں نماز پڑھنے والے اسلام سے خارج نہ ہو گا، البتہ جان بوجھ کر ایسا کرنے والا سخت گناہ گار ہو گا، کیونکہ اس نے حکمِ شرعی کی خلاف ورزی کی ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ (المائدة : ٦)

''اہل ایمان! نماز کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے چہرہ دھولیں اور کہنیوں سمیت ہاتھ دھولیں، سر کا مسح کریں اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھولیں، جنبی ہوں، تو غسل کر لیں۔''

سوال: مسلمان عورت کہے کہ میں کافرہ تجھ مؤمن سے اچھی ہوں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اگر تائب نہ ہو، تو وہ مرتد ہو جائے گی۔

سوال: ''تیرے اسلام کی ماں کو ایسا کروں۔'' کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ اسلام کی توہین ہے، جو کہ کفر ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: بت کی پوجا کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بت کی پوجا واضح شرک ہے۔اس کے غیر مسلم ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔

❁ ایک آدمی نے ابو مجلز رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ شرک کیا ہے؟ فرمایا:

أَنْ تَتَّخِذَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا .

''یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شریک بنا لے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ۲۷۶/۱، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ قتادہ رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ : ﴿وَجَعَلُوا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا﴾ (الزُّخرُف : ۱۵) ''ان (مشرکین) نے اللہ کے لیے اس کے بندوں میں سے شریک بنا لیے تھے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جزو سے مراد ہم سر اور شریک ہے۔

(تفسير عبد الرّزّاق : ۱۹۵/۳، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام طبری رحمہ اللہ آیت کریمہ : ﴿ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ﴾ (الأنعام : ۱) ''کافر اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یعنی وہ اس کی عبادت میں اوروں کو شریک بناتے ہیں، وہ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے باطل معبودوں، بتوں اور آستانوں کی پوجا کرتے ہیں، حالانکہ ان میں سے کوئی بھی کسی چیز کو پیدا کرنے میں اللہ کا شریک نہیں تھا، نہ ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نعمتیں عطا کرنے میں کوئی اس کا حصہ دار تھا، بلکہ اس تمام کام میں وہ اکیلا تھا، لیکن وہ پھر بھی غیر کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں، سبحان اللہ یہ کیسی فصیح دلیل اور بلیغ نصیحت ہے، لیکن اس کے لیے جو عقل سلیم اور فہم صحیح کے ساتھ اس میں غور وفکر کرے۔'' (تفسير الطّبري : ٥/١٤٤)

شرک باطل و بے دلیل عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر مشرکین سے ان کے شرک پر دلیل و برہان کا مطالبہ کیا ہے، لیکن وہ اپنے شرک کو حق قرار دینے کے لیے ایک دلیل بھی لانے سے قاصر رہے، اس کے برعکس اس کے بطلان پر بے شمار قطعی دلائل موجود ہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ﴾ (الأنبياء : ٢٤)

''کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ معبود بنا لیے ہیں، ان سے کہہ دیجئے کہ دلیل لاؤ، توحید الٰہی میری اور مجھ سے پہلے (انبیاء کی کتب) کا درس ہے، لیکن ان میں اکثر حق کو نہیں پہچانتے، اس لیے حق سے اعراض کرتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (النّمل : ٦٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”کون ہے، جو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ (مارنے کے بعد) لوٹاتا ہے اور کون آسمان وزمین سے تمہیں رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی الہ ہے؟ ان سے کہہ دیجیے کہ اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو۔“

ثابت ہوا کہ مشرکین کے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں۔

سوال: ”نماز نہ پڑھوں گا، کافر ہی رہوں گا۔“ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ کلمہ ہے، ایسا شخص اگر اپنی بات سے تائب نہ ہو، تو مرتد کافر ہے، کیونکہ اس نے اسلام کے بنیادی رکن کی تکذیب کی ہے اور اس کا استخفاف کیا ہے۔

سوال: مسجد کو زنا خانہ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سوال میں یہ وضاحت نہیں کہ وہ مسجد کو زنا خانہ کیوں کہہ رہا ہے؟ اگر وہ توہین اور استخفاف کرتے ہوئے ایسا کہہ رہا ہے، تو یہ کفر ہے اور اگر کچھ لوگوں کی بداعمالیوں اور برے کردار کی وجہ سے کہہ رہا ہے، تو بھی ایسا کہنا معصیت اور گناہ ہے، کیونکہ مساجد شعائر اللہ ہیں، ان کے بارے میں احتیاط سے بات کرنی چاہیے۔

سوال: ایک شخص کو کسی برے کام سے منع کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ شریعت کے خلاف ہے، تو اس نے جواباً کہا: ”یہ شرع کس سسرے نے بنائی ہے؟“ کیا یہ کلمہ کفر ہے؟

جواب: یقیناً یہ کلمہ کفر ہے، ایسا شخص تائب نہ ہو، تو مرتد قرار پائے گا۔

سوال: ایک شخص نے کلمہ کفر ادا کر دیا، بعد میں اپنے جملے کی تاویل کی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نے کلمہ کفر ادا کیا اور اپنے جملے کی ایسی تاویل کی کہ جس سے کفر لازم نہیں آتا، تو ایسے شخص کو کافر نہیں کہا جا سکتا، بلکہ کفر وارتداد کا حکم اس وقت تک نہیں لگایا جا سکتا، جب تک اس سے استفسار نہ کر لیا جائے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: رمضان میں اعلانیہ کھانے والے اور جھوٹ بولنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص اعلانیہ فاسق وفاجر ہے، اسے تعزیراً روکا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ .

''اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے سوا میری تمام امت کو معاف کر دیا جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 6069، صحيح مسلم : 2990)

سوال: اُمورِ دین کی توہین کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اُمورِ دین کی توہین کفر وارتداد ہے۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، استفسار کے باوجود اگر وہ تائب نہ ہو، تو ارتداد لازم آئے گا۔

سوال: شریعت سے استہزاء کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت سے استہزاء کفریہ حرکت ہے۔

سوال: دوسروں کی نقلیں اُتار کر لوگوں کو ہنسانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص فاسق ہے اور اگر جھوٹ بول کر ہنسائے، تو اعلانیہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، اسے توبہ کرنی چاہیے۔

سوال: زید ہر کام بسم اللہ پڑھ کر شروع کرتا ہے، ایک دن بکر نے اس پر خوب طعن وتشنیع کی اور کہا کہ ہر کام پر اللہ کو پکارنے کی کیا ضرورت ہے، ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: طعن وتشنیع کا یہ انداز انتہائی نامناسب ہے، اس پر کفر کا خوف ہے، اگر بکر اس پر توبہ نہیں کرتا اور دوبارہ ایسا کرتا ہے، تو اس کے کافر ہونے کا خطرہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: تقدیر میں شک کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: تقدیر میں شک کرنا کبیرہ گناہ اور حرام ہے، ایسا شخص بدعتی ہے۔

❁ میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ : سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ .

''تین کام چھوڑ دیجئے، اصحاب محمد ﷺ کو برا بھلا کہنا، ستاروں میں غور وفکر اور تقدیر میں غور وخوض۔''

(فضائل الصّحابة لأحمد بن حنبل : 19، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: عذاب قبر کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: عذاب قبر کا مطلقاً منکر کافر ہے، کیونکہ اس کے اثبات پر قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع امت دلالت کناں ہے۔

❁ علامہ ابو یعلی رحمہ اللہ (۵۲۱ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ الْإِيمَانُ بِعَذَابِ الْقَبْرِ، وَبِمُنْكَرٍ وَّنَكِيرٍ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَإِنَّ لَهٗ مَعِيشَةً ضَنْكاً﴾(طٰهٰ : ١٢٤) قَالَ أَصْحَابُ التَّفْسِيرِ عَذَابُ الْقَبْرِ.....مَنْ أَنْكَرَ ذٰلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ .

''پھر عذاب قبر اور منکر نکیر پر ایمان بھی واجب ہے، اللہ فرماتے ہیں: ﴿فَإِنَّ لَهٗ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾ ''اس کی قبر تنگ کر دی جائے گی۔' مفسرین کہتے ہیں: اس سے مراد عذابِ قبر ہے۔...... جو اس کا انکار کرتا ہے، وہ کافر ہے۔''

(الاعتقاد، ص 32)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

دَلِيلٌ عَلٰى إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ؛ وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَهُوَ مِمَّا يَجِبُ اعْتِقَادُ حَقِيقَتِهِ، وَهُوَ مِمَّا نَقَلَتْهُ الْأُمَّةُ مُتَوَاتِرًا؛ فَمَنْ أَنْكَرَ عَذَابَ الْقَبْرِ، أَوْ نَعِيمَهُ، فَهُوَ كَافِرٌ؛ لِأَنَّهُ كَذَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَرَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فِي خَبَرِهِمَا .

''یہ عذاب قبر کے اثبات پر دلیل ہے۔ یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ اس پر اعتقاد واجب ہے۔ اسے امت نے تواتر کے ساتھ بیان کیا ہے، جس نے عذاب قبر کا انکار کیا، وہ کافر ہے کیوں کہ اس نے اللہ اور رسول کو جھٹلا دیا ہے۔''

(العُدّة في شرح العُمدة في أحاديث الأحكام: 139/1)

❁ علامہ عبدالروف مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں:

عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَهُوَ مَا نُقِلَ مُتَوَاتِرًا فَيَجِبُ اعْتِقَادُهُ وَيُكَفَّرُ مُنْكِرُهُ .

''اہل سنت کے نزدیک عذاب قبر حق ہے۔ اس کے متعلق روایات متواتر ہیں۔ اس پر اعتقاد واجب اور اس کا منکر کافر ہے۔''

(فيض القدير: 80/2)

❁ فقہ حنفی کی معتبر کتاب، جسے پانچ سو حنفی علماء نے مرتب کیا ہے، میں ہے:

كُفِّرَ بِإِنْكَارِ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ بَعْدَ دُخُولِ الْجَنَّةِ وَبِإِنْكَارِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَبِإِنْكَارِ حَشْرِ بَنِي آدَمَ لَا غَيْرِهِمْ وَلَا بِقَوْلِهِ أَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُثَابَ وَالْمُعَاقَبَ الرُّوحُ فَقَطْ كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .

”جنت میں رویت الٰہی، عذاب قبر اور حشر کا منکر کافر ہے، لیکن جو کہتا ہے کہ عذاب ثواب صرف روح کو ہوگا وہ کافر نہیں۔ بحر الرائق میں اسی طرح لکھا ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری:274/2)

❁ امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ لَّا يُنْكِرُهُ إِلَّا ضَالٌّ أَوْ مُضِلٌّ .

”عذاب قبر حق ہے۔ اس کا انکار کوئی گمراہ اور گمراہ گر ہی کر سکتا ہے۔“

(الرّوح لابن القيم الجوزية، ص 57، طبقات الحنابلة :62/1)

❁ نیز امام احمد رحمہ اللہ سے عذاب قبر اور منکر و نکیر کے بارے سوال ہوا، تو فرمایا:

نُؤْمِنُ بِهٰذَا كُلِّهِ، وَمَنْ أَنْكَرَ وَاحِدَةً مِّنْ هٰذِهِ، فَهُوَ جَهْمِيٌّ .

”ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں، جس نے اس میں سے کسی چیز کا بھی انکار کیا، وہ جہمی ہے۔“

(مسائل ابن هانئ : 1879)

❁ امام ابوزرعہ رازی (۲۶۴ھ) اور امام ابوحاتم رازی رحمہما اللہ (۲۷۷ھ) سے اہل سنت کے مذہب کی بابت پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

أَدْرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ، حِجَازًا، وَّعِرَاقًا، وَّمِصْرًا، وَّشَامًا، وَّيَمَنًا، وَكَانَ مِنْ مَذْهَبِهِمْ ...... عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ وَّمُنْكَرٌ وَّنَكِيرٌ حَقٌّ .

”ہم نے حجاز و عراق، مصر و شام اور یمن تمام علاقوں کے علماء کو دیکھا ہے، سب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کا عقیدہ تھا کہ......عذاب قبر حق ہے اور منکر نکیر حق ہیں۔‘‘

(أصول السّنّة واعتقاد الدِّين، ص 3)

❁ امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ (۲۸۷ھ) لکھتے ہیں:

فِي الْمُسَائَلَةِ أَخْبَارٌ ثَابِتَةٌ، وَالْأَخْبَارُ الَّتِي فِي الْمُسَائَلَةِ فِي الْقَبْرِ مُنْكَرٌ وَّنَكِيرٌ أَخْبَارٌ ثَابِتَةٌ تُوجِبُ الْعِلْمَ.

’’قبر میں منکر نکیر کے سوال و جواب کے متعلق صحیح احادیث موجود ہیں۔ یہ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔‘‘

(السّنّة: 395/2)

❁ ابوعثمان حداد رحمہ اللہ (۳۰۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا أَنْكَرَ عَذَابَ الْقَبْرِ بِشْرٌ الْمَرِّيسِيُّ وَالْأَصَمُّ وَضِرَارٌ.

’’عذاب قبر کا انکار بشر مریسی، اصم اور ضرار نے کیا ہے۔‘‘

(شرح صحيح البخاري لابن بَطّال: 154/10)

سوال: بزرگوں کی گستاخی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بزرگوں کی گستاخی کرنے والا فاسق وفاجر ہے۔

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد اور فیض نبوت سمجھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو مرزا قادیانی کو مجدد اور فیض نبوت سمجھے، وہ بھی کافر ہے۔

سوال: ایک شخص نے جھگڑے کے دوران کہا ’’تم انبیاء کو سر پر اٹھائے پھرو۔‘‘ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اس میں انبیائے کرام کی توہین کا پہلو ہے۔ ایسا شخص اگر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تائب نہ ہو، تو اس پر ارتداد کا خوف ہے۔

سوال: نکاح کو ناجائز عمل قرار دینے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نکاح نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، اس کا منکر یا اسے برا کہنے والا کافر ہے، کیونکہ نکاح کی اباحت اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کی ہے اور انبیائے کرام نے نکاح فرمائے ہیں، جو انبیا کے عمل کو برائی قرار دے، وہ توہین انبیا کا بھی مرتکب ہے، لہٰذا ایسا شخص اگر تائب نہ ہو، تو مرتد اور واجب القتل ہے، جس کا نفاذ اسلامی ریاست کا فریضہ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.

”جوانی کے دنوں میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ہمیں آپ ﷺ نے فرمایا: نوجوانو! جو اسباب نکاح کی طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، اس سے نظر اور عزت محفوظ رہے گی اور جس کے پاس وسائل نہ ہوں، وہ (نفلی) روزے رکھے، اس سے شہوت ختم ہو جائے گی۔“

(صحيح البخاري: 5066، صحيح مسلم: 1400)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چند صحابہ ازواج مطہرات کے پاس آئے اور نبی کریم ﷺ کے احوال معلوم کیے، تو انہوں نے اپنے تئیں یہ خیال کیا کہ ہماری عبادت تو قلیل ہے، ان میں سے ایک کہنے لگا: میں ساری رات قیام کروں گا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسرا کہنے لگا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا: میں شادی نہیں کروں گا، ان کی یہ باتیں نبی کریم ﷺ تک پہنچیں، تو فرمایا:

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .

''جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

(صحيح البخاري : 5063، صحيح مسلم :1401)

سوال: ایک شخص سے کہا گیا کہ تم خدا اور رسول کی مخالفت مت کرو، تو اس نے کہا: ''میں خدا اور رسول نہیں جانتا۔'' تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا استخفاف کیا ہے، ایسا شخص تائب نہ ہو، تو مرتد ہو جائے گا۔

سوال: احکام شریعت کے خلاف نازیبا کلمات کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ عمل ہے، توبہ نہ کرے، تو ارتداد لازم آئے گا۔

سوال: ''فلاں شخص تمہارا خدا ہے۔'' کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے۔

سوال: ''پیر کے کام کے سامنے یہ نماز کچھ نہیں۔'' کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ واضح الحاد اور کفر ہے، ایسا شخص اپنی بات سے تائب نہ ہو، تو مرتد اور زندیق قرار پائے گا، جس کی سزا قتل ہے۔

سوال: اگر ہندو کی نذر کوئی مسلمان پوری کر دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ہندو کے نام کی نذر چونکہ غیر اللہ کے نام کی ہو گی، لہٰذا مسلمان کے لیے اسے پورا کرنا جائز نہیں، اگر وہ ہندو کی نذر پوری کر دے، تو حرام کا مرتکب ہوگا۔ اس پر توبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، یہ گناہ اور معصیت پر تعاون ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة: 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

سوال: ”میرا حشر ہنود کے ساتھ ہو۔“ کلمہ کفر ہے یا نہیں؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، استفسار کے باوجود اگر وہ ان کلمات پر قائم رہے، تو ارتداد کا حکم لگے گا، کیونکہ وہ اپنے کفر پر خود گواہی دے رہا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (النّحل: ١٠٦)

”مگر جو لوگ کفر پر دل سے راضی ہوں، تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔“

سوال: مرتد کی سزا کیا ہے؟

جواب: مرتد کی سزا قتل ہے، اس پر امت کا اجماع ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ شَهَادَةَ شَاهِدَيْنِ يَجِبُ قُبُولُهُمَا عَلَى الْإِرْتِدَادِ، وَيُقْتَلُ الْمَرْءُ بِشَهَادَتِهِمَا إِنْ لَمْ يَرْجِعْ إِلَى الْإِسْلَامِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اہل علم کا اجماع ہے کہ دو مقبول گواہ کسی کے مرتد ہونے پر گواہی دے دیں، تو اگر وہ اسلام کی طرف نہ پلٹے، تو ان کی گواہی سے اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔“

(الإجماع : 725)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقَتْلُ بِالرِّدَّةِ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا لَا خِلَافَ بَیْنَ الْمُسْلِمِینَ فِیهِ .

”جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ ارتداد کی وجہ سے قتل کرنے پر مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔“

(التّمهيد لما في الموطإ من المَعاني والأسانيد : 318/5)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

قَتْلُ الْمُرْتَدِّ عَنِ الْإِسْلَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ فِي الْجُمْلَةِ .

”اسلام سے مرتد ہونے والے کو قتل کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔“

(السيل الجرار، ص 868)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَدَّلَ دِینَهٗ فَاقْتُلُوهُ .

”جو اپنے دین (اسلام) کو بدلے، اسے قتل کر دیں۔“

(صحيح البخاري : 3017)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : لَوْ کُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ، لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیق خارجی لائے گئے، انہوں نے ان کو (بطور سزا) جلا دیا۔ جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم ہوا، تو انہوں نے فرمایا: میں ہوتا، تو کبھی نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے: آپ اللہ کا عذاب مت دیں، چنانچہ میں انہیں قتل کر دیتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مرتد ہو جائے اسے قتل کر دیں۔''

(صحيح البخاري : 6922)

❀ سنن ترمذی (۱۴۵۸، وقال: حسن صحیح، وسندہ صحیح) میں ہے:

بَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا، فَقَالَ : صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ .

''جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی، تو فرمایا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سچ کہا ہے۔''

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْمُرْتَدِّ .

''یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے، مرتد کی سزا کے بارے میں اہل علم کا اس پر عمل ہے۔''

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فِقْهُ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مَنِ ارْتَدَّ عَنْ دِينِهٖ حَلَّ دَمُهُ وَضُرِبَتْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُنُقُهُ وَالْأُمَّةُ مُجْتَمِعَةٌ عَلٰى ذٰلِكَ .

''اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو دین سے پھر جائے، اس کا خون حلال ہے، اس کی گردن اتار دی جائے، اس پر امت کا اجماع ہے۔''

(التمهيد لما في الموطإ من المَعاني والأسانيد : 306/5)

سوال: کیا کسی غیر مسلم کو اسلام میں داخل ہونے پر مجبور کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کسی غیر مسلم کو قبول اسلام پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، یہ منع ہے۔ البتہ اسلام کی دعوت دی جا سکتی ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ (البقرة : ٢٥٦)

''دین (اسلام قبول کرنے) میں جبر نہیں۔''

سوال: کیا ہر شخص تکفیر کر سکتا ہے؟

جواب: تکفیر انتہائی اہم اور مشکل مسئلہ ہے، ہر کسی کو یہ حق حاصل نہیں، تکفیر کا کام ماہر اہل علم کا ہے، جو تمام تر شرائط اور موانع کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کریں گے، لہٰذا کسی ظاہری بات کو دیکھ کر جھٹ سے کفر کا فتویٰ لگا دینا وبال ایمان بن سکتا ہے، اس سے گریز کیا جائے۔

سوال: ایک شخص کی اہلیہ نے کھانا کھانا چھوڑ دیا، اس نے بہت سمجھایا، تو کہنے لگی کہ ''خدا بھی آ کر کہے، تو نہیں کھاؤں گی۔'' کیا یہ کلمہ کفر ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، اس پر اسے توبہ کرنی چاہیے، ورنہ ارتداد لازم آئے گا۔

سوال: جو یہود و نصاریٰ نبی کریم ﷺ پر ایمان نہیں لائے، وہ کافر ہیں یا نہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے متعلق سن لینے کے بعد جو یہودی یا عیسائی آپ ﷺ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان نہ لائے، وہ کافر ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ؛ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کا جو بھی یہودی اور نصرانی میرا پیغام سن لے، پھر میری تعلیمات پر ایمان لائے بغیر مر جائے، تو وہ جہنمی ہے۔''

(صحیح مسلم : 153)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

''فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم : ''اس امت کا جو بھی فرد میرا پیغام سنے گا۔'' سے مراد یہ ہے کہ میری اطاعت قیامت تک کے لئے سب پر واجب ہے، وہ میرے زمانے کے لوگ ہوں یا میرے بعد آئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاری کا ذکر کیا، حالاں کہ یہود ونصاری کے پاس اپنی کتاب موجود ہے، دراصل آپ سمجھانا چاہتے تھے کہ اگر یہود ونصاری اہل کتاب ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں تو وہ لوگ جن کے پاس کتابیں نہیں ہیں، بالاولی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مکلّف ہوں گے۔''

(شرح صحیح مسلم : 2/188-189)

سوال: سبقت لسانی سے باری تعالیٰ کے متعلق غلط بات نکل جائے، تو کیا حکم ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(جواب): سبقت لسانی سے اگر اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ کی شان میں غلط بات نکل جائے، تو مؤاخذہ نہیں، کیونکہ یہ الفاظ غیر ارادی طور پر زبان سے نکلے ہیں، دل کا ارادہ نہیں تھا، البتہ وہ استغفار کر لے، تو بہت بہتر ہے۔

(سوال): والدین کے نافرمان کا کیا حکم ہے؟

(جواب): والدین سے حسن سلوکی کا حکم ہے، والدین کا نافرمان فاسق ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوثُ .

”تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا: ① والدین کا نافرمان ② مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت ③ دیوث۔“

(مسند الإمام أحمد: 6180، وسندہٗ حسنٌ)

❀ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”منبر لائیں۔ ہم منبر لائے، آپ ﷺ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، تو آمین کہا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچے، تو آمین کہا۔ جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو پھر آمین کہا۔ نیچے تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ سے خلاف معمول بات سنی، فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اس کے لیے ہلاکت ہو، جو رمضان پائے، لیکن اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ میں نے آمین کہہ دیا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

بھی ہلاک ہو، جس کے پاس آپ کا تذکرہ ہو، لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے آمین کہا۔ تیسری پر چڑھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس اس کے ماں باپ، دونوں یا ایک بوڑھا ہو اور وہ اس کے جنت میں داخلے کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے پھر آمین کہہ دیا۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 4/153، وسندہٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی نے ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا پالنے کے معنی میں ماں باپ کہہ کر پکارنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو کسی بھی معنی میں ماں باپ کہنا جائز نہیں، اللہ تعالیٰ کو انہیں ناموں سے پکارنا چاہیے، جو اس کے اپنے نام ہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا﴾(الأعراف : ١٨٠)

”اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، تم اسے انہیں کے ساتھ پکارو۔“

❀ نیز فرمایا:

﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾(طٰهٰ : ٨)

”اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کے خوبصورت نام ہیں۔“

❀ نیز فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾

(بني إسرائيل : ١١٠)

”(اے نبی!) کہہ دیجئے! اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن، جیسے بھی پکارو، اس کے اچھے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اچھے نام ہیں۔‘‘

سوال: رسول اللہ ﷺ کو معبود سمجھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ یا کسی کو بھی معبود سمجھنا واضح شرک اور کفر ہے، ایسا شخص اگر تائب نہ ہو اور بغیر تاویل کیے اس بات پر قائم ہو، تو مرتد اور زندیق ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ اسلامی عدالت کا وظیفہ ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾(آل عمران : ۱۸)

’’اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور انصاف والے اہل علم نے گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی غالب حکمت والا ہے۔‘‘

سوال: ’’اللہ تعالیٰ تمام انسانوں پر قادر نہیں۔‘‘ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفر و الحاد ہے، اس سے بڑی زندیقی کیا ہو سکتی ہے۔ کائنات کی چھوٹی بڑی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر نہیں، ہر چیز پر اسی کی حکمرانی ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾(البقرة : ۲۰)

’’بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾(الذّاريات : ۵۸)

’’یقیناً اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا، قوت دینے والا اور مضبوط ہے۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ نیز فرمایا:

﴿لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾(الطلاق : ۱۲)

”تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس نے ہر چیز کو علم کے اعتبار سے گھیر رکھا ہے۔“

سوال: کیا سیدزادے کو گالی دینے والا کافر ہے؟

جواب: کافر نہیں، البتہ فاسق ہے۔ اس میں سید اور غیر سید کی تخصیص نہیں۔

سوال: کیا شاتم رسول کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا اگر تائب ہو جائے، تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، اسلام میں وسعت ہے۔

سوال: جو شخص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر سمجھتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا متواتر ثابت ہے، جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا منکر ہو یا آپ رضی اللہ عنہ کو کافر کہتا ہو، اس کے کفر میں کچھ شبہ نہیں۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ وَمُعَاوِيَةَ أَسْلَمَا فِي فَتْحِ مَكَّةَ سَنَةَ ثَمَانٍ.

”اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا ابوسفیان اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے موقع پر سن آٹھ ہجری میں اسلام لائے۔“

(كشف المُشكِل من حديث الصَّحيحَين : 464/2)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِيمَانُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَابِتٌ بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ وَإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى ذٰلِكَ .

”سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا متواتر روایات سے ثابت ہے، نیز اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔“(مجموع الفتاویٰ : 4/453)

سوال: ”جو کچھ ہوتا ہے، من جانب اللہ ہوتا ہے۔“ کیا یہ کہنا صحیح ہے؟

جواب: اگر اس جملے سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز اور عمل کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، تو یہ جملہ درست ہے، البتہ اگر یہ مراد ہے کہ ہر اچھے برے کام کو انجام دینے والا اور کسب کرنے والا اللہ ہی ہے، یعنی شراب اللہ ہی کی رضا مندی سے پی جاتی ہے، زنا اللہ کی خوشنودی کی کیا جاتا ہے، تو یہ جملہ سراسر غلط ہے۔

سوال: خدا اور رسول سے بیزاری کا اظہار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خدا اور رسول سے بیزاری کا اظہار کفر ہے، استفسار کے باوجود جو اس پر قائم رہے، وہ مرتد ہے۔

سوال: استاذ کے نافرمان کا کیا حکم ہے؟

جواب: استاذ کی نافرمانی گناہ ہے، البتہ اگر استاذ اللہ تعالیٰ کی معصیت کا حکم دے، تو اس کی بات ماننا جائز نہیں، کیونکہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ .

”اللہ کے نافرمان کی اطاعت نہیں ہے۔“

(مسند الإمام أحمد وزوائدہ : 1/399، سنن ابن ماجه : 2965، وسندہٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کیا سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زہر دلوایا تھا؟

(جواب): نواسہ رسول، گوشہ بتول، نوجوانانِ جنت کے سردار اور گلستانِ رسالت کے پھول، سیدنا و امامنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر دیا گیا تھا۔

❁ عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”میں ایک شخص کے ساتھ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی عیادت کو آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس آدمی سے فرمانے لگے: سوال کیجیے، یوں نہ ہو کہ پھر موقع نہ ملے، اس نے کہا: میں آپ سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلا چلے گئے۔ بیت الخلا سے نکل کر ہمارے پاس آئے، فرمایا: میں نے آپ کے پاس آنے سے پہلے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا (پاخانے کے ذریعہ) پھینک دیا ہے۔ میں اسے اس لکڑی کے ساتھ اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا، لیکن اس دفعہ سے سخت کبھی نہیں پلایا گیا، راوی کہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس اگلے دن آئے تو آپ رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، سرہانے بیٹھ گئے اور کہا: بھائی جان! آپ کو زہر کس نے دیا؟ فرمایا: اس کے قتل کا ارادہ ہے؟ جی ہاں! فرمایا: اگر وہ شخص وہی ہے، جو میں سمجھتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

والے ہیں اور اگر وہ بری ہے، تو میں ایک بری آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 93/15، 94، كتاب المحتضرين لابن أبي الدنيا : 132، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 174/3، الاستيعاب لابن عبد البر : 115/3، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 282/13، وسندهٗ حسنٌ)

البتہ یہ اتہام کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے زہر دیا، بے حقیقت اور بے ثبوت ہے۔ اس شبہ پر قائم کردہ دلائل کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

❁ "سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: بھائی! مجھے تین بار زہر پلایا گیا ہے، لیکن اس مرتبہ کی طرح کبھی نہیں پلایا گیا، میرا جگر نکلتا جا رہا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: بھائی جان! آپ کو کس نے زہر پلایا؟ فرمایا: اس سوال کا کیا مطلب؟ کیا آپ ان سے لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں انہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کی موت کا پیغام پہنچا، تو آپ کہنے لگے: افسوس کہ حسن نے رومہ کنوئیں کے پانی کے ساتھ شہد کا ایک جام پیا اور فوت ہو گئے۔"

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب :115/1)

سند سخت ضعیف ہے:

① محمد بن سلیم ابو ہلال راسبی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

② قتادہ بن دعامہ "مدلس" ہیں، لہٰذا روایت ضعیف ہے۔ اصول یہ ہے کہ جب ثقہ مدلس بخاری و مسلم کے علاوہ بصیغہ عن یا قال سے روایت بیان کرے، تو ضعیف ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَتَادَةُ إِذَا لَمْ يَقُلْ : سَمِعْتُ وَخُولِفَ فِي نَقْلِهِ، وَلَا تَقُومُ بِهِ حُجَّةٌ .

”قتادہ سماع کی تصریح نہ کریں اور روایت میں ثقات کی مخالفت کریں، تو ان سے حجت نہیں لی جا سکتی۔“

(التّمهيد لما في المؤطأ من المعاني والأسانيد : 307/3)

③ قتادہ بن دعامہ کا حسنین کریمین سے سماع ثابت نہیں، لہٰذا یہ قول منقطع ہے اور منقطع روایت ضعیف ہوتی ہے۔

❁ ”ہیثم بن عدی نے کہا ہے کہ سیدنا معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی، سہیل بن عمرو کی بیٹی کو ایک لاکھ دینار کے عوض سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلانے پر اُکسایا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زہر اس کے پاس بھیجا، تو اس نے پلا دیا۔“

(أنساب الأشراف للبلاذري : 59/3)

روایت موضوع (جھوٹ کا پلندا) ہے۔

① ہیثم بن عدی بالاتفاق کذاب اور متروک الحدیث ہے۔

② حافظ احمد بن یحییٰ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں مل سکی۔

③ انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

❁ مورخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمَنْسُوبِ إِلَيْهِ . ”یہ کتاب آپ کی طرف منسوب ہے۔“

(البداية والنّهاية : 646/14)

❁ ”عبد اللہ بن حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے بہت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زیادہ شادیاں کیں۔ بیویاں آپ کے پاس بہت کم شرف باریابی حاصل کر پاتی تھیں، تقریباً سبھی بیویاں آپ سے محبت کرتیں، آپ پر حریص تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو زہر پلایا گیا، جس سے وہ جانبر ہو گئے۔ پھر زہر پلایا گیا، پھر صحت یاب ہو گئے۔ آخری دفعہ فوت ہو گئے، وفات کا وقت قریب آیا، تو طبیب نے کہا: ان کی انتڑیاں زہر نے کاٹ دی ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو محمد! آپ کو زہر کس نے پلایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیوں بھائی؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں نے قدرت پائی، تو آپ کو دفن کرنے سے پہلے اسے قتل کردوں گا الا یہ کہ وہ ایسی جگہ چلا جائے، جہاں میرا پہنچنا مشکل ہو۔ اس پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھائی! یہ جہان فانی ہے۔ اسے چھوڑیں، میں اسے اللہ کے ہاں مل لوں گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس کا نام بتانے سے انکار کر دیا۔ میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے کسی خادم کو زہر پلانے پر ورغلایا تھا۔‘‘

(تاریخ ابن عساکر: 13/282-283، البدایۃ والنّہایۃ لابن کثیر: 8/43)

سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن عمر واقدی کذاب ہے۔

② عبداللہ بن حسن ابو محمد مدنی کا سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

③ عبداللہ بن جعفر زہری کا عبداللہ بن حسن سے سماع کا مسئلہ ہے۔

❀ ابو بکر بن حفص رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

’’سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عہد کے دس سال گزرنے کے بعد فوت ہوئے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو زہر پلایا تھا۔“

(مقال الطّالبين لأبي الفرج علي بن الحسين الأصبهاني، ص: 20)

گھڑنتل ہے۔

① صاحب کتاب اموی شیعہ ہے۔ اس کے شاگرد محمد بن ابی الفوارس کہتے ہیں:

كَانَ قَبْلَ أَنْ يَّمُوتَ اخْتَلَطَ .

”موت سے پہلے یہ بدحواس ہو گیا تھا۔“ (تاريخ بغداد للخطيب: 398/11)

✿ ابو محمد حسن بن حسین نوبختی رافضی نے اسے ”اکذب الناس“ کہا ہے۔

(تاريخ بغداد للخطيب: 398/11، سندهٗ حسنٌ)

اس کی توثیق ثابت نہیں۔ رہا احمد بن علی ابو حسن بتی کا اسے ثقہ قرار دینا، تو اس کی اپنی توثیق نہیں ملتی، کسی کی کیا کرے گا؟

② احمد بن عبید اللہ بن عمار کے متعلق حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَتَشَيَّعُ .

”یہ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔“ (تاريخ بغداد: 252/4)

③ عیسیٰ بن مہران کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَافِضِيٌّ، كَذَّابٌ .

”یہ رافضی اور بہت بڑا جھوٹا تھا۔“ (ميزان الاعتدال: 324/3)

✿ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”کذاب“ تھا۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 290/6)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: لسان المیزان (۴/۴۰۷) میں اس کے حالات لکھتے ہوئے کسی ناسخ نے غلطی سے وَلَحِقَهُ ابْنُ جَرِيرٍ (ابن جریر اسے ملے تھے) کی بجائے وَثَّقَهُ ابْنُ جَرِيرٍ (ابن جریر نے اسے ثقہ کہا ہے) لکھ دیا ہے۔

❁ عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فِي الدَّارِ، فَدَخَلَ الْحَسَنُ الْمَخْرَجَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: لَقَدْ سُقِيْتُ السُّمَّ --.

''میں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ گھر میں تھا، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بیت الخلا گئے، پھر باہر آئے اور فرمایا: مجھے زہر پلایا گیا ہے......۔''

(مقال الطّالبين لأبي الفرج الأصبهاني الشيعي الأموي، ص: 20)

اس من گھڑت روایت کا معنی ومفہوم وہی ہے اور اس میں علتیں بھی بعینہٖ وہی ہیں، جو اس سے پہلے والی روایت میں ہیں۔

❁ ابن جعدبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''جعدہ بنت اشعث بن قیس سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھی۔ یزید نے اسے بہلایا کہ آپ حسن کو زہر دیں، میں آپ سے نکاح کرلوں گا۔ اس نے ایسا کر دیا۔ جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، تو جعدہ نے یزید سے اپنے وعدہ کو وفا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے آپ کو حسن کے لیے پسند نہیں کیا تھا، اپنے لیے کیسے کر لیں؟''

(تاريخ ابن عساكر: 284/13، المنتظم لابن الجوزي: 226/5)

جھوٹا قصہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① اسے گھڑنے والا یزید بن عیاض بن جعدہ لیثی ہے۔ امام یحییٰ بن معین، امام علی ابن مدینی، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام ابن عدی، امام ابوزرعہ رازی، امام ابوحاتم رازی، امام ساجی، امام جوزجانی، امام عمرو بن علی فلاس وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اسے ضعیف، منکر الحدیث اور متروک الحدیث کے الفاظ کے ساتھ مجروح کیا ہے۔ اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں ہے۔

② یزید بن عیاض کا جعدہ بنت اشعث سے سماع ثابت کیا جائے!

③ محمد بن خلف بن مرزبان آجری کے بارے میں متقدمین ائمہ محدثین میں سے کسی نے توثیق نہیں کی، بلکہ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ أَخْبَارِيٌّ، لَيِّنٌ.

''یہ تاریخ دان اور کمزور راوی تھا۔'' (سوالات السّهمي: 104)

لہٰذا ذہبی رحمہ اللہ (سیر اعلام النبلاء: ۱۴/۲۶۴) کا اسے ''صدوق'' کہنا درست نہ ہوا۔

❀ ''ام موسیٰ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا۔ اس سے آپ سخت بیمار ہو گئے۔ آپ کے نیچے ایک برتن رکھا جاتا اور دوسرا اٹھایا جاتا۔ تقریباً چالیس دن تک یہ معاملہ رہا۔''

(الطّبقات لابن سعد: 338/1، ت السّلمي، البداية والنّهاية لابن كثير: 43/8، تاريخ ابن عساكر: 284/13)

سند ضعیف ہے، مغیرہ بن مقسم ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ مؤرخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عِنْدِي أَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَعَدَمُ صِحَّتِهِ عَنْ أَبِيهِ مُعَاوِيَةَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِطَرِيقِ الْأَوْلٰى وَالْأَحْرٰى .

”جب یہ واقعہ یزید کے بارے میں ثابت نہیں، تو یزید کے والد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو بہ طریق اولیٰ ثابت نہیں ہوسکتا۔“

(البداية والنّهاية : 43/8)

❁ ابو بکر عبداللہ بن حفص بن عمر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ سَعْدًا وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَاتَا فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَيَرَوْنَ أَنَّهُ سَمَّهُ .

”سیدنا سعد اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں فوت ہوئے، لوگوں کا خیال تھا کہ حسن رضی اللہ عنہ کو زہر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا ہے۔“

(المعجم الكبير للطّبراني : 2694)

① اس کی سند منقطع ہے۔ ابو بکر عبد اللہ بن حفص کا سیدنا سعد اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

❁ امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ نے ابو بکر بن حفص کی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کو ”مرسل“ کہا ہے۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم، ص 92)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ حَفْصٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ سَعْدٍ .

”ابو بکر بن حفص نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔“

(مَجمع الزّوائد : 244/6)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

② بشرط صحت روایت، جن لوگوں نے یہ خیال کیا، وہ یقیناً روافض ہوں گے۔

وہ روایات، جن میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یا یزید کا سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کو زہر پلانے کا ذکر ہے، ان کا جھوٹا ہونا واضح ہو گیا ہے۔ ان سندوں کے علاوہ اگر کسی کے پاس کوئی سند ہے، تو پیش کرے، تاکہ اس کا تجزیہ ہو سکے۔

سند دین ہے۔ بے سند اور ضعیف روایات پیش کرنا اور ان پر اپنے عقیدہ وعمل کی بنا ڈالنا اہل حق کا وطیرہ نہیں۔ نیز ضعیف اور بے سروپا روایات صحابہ کرام کے خلاف پیش کرنا درست نہیں، کیونکہ یہ بدگمانی ہے اور بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

یہ جھوٹی روایات شیعہ عقائد کے منافی بھی ہیں، کیونکہ ان کی معتبر کتب میں ہے:

إِنَّ الْأَئِمَّةَ يَعْلَمُوْنَ مَتٰى يَمُوْتُوْنَ، وَإِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ إِلَّا بِاخْتِيَارِهِمْ.

''ائمہ جانتے ہوتے ہیں کہ وہ کب فوت ہوں گے اور وہ اپنے اختیار اور مرضی ہی سے فوت ہوتے ہیں۔''

(أصول الكافي الكُلَيني: 258/1، الفصول المهمّة للحر العاملي، ص: 155)

❀ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ إِمَامٌ إِلَّا مَاتَ مَقْتُوْلًا أَوْ مَسْمُوْمًا.

''ہر امام کو قتل کیا گیا یا زہر دیا گیا۔'' (بحار الأنوار: 364/43)

جب عقیدہ ائمہ کے عالم الغیب ہونے کا ہے، تو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو علم کیوں نہ ہو سکا کہ اس کھانے یا پینے میں زہر ہے؟

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ہمارا جواب ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینا دو وجہ سے محال ہے:

① سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے کوئی خطرہ نہیں تھا، کیوں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پہلے ہی انہیں امارت سونپ چکے تھے۔

② یہ غیبی معاملہ ہے، آپ بغیر دلیل کے اسے کسی پر کیسے ٹھونس سکتے ہیں؟ ایسے دگرگوں حالات میں کہ ہم ہر ناقل پر اعتبار بھی نہیں کر سکتے، کیوں کہ لوگوں میں کئی خواہشات کے پجاری ہیں۔ فتنہ وفساد اور عصبیت کے عالم میں ہر کوئی اپنے مخالف کے ذمہ ناجائز باتیں لگاتا رہتا ہے، لہٰذا ان میں سے صرف صحیح بات قبول ہوگی اور پختہ اور عادل راوی پر بھروسہ کیا جائے گا۔“

(العواصم من القواصم، ص: 214)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”یہ کہنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا تھا، اس بارے میں کوئی واضح شرعی دلیل یا اقرار معتبر یا قابل اعتماد روایت موجود نہیں ہے، اس بارے میں علم ممکن نہیں ہے، لہٰذا یہ قول بلا علم ہے۔“

(منهاج السنّة النبويّة: 4/469)

❀ نیز فرماتے ہیں:

بِالْجُمْلَةِ فَمِثْلُ هٰذَا لَا يُحْكَمُ بِهٖ فِي الشَّرْعِ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، فَلَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ أَمْرٌ ظَاهِرٌ لَّا مَدْحٌ وَلَا ذَمٌّ.

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ باتفاق مسلمین شریعت میں اس طرح کے (ظنی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وبلا دلیل) معاملے کا حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، مدح یا ذم کا کوئی ظاہری حکم بھی لاگو نہیں ہوگا۔‘‘(منهاج السنّة : 471,470/4)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

قُلْتُ : هٰذَا شَيْءٌ لَّا يَصِحُّ فَمَنِ الَّذِي اطَّلَعَ عَلَيْهِ؟

’’میں کہتا ہوں: اس بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے، پس کس کے پاس اس کا ثبوت ہے؟‘‘ (تاريخ الإسلام : 469/4)

❁ مؤرخ ابن خلدون رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں:

مَا يُنْقَلُ مِنْ أَنَّ مُعَاوِيَةَ دَسَّ إِلَيْهِمُ السُّمَّ مَعَ زَوْجِهٖ جَعْدَةَ بِنْتِ الْأَشْعَثِ فَهُوَ مِنْ أَحَادِيثِ الشِّيعَةِ وَحَاشَا لِمُعَاوِيَةَ مِنْ ذٰلِكَ .

’’سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت اشعث کا زہر کی سازش میں شامل ہونا، یہ تو شیعہ کے قصے کہانیاں ہیں، اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایسی تہمت سے پاک رکھے۔‘‘(تاريخ ابن خلدون : 527/2)

الحاصل:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر دینا ثابت نہیں، یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہت بڑا جھوٹ اور اتہام ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں مروی تمام کی تمام روایات من گھڑت اور خود ساختہ ہیں۔

سوال: کیا رمضان میں کافروں کو عذاب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: رمضان میں بھی کافروں کو عذاب ہوتا ہے، رمضان میں کافروں سے عذاب موقوف ہونے پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سوال: کیا نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا یا نہیں؟

جواب: جادو برحق ہے، نبی اکرم ﷺ پر جادو ہوا تھا۔ جادو ایک مرض ہے، دیگر امراض کی طرح یہ بھی انبیا کو لاحق ہوسکتا تھا، قرآن و حدیث میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام پر جادو نہیں ہوسکتا۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

''بنوزریق کے لبید بن الاعصم نامی ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ پر جادو کردیا، آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ کسی کام کو کررہے ہیں، حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا، حتی کہ ایک دن یا ایک رات جبکہ آپ ﷺ میرے پاس تھے، آپ نے بار بار دعا کی، پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے، جو میں اس سے پوچھ رہا تھا؟ میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا، ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا: اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے، اس نے کہا: کس نے کیا ہے؟ کہا: لبید بن اعصم نے، اس نے کہا: کس چیز میں؟ کہا: کنگھی، بالوں اور نر کھجور کے شگوفے میں۔ اس نے کہا: وہ کہاں ہے؟ کہا: بئرِ ذروان میں۔ آپ ﷺ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ وہاں گئے، پھر واپس آئے اور فرمایا: اے عائشہ! اس کنویں کا پانی گویا کہ مہندی ملا ہوا تھا اور اس کی کھجوریں گویا شیطانوں کے سر تھے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے کہا: کیا آپ نے اسے نکالا ہے؟ فرمایا: نہیں، مجھے تو اللہ نے عافیت دے دی ہے، میں اس بات سے ڈر گیا کہ اس کا

www.KitaboSunnat.com

شر لوگوں میں اٹھاؤں۔"

(صحيح البخاري : 5766، صحيح مسلم : 2189)

یہ متفق علیہ حدیث دلیل قاطع اور برہانِ عظیم ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو ہوا تھا۔ یہ حدیث بالاتفاق "صحیح" ہے، ہاں وہ معتزلہ فرقہ اس کا انکاری ہے، جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے، وہ نہ صرف اس حدیث کا منکر ہے، بلکہ اور بھی کئی احادیثِ صحیحہ کا منکر ہے۔

❀ امام نعیم بن حماد خزاعی رحمہ اللہ (۲۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُعْتَزِلَةُ تَرُدُّونَ أَلْفَي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ نَحْوَ أَلْفَيْ حَدِيثٍ.

"معتزلہ احادیثِ نبویہ میں سے دو ہزار یا اس کے لگ بھگ احادیث کا انکار کرتے ہیں۔"

(سنن أبي داوٗد، تحت الحديث : 4772، آخر كتاب السّنّة، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

"اہل سنت اور امت کے جمہور اہل علم کا کہنا ہے کہ جادو برحق ہے، دیگر ثابت شدہ باتوں کی طرح اس کی بھی حقیقت ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگوں نے جادو کا انکار کیا، اس کی حقیقت کی نفی کی۔ اس اتفاقی عقیدے میں باطل اور بے حقیقت خیالات داخل کیے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جادو کا ذکر قرآن میں کیا ہے، فرمایا ہے کہ اسے سیکھا جا سکتا ہے، اس کے سیکھنے والے کی تکفیر کی طرف اشارہ کیا اور اس سے میاں بیوی کے مابین جدائی کروائی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ ایک بے حقیقت چیز سے نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص ایسا علم کیوں کر سیکھے گا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کی کوئی حقیقت ہی نہ ہو۔اس حدیث میں بھی جادہ کا اثبات ہے، جادو کچھ اشیا کو دفن کر کے کیا گیا، جنہیں بعد میں نکالا گیا۔ یہ ساری باتیں جادو کے منکرین پر رد ہیں......بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ خیال گزرتا تھا کہ میں نے اپنی بیویوں سے مباشرت کی ہے، حالانکہ ایسا ہوا نہ ہوتا تھا، یہ بات تو اکثر انسانوں کو خواب میں بھی لاحق ہوتی رہتی ہے، اس بے حقیقت کیفیت کا آپ ﷺ کو بیداری میں پیش آجانا کوئی بعید نہیں۔ ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو کسی کام کا خیال آتا تھا کہ آپ نے وہ کیا ہے، جبکہ کیا نہ ہوتا، لیکن آپ ﷺ اپنے اس خیال کے صحیح ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے، لہٰذا (جادو کے دوران بھی) آپ ﷺ کے تمام اعتقادات درست رہے، یوں ملحدین کے لیے اعتراض کا کوئی راستہ نہ بچا۔“

(إکمال المُعلِم بفوائد مسلم : 7/86-87)

سوال: کیا مشرک کی بخشش ہے یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات میں سے کسی صفت میں غیر اللہ کو ذرا برابر شریک ٹھہرانا شرک ہے۔ جو بندہ شرک کرتا تھا اور بغیر توبہ کیے مرگیا، اس کی بخشش نہیں ہے، وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا، اس کا اعلان اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی کر دیا ہے، البتہ جو مرنے سے پہلے پہلے شرک سے تائب ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا، بلاشبہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم والا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيمًا﴾(النّساء: ٤٨)

”بلا شبہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا، معاف کردے گا، جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اس نے (اللہ پر) بہت بڑا بہتان باندھا۔“

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾

(المائدة: ٧٢)

”یقیناً جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے، (بغیر توبہ کے مرجائے، تو) اس پر جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مشرک جب اپنے شرک پر مرجائے، تو وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہوگا، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جیسے چاہے معاف کر دے گا، البتہ گناہگار مسلمان جو مشرک نہیں ہونگے، وہ اس کی مشیت کے تحت ہوں گے، جسے چاہے گا، معاف کردے گا اور جسے چاہے گا، عذاب دے گا۔“

(فتح القدير: ٥٤٩/١)

دراصل شرک تمام نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے، مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأنعام: ٨٨)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اگر (بالفرض مذکورہ اٹھارہ) انبیا بھی شرک کرتے، تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔“

شرک کے ہوتے ہوئے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور سابقہ اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں، تو نجات کیسے ممکن ہے؟

سوال: جادو کا کیا حکم ہے؟

جواب: جادو کی بعض اقسام کفر ہیں، ان سے آدمی کافر ومشرک ہو جاتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جادو کو شرک کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے، چنانچہ سات ہلاک کر دینے والے گناہوں کے تذکرہ میں شرک کے بعد جادو کو بیان کیا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

”سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچیں، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ گناہ کون سے ہیں؟ فرمایا: ۱۔ اللہ کے ساتھ شرک، ۲۔ جادو، ۳۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا، ۴۔ سود کھانا، ۵۔ یتیم کا مال کھانا، ۶۔ لڑائی میں پیٹھ دکھا کر بھاگ جانا، ۷۔ پاکدامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔“

(صحيح البخاري : 2766، صحيح مسلم : 2874)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ .

”جو شخص عراف، جادوگر یا کاہن کے پاس آیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند الطّيالسي :381، المعجم الأوسط للطّبراني : 1453، وسندهٗ صحيحٌ)

ایسی بات صحابی اپنے اجتہاد سے نہیں کہہ سکتا، لہٰذا یہ مرفوع حکمی ہے۔

جادوگر کی بات کی تصدیق کرنے والا کافر ہو جاتا ہے، تو خود جادوگر بالاولیٰ کافر ہوگا۔

❁ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جادو ایک جامع لفظ ہے، جو مختلف معانی کو شامل ہے، جادوگر سے کہا جائے گا کہ وہ جس چیز کے ساتھ جادو کرتا ہے، اسے بیان کرے، اگر اس میں صریح کفریہ کلام ہو، تو اسے توبہ کروائی جائے، اگر توبہ کر لے، تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا مال مالِ فے کے طور پر قبضہ میں لے لیا جائے، لیکن اگر وہ ایسا کلام ہو، جو کفریہ نہ ہو اور غیر معروف ہو، اس سے کسی کو نقصان نہ دیا ہو، تو اسے اس کام سے منع کر دیا جائے، اگر دوبارہ ایسا کرے، تو تعزیری سزا دی جائے اور اگر وہ کوئی ایسا عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے، جس سے جادو زدہ شخص قتل ہو جائے، تو اسے تعزیزی سزا دی جائے اور اگر وہ جان بوجھ کر ایسا عمل کرے، جس سے جادو زدہ شخص قتل ہو جائے اور جادوگر خود کہے کہ میں نے اسے قتل کا ارادہ کیا تھا، تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا، ہاں اگر مقتول کے اولیا دیت لینا چاہیں، تو دیت لے لیں۔''

(الأمّ : ۳۹۱/۱_۳۹۲)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ جادو کا حکم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کبھی جادو کفر ہوتا ہے اور کبھی کفر نہیں، بلکہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے، اگر تو اس میں کوئی قول یا فعل ایسا ہو جو کفر کو مستلزم ہے، تو اس صورت میں یہ جادو کفر ہوگا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ورنہ نہیں، رہا اس کا سیکھنا اور سکھانا، تو یہ حرام ہے، اگر یہ کفر کو متضمن ہو، تو کفر ہے، ورنہ نہیں، جب اس میں کوئی کفریہ کلام نہ ہو، تو اس کے مرتکب کو تعزیری سزا دے کر توبہ کروائی جائے گی۔''

(شرح مسلم : ١٤/١٧٦)

❁ علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس مسئلہ میں تحقیقی بات یہ ہے کہ اس کی تفصیل کی جائے گی، اگر جادو ایسا کلام ہے، جس میں غیر اللہ کی تعظیم ہو، مثلاً ستاروں اور جنوں وغیرہ کی، جو کفر تک لے جاتا ہے، تو یہ لامحالہ کفر ہے، ہاروت اور ماروت کا جادو (جو اس قوم کے لیے آزمائش تھا) اسی طرح کا تھا، جیسا کہ سورت بقرہ میں مذکور ہے، یہ بلا شبہ کفر تھا، فرمان الٰہی ہے: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾(البقرة : ١٠٢) ''سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ ان شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔'' اور اگر جادو کفر کا متقاضی نہ ہو، جیسے بعض چیزوں مثلاً تیل وغیرہ کی خاصیات سے مدد چاہنا، تو یہ سخت حرام ہے، لیکن یہ اپنے مرتکب کو کافر نہیں بناتا۔''

(أضواء البيان : ٤/٤٥٦)

❁ شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جادو دو طرح سے شرک ہے، ایک تو شیطانوں سے مدد لینے کے لیے ان کے مطالبات مانے جاتے ہیں اور دوسرے اس میں علم غیب کا دعویٰ کیا جاتا ہے، یہ شرک و کفر کی ایک منزل ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(القول السّديد، ص ٧٤_٧٥)

❁ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فرمان باری تعالیٰ: ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ﴾(النّساء: ٥١)

”وہ (بعض اہل کتاب) جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔“میں”جبت“ سے مراد کاہن اور”طاغوت“ سے مراد جادوگر ہے۔“

(تفسير ابن أبي حاتم: ٩٧٥/٣، وسندهٗ حسنٌ)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔

(تفسير الطّبري: ٩٧٨٦، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابوالعالیہ اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ کے نزدیک”جبت“ سے مراد جادوگر اور ”طاغوت“ سے مراد کاہن ہے۔

(تفسير الطّبري: ٩٧٧٩، ٩٧٨٠، ٩٧٧٨، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابومالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”طاغوت“ سے مراد کاہن ہیں۔

(تفسير ابن أبي حاتم: ٩٧٦/٣، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا جادو کی حقیقت ہے؟

جواب: جادو کی حقیقت ہے، یہ ایک مرض ہے، جو اللہ کے حکم سے اثر انداز ہوتا ہے۔اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔معتزلہ اس کے قائل نہیں۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) نقل کرتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ السِّحْرَ لَهُ حَقِيقَةٌ إِلَّا أَبَا حَنِيفَةَ، فَإِنَّهُ قَالَ: لَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حَقِيقَةَ لَهُ عِنْدَهُ .

’’ائمہ ثلاثہ جادو کی حقیقت ہونے پر متفق ہیں، سوائے ابو امام حنیفہ رحمہ اللہ کے، وہ کہتے ہیں کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۱۲)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

’’فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (الفلق : ٤)

’’میں گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔‘‘ اور بسیر بن اعصم کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرنے والی حدیث عائشہ جادو کی حقیقت و تاثیر پر دلیل ہے، البتہ اہل کلام اور معتزلہ وغیرہ کی ایک جماعت نے اس کا انکار کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ جادو کی کوئی تاثیر نہیں، نہ مرض میں، نہ قتل میں اور نہ آسانی ومشکل میں، وہ کہتے ہیں کہ اس سے صرف دیکھنے والوں کی آنکھوں کو دھوکا دیا جاتا ہے، اس کے علاوہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

یہ بات صحابہ وسلف صالحین سے منقول متواتر آثار، فقہا، مفسرین، محدثین اہل دل صوفیا اور دیگر عقلا کے اجماع کے خلاف ہے، جادو مرض، ثقل، تنگی وکشادگی، محبت ونفرت اور بدمستی کی صورت میں اثر انداز ہوتا ہے، یہ ایسے زندہ حقائق ہیں، جنہیں عام لوگ بھی جانتے ہیں اور اکثر لوگ اس مصیبت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے اسے مشاہداتی طور پر جانتے ہیں۔‘‘

(بدائع الفوائد: ۲/۲۲۷)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: لقطہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: بے جان شے، جو رستے میں گری پڑی ملے، لقطہ کہلاتی ہے، مثلاً چلتے چلتے کسی کی رقم گری پڑی ہو یا کوئی زیور وغیرہ۔ اگر کوئی گم شدہ جانور ملے، تو اسے ''ضالہ'' کہتے ہیں۔ ان کے خاص احکامات ہیں۔

سوال: اگر لقطہ (گری پڑی بے جان شے) یا ضالہ (گم شدہ جانور) ملے، تو اس کا کیا کیا جائے؟

جواب: لقطہ اور ضالہ کے احکامات ذیل کی احادیث میں مندرج ہیں، ملاحظہ ہو؛

❀ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ایک آدمی نے آکر لقطہ (گری ہوئی چیز) کے متعلق پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے برتن کی بناوٹ اور اس کے بندھن کو ذہن میں رکھیے، پھر ایک سال تک اس کا اعلان کیجیے، اگر اس کا مالک آجائے، تو (اسے دے دیں) ورنہ اپنی ضرورت پوری کر لیں۔ انہوں نے پوچھا: اگر راستہ میں گمشدہ بکری مل جائے (تو اس کا کیا حکم ہے)؟ فرمایا: وہ آپ کی ہوگی یا آپ کے بھائی کی، یا پھر بھیڑیا کھا لے گا۔ انہوں نے پوچھا: گمشدہ اونٹ ملے، (تو اس کا کیا حکم ہے؟) فرمایا: اس کے ساتھ جوتے اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

اس کا مشکیزہ موجود ہے، وہ خود ہی پانی پر پہنچ جائے گا اور خود ہی درخت کے پتے کھا لے گا، اس طرح کسی نہ کسی دن اس کا مالک اسے پا لے گا۔“

(صحيح البخاري : 2429، صحيح مسلم : 1722، المنتقی لابن الجارود : 666)

❀ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ (گری ہوئی چیز) کے متعلق پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کریں، اگر کوئی آ کر آپ کو اس کے برتن اور بندھن کے متعلق بتا دے (تو اسے اس کا مال واپس کر دیں)، ورنہ اس سے فائدہ اٹھا لیں۔ اس دیہاتی نے آپ سے اونٹ کے متعلق پوچھا، جو راستہ بھول گیا ہو، تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، فرمایا: آپ کا اس سے کیا مطلب؟ اس کے ساتھ اس کے جوتے اور اس کا مشکیزہ موجود ہے، وہ خود ہی پانی پر پہنچ جائے گا اور خود ہی درخت کے پتے کھا لے گا، اسے چھوڑ دیں تا آنکہ اس کا مالک اسے پا لے۔ انہوں نے گمشدہ بکری کے متعلق پوچھا (اگر مل جائے تو کیا کیا جائے)؟ فرمایا: وہ آپ کی ہوگی یا آپ کے بھائی کی ہوگی یا بھیڑیا اسے اٹھا لے جائے گا۔“

(صحيح البخاري : 2427، صحيح مسلم : 1722، المنتقی لابن الجارود : 667)

❀ سیدنا سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”مجھے ایک کوڑا ملا اور میں نے اسے اٹھا لیا، زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ نے مجھ پر اعتراض کیا، میں نے کہا: اگر مجھے اس کا مالک مل گیا، تو میں اس کے حوالے کر دوں گا، ورنہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ سوید کہتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

میں نے اس کا تذکرہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ نے ٹھیک کیا، ٹھیک کیا ہے، مجھے ایک تھیلی ملی تھی میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اور اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک مزید اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ آپ نے فرمایا: اس کی گنتی، تھیلی اور بندھن کو ذہن نشین کر لیں، اگر اس کا مالک آجائے، تو اسے دے دینا، ورنہ اسے اپنی ضروریات میں خرچ کر لینا۔''

(صحيح البخاري: 2426، صحيح مسلم: 1723)

❁ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ لَّمْ تُعْتَرَفْ فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ (گری ہوئی چیز) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہیے، اگر اسے پہچاننے والا کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمی نہ آئے، تو اس کی تھیلی اور تسمے (یعنی علامات) کو ذہن نشین کر کے اسے کھا لیں، اگر (کسی وقت) اس کا مالک آ گیا، تو اسے دے دینا۔''

(صحيح مسلم : 1722، المنتقى لابن الجارود : 669)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''مزینہ قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: جو چیز شارع عام یا آباد بستی سے ملے، تو اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کیجیے، اگر اس کا متلاشی آ جائے، تو اس کے حوالے کر دیں، ورنہ اپنی ضرورت پوری کر لیں، کسی بھی دن اگر کوئی آدمی اس کا مطالبہ کرنے آ جائے، تو اسے دے دینا اور جو چیز ویران راستے یا بے آباد بستی سے ملے، تو اس میں اور دفینہ میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا ہوگا۔''

(سنن أبي داوٗد : 1710، سنن النّسائي : 4961، سنن التّرمذي : 1289، سنن ابن ماجه : 2596، وسنده حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۳۲۷) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (٦٧٠) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ یہ حدیث عمرو بن شعیب سے ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

❁ سیدنا مطرف بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ الْتَقَطَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوَيْ عَدْلٍ وَّلَا يَكْتُمْ وَلَا يُغَيِّبْ فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جس کو کوئی گری پڑی چیز ملے، تو وہ ایک یا دو منصف آدمیوں کو اس پر گواہ بنا لے، اس کو چھپا کر نہ رکھے، نہ ہی اس کو غائب کرے، اگر اس کا مالک آ جائے، تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے، ورنہ وہ اللہ کا مال ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 266/4، سنن أبي داوٗد : 1709، سنن ابن ماجه : 2505، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۸۹۴) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۶۷۱) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: اگر لقطہ کا مالک نہ ملے، تو کیا وہ چیز مالک کی طرف سے صدقہ کی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔ صدقہ کی جاسکتی ہے، مگر ضروری نہیں۔

سوال: اگر کوئی بیش قیمت چیز ملے، تو کیا وہ مسجد میں لگائی جاسکتی ہے؟

جواب: بیش قیمت چیز ملے، تو اس کے لقطہ والے احکام ہیں، یعنی عرصہ تک اس کا اعلان کیا جائے، اگر پھر بھی مالک نہ ملے، تو مسجد مدرسہ میں خرچ ہو سکتی ہے، واللہ اعلم!

سوال: لقطہ کو افطاری میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر ملنے والی چیز قیمتی ہے، تو اس کا اعلان کیا جائے اور اگر قیمتی نہیں، تو چیز کو اٹھانے والا اسے کہیں بھی خرچ کر سکتا ہے۔

سوال: مسلمان میت کی جیب سے جو رقم نکلی، اس کا کیا کیا جائے؟

جواب: وہ رقم وارثوں کے سپرد کی جائے، البتہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے، تو بہتر ہے، بشرطیکہ ورثاء راضی ہوں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: عرصہ دراز تک اگر لقطہ کے مالک کا پتہ نہ چلے، تو کیا اس چیز کو بیچنا جائز ہے؟

جواب: ایک عرصہ تک اعلان کرنے کے باوجود بھی مالک کا پتہ نہ چلے، تو جس شخص کو وہ چیز ملی تھی، اسے چاہیے کہ اس چیز کی مقدار اور حیثیت کو نوٹ کر لے اور اسے اپنے استعمال میں لے آئے، وہ اس کا مالک ہے، اس میں مکمل تصرف کا حق رکھتا ہے، اسے بیچ بھی سکتا ہے اور اپنے استعمال میں بھی لا سکتا ہے۔ البتہ اگر استعمال کے بعد بھی چیز کا مالک واپس آ جائے اور اس چیز کا مطالبہ کرے، تو وہ اسے وہ چیز یا اس کی قیمت واپس لوٹائے۔

❀ سیدنا سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”مجھے ایک کوڑا ملا اور میں نے اسے اٹھا لیا، زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ نے مجھ پر اعتراض کیا، میں نے کہا: اگر مجھے اس کا مالک مل گیا، تو میں اس کے حوالے کر دوں گا، ورنہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ سوید کہتے ہیں: میں نے اس کا تذکرہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ نے ٹھیک کیا، ٹھیک کیا ہے، مجھے ایک تھیلی ملی تھی میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اور اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک مزید اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسے پہچان سکتا ہو۔آپ نے فرمایا: اس کی گنتی، تھیلی اور بندھن کو ذہن نشین کر لیں، اگر اس کا مالک آجائے، تو اسے دے دینا، ورنہ اسے اپنی ضروریات میں خرچ کر لینا۔‘‘

(صحیح البخاري: 2426، صحیح مسلم: 1723)

سوال: کسی قبر پر کوئی چیز پڑی ملے، تو اس کا کیا کیا جائے؟

جواب: بعض لوگ قبروں پر نذرانے کے لیے قیمتی اشیا رکھ جاتے ہیں، یہ پیسے کا ضیاع ہے، اس سے صاحب قبر یا رکھنے والے کو کچھ فائدہ حاصل ہونے والا نہیں، بلکہ یہ ناجائز نذرانہ اور ناحق وسیلہ ہے۔

جہاں تک سوال کا تعلق ہے، تو قبر پر پڑی قیمتی چیز کو نہ اٹھایا جائے، کیونکہ اس کو استعمال کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیا غیر آباد علاقے میں گری پڑی چیز کا حکم بھی لقطہ والا ہے؟

جواب: جی ہاں، اس کا حکم بھی لقطہ والا ہے، ممکن ہے کہ کسی راہ گیر مسافر سے گر گئی ہو گی، اس کا بھی عرصہ تک اعلان کیا جائے، مالک آجائے، تو اسے دے دی جائے اور اگر مالک نہ آئے، تو اپنے استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا لقطہ کو اعلان کے بعد غنی اپنے استعمال میں لا سکتا ہے؟

جواب: لقطہ کا ایک مدت تک اعلان کیا جائے، اگر کوئی مالک نہ ملے، تو اس چیز کی مقدار اور حیثیت کو ذہن نشین کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے، اس میں امیر و غریب کی کوئی قید حدیث میں بیان نہیں ہوئی، لہٰذا امیر آدمی بھی لقطہ کی رقم استعمال کر سکتا ہے۔

سوال: کیا گرے پڑے ایک لاکھ روپے پر بھی لقطہ کا حکم لگے گا؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جی ہاں، ایک لاکھ روپے پر لقطہ کا حکم نافذ ہوگا۔

سوال: حدیث قدسی: ''زمانے کو گالی مت دیں۔'' کا کیا مطلب ہے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ.

''زمانے کو برا بھلا مت کہیں، اللہ تعالیٰ ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہے۔''

(صحیح مسلم: 2246)

''دھر'' زمانے اور وقت کو کہتے ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''دھر'' کی تعریف میں فرماتے ہیں:

اَلدَّهْرُ الَّذِي هُوَ الزَّمَانُ أَوْ مَا يَجْرِي مَجْرَى الزَّمَانِ.

''دہر سے مراد زمانہ ہے یا جو اس میں ہو رہا ہو، ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 494/2)

زمانے کا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ اسے جیسے چاہتا ہے، بدلتا رہتا ہے۔ زمانے کو برا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ زمانے کو گالی دینا حرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانے کا خالق ہے، حقیقت الامر میں دہر (زمانہ) کسی شے کا مالک نہیں، نہ ہی کچھ کر سکتا ہے، زمانے میں جو کچھ ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے ہوتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (آل عمران: 140)

''ہم لوگوں کے دن بدلتے رہتے ہیں۔''

❁ حدیث قدسی ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ . ''میں ہی دن اور رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 4826، صحيح مسلم : 2246)

دن اور رات دہر ہیں، ان میں تدبیر وتصرف اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ فلاسفہ دہر اور زمانے میں فرق کرتے ہیں، اس فرق پر کوئی دلیل نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

''قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض غیر محقق لوگوں نے یہ کہا ہے کہ دھر اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، جبکہ یہ بات غلط ہے، کیونکہ دھر تو دنیا کے وقت کی مدت کو کہتے ہیں۔ بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ دھر سے مراد دنیا میں اللہ کے کیے گئے کاموں کی مدت ہے، یا اللہ تعالیٰ کے وہ کام ہیں، جو (کسی بھی چیز کی) موت سے پہلے تک ہوں۔ بعض جاہل دھریہ اور معطلہ نے اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے پکڑی ہے اور ناپختہ اہل علم پر حجت بازی کی ہے۔ کیونکہ ان (دھریہ وغیرہ) کے نزدیک دھر سے مراد کائنات کی حرکات اور عالَم کی مدت ہے۔ ان کے نزدیک اس (دھر) کے علاوہ کوئی ذات کچھ کرنے والی نہیں ہے۔ (گویا اللہ کا وجود نہیں ہے۔) جبکہ ان کے رد کے لیے حدیث کا دوسرا حصہ ہی کافی ہے کہ جس میں ہے: ''میں زمانہ ہوں، اس کی رات اور دن کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔'' بھلا کوئی چیز اپنے آپ کو کیسے الٹ پلٹ کرسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ ان (دھریہ) کی بہتان بازیوں سے بہت بلند ہے۔''

(فتح الباري : 566/10)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ فرماتا ہے:

يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

''ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے، وہ وقت کو برا بھلا کہتا ہے، جبکہ میں ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہوں، اختیار میرے ہاتھ میں ہے، میں ہی دن اور رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔''

(صحيح البخاري: 4826، صحيح مسلم: 2246)

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''(حدیث قدسی میں) فرمان باری تعالیٰ: ''میں ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہوں۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ میں ہی وقت کو لانے والا ہوں، اس کے لیل ونہار کو خوشحالی اور تنگ حالی میں بدلنے والا ہوں۔ جبکہ بعض کافر تو کہتے ہیں کہ انہیں وقت ہلاک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسوں کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ان کفار کو اس بات کا ذرا بھی علم نہیں ہے، بلکہ خود سے ہی یہ گمان کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جو اپنے ہلاک کرنے والے کو گالی دیتا ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے، کیونکہ کفار یہ گمان کرتے تھے کہ انہیں وقت ہلاک کرتا ہے، جبکہ ہلاک کرنے والا تو اللہ تعالیٰ خود ہے، نہ کہ زمانہ۔ یوں اس زمانے کو گالی دیتے ہیں، جس میں ان کی ہلاکت ہوئی۔ جبکہ گالی ان کی طرف سے ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے خالق کو جائے گی، جو انہیں ہلاک کرنے والا ہے، نہ کہ زمانے کو، جس کا اس ہلاکت میں کوئی کردار نہیں، کیونکہ زمانے کو پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔‘‘

(صحيح ابن خزيمة : 113/4)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنٰى هٰذَا : أَنَّ الْجَاهِلِيَّةَ كَانُوا يَقُولُونَ : يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَعَلَ بِنَا كَذَا وَكَذَا، فَيُسْنِدُونَ أَفْعَالَ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَى الدَّهْرِ، وَيَسُبُّونَهُ، وَإِنَّمَا الْفَاعِلُ لِذٰلِكَ هُوَ اللّٰهُ، عَزَّ وَجَلَّ، فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، هٰكَذَا قَرَّرَهُ الشَّافِعِيُّ وَأَبُو عُبَيْدٍ وَغَيْرُهُمَا مِنَ الْعُلَمَاءِ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ .

’’اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جاہلیت (مصیبت کے وقت) کہا کرتے تھے: اے زمانے کی مصیبت! ہمارے ساتھ ایسا ایسا ہی ہونا تھا۔ یوں وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کو زمانے کی طرف منسوب کر دیتے تھے اور اسے برا کہتے۔ جبکہ ان کا فاعل اللہ عزوجل ہی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا۔ امام شافعی اور امام ابوعبید وغیرہما رحمہم اللہ نے یہی مفہوم بیان کیا ہے۔‘‘

(تفسير ابن كثير : 480/6)

❁ نیز فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے کافر دہریہ اور ان کے ہم نوا مشرکین عرب، جو آخرت کے منکر ہیں، کے متعلق خبر دی ہے: ﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا﴾ ’’کہتے ہیں کہ صرف ہماری دنیاوی زندگی ہی ہے، جس میں ہم زندہ ہیں اور پھر مر جائیں گے۔‘‘ یعنی صرف دنیاوی زندگی ہی ہے، جس میں کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لوگ مر جاتے ہیں اور دوسرے زندگی کے مزے لیتے ہیں۔ نہ آخرت کا کوئی وجود ہے اور نہ قیامت کا دن ہوگا۔ یہ مشرکین عرب کہا کرتے تھے، جو دوبارہ زندہ کیے جانے کے منکر تھے، نیز یہ عقیدہ ان فلاسفہ کا بھی کیا، جو الٰہ کو مانتے ہیں، لیکن کائنات کی ابتدا اور دوبارہ زندہ کیے جانے کے منکر ہیں، اسی طرح اس کے قائلین میں وہ دہریہ بھی شامل ہیں، جو کہتے ہیں کہ زمانہ خود ہی چل رہا ہے، اسے بنانے والا کوئی نہیں ہے، ان کا نظریہ ہے کہ ہر چھتیس ہزار سال بعد زمانہ پھر وہیں لوٹ آتا ہے، جہاں وہ پہلے تھا، نیز یہ کہتے ہیں کہ زمانے کا یہ چکر کئی بار ہو چکا ہے اور کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ ان لوگوں نے عقل کو بڑا جانا اور منقول (کتاب وسنت) کو جھٹلا دیا، اسی لیے انہوں نے کہہ دیا: ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ ''ہمیں وقت ہی ہلاک کرتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾ ''ان لوگوں کو اپنی بات کا علم ہی نہیں، یہ تو محض گمان کرتے ہیں۔'' یعنی وہم اور خیال کرتے ہیں۔''

(تفسير ابن كثير: 7/268-269)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُولُوا : خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ .

''آپ ''ہائے زمانے کی مصیبت!'' نہ کہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہے۔''

(صحيح البخاري: 6182، صحيح مسلم: 2247)

❁ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

”حدیث نبوی: ”کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہے۔“ سے کسی کو یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ دہر اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ کیونکہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جاہلیت کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو ناخوشگوار حالت پیش آتی، تو وہ اس مصیبت کو زمانے کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔ یوں وہ زمانے کو گالی دیتے کہ اس مصیبت کا فاعل زمانہ ہی ہے، وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ کے فعل اور اس کی قضا سے صادر ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں باخبر کیا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فعل سے صادر ہوتا ہے، اس لیے جب تم اس مصیبت کے فاعل کو گالی دیتے ہو، تو یہ گالی اللہ تعالیٰ کو جاتی ہے۔“

(الحُجَّة في بيان المَحجَّة: 1/178-179)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: أَنَا الدَّهْرُ، الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي لِي، أُجَدِّدُهَا وَأُبْلِيهَا، وَآتِي بِمُلُوكٍ بَعْدَ مُلُوكٍ.

”زمانے کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں ہی وقت (کو الٹ پلٹ کرنے والا) ہوں۔ دن اور رات میرے ہیں، میں ہی انہیں خوشحال اور تنگ حال کرتا ہوں، میں ہی بادشاہت دیتا ہوں۔“

(مسند الإمام أحمد: 2/496، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

(فتح الباري: 10/565)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ : إِنَّ الدَّهْرَ هُوَ الَّذِي يُهْلِكُنَا هُوَ الَّذِي يُمِيتُنَا وَيُحْيِينَا فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَوْلَهُمْ .

''اہل جاہلیت کہا کرتے تھے: زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے، زمانہ ہمیں مارتا ہے، زمانہ ہمیں زندہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نظریات کا رد کیا۔''

(صحيح ابن حِبّان : 5715 ، المستدرك للحاكم : 3690 ، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''زمانے کو گالی دینے والا دو باتوں میں سے ایک کا شکار ہوتا ہے، یا تو وہ اللہ کو گالی دیتا ہے، یا اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، کیونکہ اگر وہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زمانہ بھی فاعل ہے، تو وہ مشرک ہے، اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر کام کا فاعل ہے، چونکہ وہ فاعل کو گالی دیتا ہے، اس لیے وہ اللہ کو گالی دیتا ہے۔''

(زاد المَعاد في هَدي خير العِباد : 241/2)

اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا؟:

حدیث میں آیا ہے کہ جو زمانے کو برا بھلا کہتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے۔ اس ایذا سے کیا مراد ہے؟

یاد رہے کہ ایذا دینے سے ضرر (نقصان) لازم نہیں آتا، کیونکہ بسا اوقات انسان کوئی ناپسندیدہ بات کلام سنتا ہے، یا کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتا ہے، اس سے اسے ایذا تو ہوتی ہے، لیکن ضرر نہیں پہنچتا۔ اسی طرح بدبودار چیزوں سے ایذا تو ہوتی ہے، لیکن ضرر نہیں۔ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے اپنے لیے ایذا کا اثبات کیا ہے اور اپنے لیے ضرر کی نفی کی ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً﴾(الأحزاب: 57)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔''

❁ اسی طرح حدیث قدسی میں ہے:

يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ ....

''ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے، وہ وقت کو برا بھلا کہتا ہے......۔''

(صحيح البخاري: 4826، صحيح مسلم: 2246)

اللہ تعالیٰ نے خود سے ضرر کی نفی کی ہے۔

❁ آیت کریمہ ہے:

﴿إِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا﴾(آل عمران: 176)

''وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔''

❁ حدیث قدسی میں ہے:

يَا عِبَادِي! إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي .

''میرے بندو! تم ہرگز مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔''

(صحيح مسلم: 2577)

اگر کوئی کہے کہ کلام اللہ، کلام رسول اور لغت میں مجاز ممنوع ہے، تو حدیث: ''میں زمانہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔“ کا مجازی معنی کیوں کیا گیا کہ ”میں زمانے کو بدلنے والا ہوں۔“؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی بھی کلمے کا حقیقی اور معتبر معنی وہی ہوتا ہے، جس پر سیاق اور قرینہ دلالت کرے۔ وہ اس حدیث میں موجود ہے۔ أَنَا الدَّهْرُ کا معنی أَنَا مُقَلِّبُ الدَّهْرِ ہے، کیونکہ اس معنی پر سیاق دلالت کرتا ہے: أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ. ”دن رات کو میں الٹ پلٹ کرتا ہوں۔“

نیز یہ عقلاً محال ہے کہ خالق فاعل ہی مخلوق مفعول ہو اور جو مقلِّب (الٹ پلٹ کرنے والا) ہے، وہی مقلَّب (جسے الٹ پلٹ کیا گیا) ہو۔

دہر سے مراد دن اور رات ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ الٹ پلٹ کرتا ہے۔ ”دہر“ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، نہ اس کا نام۔ واللہ اعلم!

ایک وضاحت:

زمانے کو برا کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ جبکہ بعض احادیث میں قیامت سے پہلے زمانے کی مذمت بھی وارد ہوئی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس زمانے کے بارے میں خبر دی ہے کہ اس میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے، ان کے یہ اعمال ہوں گے۔ اس سے حقیقت میں زمانے کی مذمت نہیں، بلکہ ان لوگوں کی مذمت ہے، جو اس زمانے میں ہوں گے۔ زمانہ تو ایک جیسا ہے، اس میں لوگ بدلتے رہتے ہیں۔ اچھے لوگ ہوں، تو اچھا زمانہ کہلاتا ہے، برے لوگ ہوں، تو اسے برا زمانہ کہہ دیا جاتا ہے، جیسے دورِ جاہلیت۔ اب اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا دور، جس میں جاہل لوگ گزرے ہوں۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا زمانہ سب سے بہترین ہے، کیونکہ اس میں سب سے بہترین ہستی موجود تھی، اسی طرح صحابہ وتابعین وغیرہ کا دور خیر القرون سے موسوم کیا گیا ہے، اس کی بھی یہی وجہ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات زہر کھانے سے ہوئی؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا طبعی موت فوت ہوئیں۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ روافض کا کہنا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زہر دیا تھا۔ یہ محض بہتان ہے۔

❁ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حالت نزع میں تھیں، تو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس آنے کو اجازت چاہی، ماں جی کہنے لگے: ڈرتی ہوں کہ وہ میری تعریف کرنے نہ بیٹھ جائیں، کسی نے عرض کیا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زادے اور معزز آدمی ہیں، فرمایا: بلا لیجئے! عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: مزاج گرامی کیسے ہیں؟ فرمایا: اگر اللہ کے ہاں اچھی ہوں، تو سب اچھا ہے، کہا: اچھا ہوگا ان شاء اللہ! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، آپ کے سوا کسی کنواری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد نہیں ملا، قرآن نے آپ کی برأت کی۔ وہ چلے گئے، تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں، ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے، وہ میری تعریف کرنے لگے، جبکہ میں چاہتی تھی کہ گمنام رہتی اور مجھے بھلا دیا جاتا۔''

(صحيح البخاري: 4753)

❁ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کی بیمار پرسی کو آئے، سلام کہا اور بیٹھ گئے، فرمایا: ام المومنین! بشارت ہو، تھوڑا ہی وقت ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرنے والے صحابہ سے جدا ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ہیں، آپ کی تکالیف ختم ہونے کو ہیں، آپ کی روح جہان فانی سے پرواز کرنے کو ہے۔ ام المومنین! آپ نبی کریم ﷺ کی محبوب ترین زوجہ تھیں، آپ کی پاکیزگی کی بنا پر یہ پیار آپ کو ملا تھا، آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوئی تھی، روئے زمین پر کوئی مسجد ایسی نہیں کہ جہاں ان آیات کی دن رات تلاوت نہ ہوتی ہو، مقام ابواء، جہاں آپ کا ہار کھو گیا تھا، وہاں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اس ہار کی تلاش میں رکے رہے، فجر کا وقت آن پہنچا، پانی تھا نہیں، سو اللہ نے آیت نازل کی: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ......﴾ ''پانی نہ ملے، تو تیمّم کر لیا کریں......۔'' تیمّم کی رخصت لوگوں کو آپ ہی کی وجہ سے ملی، اللہ کی قسم! آپ بہت مبارک ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ابن عباس! ان باتوں کو چھوڑ یئے۔ اللہ کی قسم! میری تو خواہش تھی کہ کاش مجھے بھلا دیا جاتا۔''

(فضائل الصّحابة لأحمد: 1639، المستدرك للحاكم: 4/8؛ وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكّٰى بِهٖ أَبَدًا.

''آپ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں ہی میری سہیلیوں (ازواج مطہرات) کے ساتھ دفن کرنا۔ میں (نبی کریم ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن ہو کر) اپنی تعریف نہیں کروانا چاہتی۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري :1391)

❁ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَاتَتْ عَائِشَةُ، فَدَفَنَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَيْلًا .

”عائشہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں، تو انہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رات کو دفن کیا۔“

(مسند الإمام أحمد : 25005، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: وضو کے بعد درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: وضو کے بعد درود پڑھنا ثابت نہیں، یہ دین میں اضافہ ہے، وضو کے بعد جو مسنون دعائیں حدیث میں ثابت ہیں، وہ ہی پڑھنی چاہیے۔ بلاشبہ درود پڑھنا باعث فضیلت اور خوش بختی ہے، مگر کسی ذکر کو کسی عمل کے ساتھ یا وقت کے ساتھ خاص کرنا شریعت کا وظیفہ ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے ایک روایت ملاحظہ فرمائیں؛

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

عَطَسَ رَجُلٌ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : وَأَنَا أَقُولُ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ لَيْسَ هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقُولَ إِذَا عَطَسْنَا، أَمَرَنَا أَنْ نَقُولَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں بیٹھے ایک آدمی نے چھینک لی اور کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو۔“ اس پر سیدنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی اللہ کی تعریف کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہوں، لیکن اس موقع پر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نہیں سکھایا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھینک کے وقت یہ دُعا سکھائی ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ''ہمہ وقت تمام تعریفات اللہ کے لئے ہیں۔''

(سنن التّرمذي : 2738، مسند الحارث : 1890، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 265/4، شعب الإيمان للبيهقي : 8884، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

ثابت ہوا کہ جس طرح چھینک لینے کے بعد درود پڑھنا مسنون نہیں، بلکہ دوسری دعا مسنون ہے، بعینہٖ وضو کے بعد بھی درود مسنون نہیں، بلکہ دیگر دعائیں مسنون ہیں۔ جس طرح چھینک کے بعد درود سے منع کرنے سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما درود کے منکر نہیں ہوئے، اسی طرح وضو کے بعد درود سے منع کرنے سے کوئی درود کا منکر نہیں ہوتا، فافہم وتدبر!

سوال: دولہا اور دلہن کو کون سی دعا دی جائے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شادی کی مبارک باد ان الفاظ میں دیتے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ .

''اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے اور آپ پر برکت نازل فرمائے اور دونوں کو خیر (اولاد) پر اکٹھا فرمائے۔''

(سنن أبي داوٗد : 2130؛ سنن التّرمذي : 1116؛ وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں؟

جواب: جی ہاں، اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ توقیفی ہیں، ہم اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے نام نہیں رکھ سکتے۔ اللہ کے نام وہ ہیں، جو اس نے خود قرآن میں یا اس کے رسول نے احادیث میں ثابت کر دیئے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان ناموں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے، مخلوق کو ان کے متعلق آگاہی نہیں دی۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا﴾(الأعراف: ۱۸۰)

''اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، تم اسے انہیں کے ساتھ پکارو۔''

❀ نیز فرمایا:

﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾(طٰه: ۸)

''اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، اس کے خوبصورت نام ہیں۔''

❀ نیز فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾

(بني إسرائيل: ۱۱۰)

''(اے نبی!) کہہ دیجئے! اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن، جیسے بھی پکارو، اس کے اچھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اچھے نام ہیں۔“

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ .

”اللہ کے ننانوے نام ایسے ہیں کہ جو ان کو یاد کرلے گا، جنت میں داخل ہوگا۔“

(صحيح البخاري : ٧٣٩٢، صحيح مسلم : ٢٦٧٧)

کتاب و سنت کی ان نصوص سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے اوصاف کی وسعت کے حامل ان اسمائے حسنیٰ پر ایمان لانا واجب ہے، اس کا ہر نام اس کی کمال عظمت پر دلیل ہے، اسی لیے یہ اچھے ہیں۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

أَسْمَاؤُهٗ كُلُّهَا أَسْمَاءُ مَدْحٍ وَحَمْدٍ وَثَنَاءٍ وَتَمْجِيدٍ، وَلِذٰلِكَ كَانَتْ حُسْنٰى، وَصِفَاتُهٗ كُلُّهَا صِفَاتُ كَمَالٍ .

”اللہ تعالیٰ کے تمام نام تعریف و ثنا اور بزرگی کا پیکر ہیں، اسی لیے ان کو حسنیٰ کہا گیا ہے، اس کی تمام صفات بھی صفات کمال ہیں۔“

(مَدارج السّالكين : ١٤٤/١)

سوال: اللہ تعالیٰ کو ایشور، بھگوان وغیرہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے ایشور اور بھگوان وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کرنا درست نہیں، ایک تو اس لیے کہ یہ الفاظ غیر مسلموں کی اصطلاحات ہیں، وہ اپنے معبودوں کے لیے استعمال کرتے ہیں، دوسرا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ موجود ہیں، ان کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہوئے ہمیں دوسرے ناموں کی طرف جانے کی ضرورت نہیں، تیسرا یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کسی نام کا ترجمہ ہے یا نہیں، اس بارے کچھ معلوم نہیں، ممکن ہے کہ ان ناموں میں غیر مسلموں کے مذہبی عقائد کی ترجمانی ہو۔ اس لیے عافیت کا راستہ یہی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کو انہی ناموں سے پکاریں، جو اہل سنت میں رائج ہیں اور قرآن وحدیث وسلف امت سے ثابت ہیں۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے ناموں پر بندوں کے نام رکھے جا سکتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ذاتی ناموں پر بندوں کے نام نہیں رکھے جا سکتے۔ مثلاً کسی کا نام ''اللہ'' یا ''الرحمٰن'' وغیرہ رکھنا ممنوع ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے دیگر نام یا دیگر صفات پر مخلوق کے نام رکھنا جائز ہے، مگر اللہ کے نام اور صفات کے معنی وہ ہوں گے جو اس کی شایان شان ہے اور مخلوق کے ناموں کے معنی وہ ہوں گے، جو مخلوق کے لائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہر اچھی صف میں کمال حاصل ہے، جبکہ مخلوق کے لیے ایسا نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے لیے ''الحی، العلیم، السمیع'' وغیرہ کے نام استعمال ہوئے ہیں، جبکہ یہی نام مخلوق کے لیے بھی استعمال ہوئے ہیں، تو معنی یہ ہوگا کہ جہاں یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوئے ہیں، وہاں ان کے معنی وہ ہیں، جو خالق کے شایان شان ہیں، یعنی صفتِ حیات، علم اور سمع وغیرہ باری تعالیٰ کے لیے صفاتِ کمال ہے کہ وہ ہمیشہ سے ان صفات سے متصف ہے اور ہمیشہ رہے گا، ان میں ذرا بھر بھی تعطیل نہیں۔ البتہ جہاں یہ الفاظ مخلوق کے لیے استعمال ہوئے ہیں، وہاں ان کا وہ معنی مراد ہے، جو مخلوق کے شایان شان ہے، یعنی مخلوق بھی ''حی، علیم اور سمیع'' وغیرہ ہے، مگر وہ نہ ہمیشہ سے ان صفات سے متصف تھی اور نہ ہمیشہ رہے گی، جبکہ خالق باری تعالیٰ کے لیے ایسا نہیں ہے، وہ ان صفات سے ہمیشہ سے متصف ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ لہٰذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خالق کیلئے صفات کمال ہیں، جبکہ مخلوق کے لیے یہ صفات کمال نہیں ہیں۔

سوال: دوران استنجاء اللہ تعالیٰ کا نام لینا کیسا ہے؟

جواب: دوران استنجاء اللہ تعالیٰ کا نام یا ذکر کرنا جائز نہیں۔

❀ ابو وائل شقیق بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِثْنَتَانِ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ الْعَبْدُ فِيهِمَا : إِذَا أَتَى الرَّجُلُ أَهْلَهُ يَبْدَأُ فَيُسَمِّي اللّٰهَ، وَإِذَا كَانَ فِي الْخَلَاءِ .

”دو اوقات میں بندہ اللہ کا ذکر نہیں کر سکتا، ایک بسم اللہ پڑھ کر اپنی بیوی کے پاس آکر، دوسرا بیت الخلا کے وقت۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : ١/١١٣، وسندهٗ صحيحٌ)

ابو وائل رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ دوران مباشرت اور قضائے حاجت کے وقت ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: دوران نماز کسی شخص کو جواب دینے کے لیے بلند آواز سے کوئی ذکر کرنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔

سوال: ہم بستری کے دوران میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا کیسا ہے؟

جواب: ہم بستری سے پہلے دعا پڑھی جائے، دوران ہم بستری ذکر الٰہی جائز نہیں۔

سوال: کیا حیض و نفاس میں اللہ کا ذکر جائز ہے؟

جواب: حیض و نفاس کے ایام میں سوائے قرآن کریم کی تلاوت کے، تمام اذکار کیے جا سکتے ہیں، مثلاً اذان کا جواب، اذکار مسنونہ، ادعیہ ماثورہ اور درود وغیرہ۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ .

”نبی کریم ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔“

(صحيح مسلم : 373)

اگر چہ تلاوتِ قرآن بھی اللہ کا ذکر ہے، لیکن دوسرے دلائل سے معلوم ہو چکا ہے کہ جنابت میں رسولِ اکرم ﷺ ذکر کی یہ صورت اختیار نہیں کرتے تھے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَادَتْ بِهِ الذِّكْرَ الَّذِي هُوَ غَيْرُ الْقُرْآنِ، إِذِ الْقُرْآنُ يَجُوزُ أَنْ يُسَمَّى الَّذِي ذُكِرَ، وَقَدْ كَانَ لَا يَقْرَؤُهُ وَهُوَ جُنُبٌ، وَكَانَ يَقْرَؤُهُ فِي سَائِرِ الْأَحْوَالِ .

”اس سے مراد تلاوتِ قرآن کے علاوہ ذکر ہے، اگر چہ قرآن کو بھی ذکر کہا جاسکتا ہے، لیکن آپ ﷺ حالتِ جنابت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتے تھے۔ باقی حالات میں پڑھتے رہتے تھے۔“

(صحيح ابن حبّان : 82/3)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْجُنُبِ؛ لِأَنَّ ذِكْرَ اللّٰهِ إِذَا أُطْلِقَ لَا يُرَادُ بِهِ الْقُرْآنُ .

”اس حدیث میں جنبی کے لیے تلاوت قرآن کے جواز کی دلیل نہیں، کیونکہ جب ”ذکر اللہ“ کا لفظ مطلق بولا جائے، تو اس سے قرآن کریم مراد نہیں ہوتا۔“

(فتح الباري لابن رجب : 45/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عید گاہ میں لے کر جائیں، البتہ حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں، جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔“

(صحيح البخاري: 981، صحيح مسلم: 890)

ثابت ہوا کہ حائضہ عورت مجالس وعظ میں شرکت بھی کر سکتی ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے نام یا صفات کی قسم کھائی جا سکتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا حرام ہے، خواہ نبی کریم ﷺ، خانہ کعبہ، امانت، جان و مال، جسم و روح وغیرہ کی ہو۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دورانِ سفر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو باپ کی قسم کھاتے سنا، تو فرمایا:

اَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ.

”اللہ نے آباواجداد کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، چنانچہ جس نے قسم کھانی ہو، وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے، ورنہ خاموش ہو رہے۔“

(صحيح البخاري: 6646، صحيح مسلم: 1646)

❁ سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

”نہ اپنے آبا کی قسمیں کھاؤ اور نہ ہی بتوں کی۔“

(صحيح مسلم : 1648)

امانت کی قسم کھانے کی شدید ممانعت وارد ہوئی ہے۔

❀ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا .

”جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 352/5، سنن أبي داوٗد : 3253، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (4363) نے ”صحیح“، امام حاکم رحمہ اللہ (298/4) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❀ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ .

”جو غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائے، اس کی قسم قبول نہیں، جیسے وہ نبی اور کعبہ کی قسم اٹھا دے۔“

(الهِداية : 318/2، طبع بيروت)

❀ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ حَلِفٌ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

”کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ کی قسم اٹھانا، غیر اللہ کی قسم ہے۔“

(البحر الرّائق : 311/4)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا نام لیتے وقت ساتھ ”سبحانہ وتعالیٰ“ کہنا ضروری ہے؟

جواب: ضروری نہیں ہے، البتہ بہتر ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کا نام ”احمد“ ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے ذاتی نام ”محمد“ اور ”احمد“ ہیں۔ اس کے علاوہ کئی صفاتی نام قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول حکایت کیا ہے:

﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾(الصّفّ:٦)

”میں اپنے بعد ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں، جن کا نام نامی اسم گرامی ”احمد“ ہوگا۔“

❁ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي، الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ، الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ، الَّذِي لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

”میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، جس کے ذریعے اللہ نے کفر کو مٹایا، میں حاشر ہوں، میرے بعد حشر قائم ہوگا، میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(المُعجَم الكبير للطّبراني: 1523، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْحَاشِرُ، وَالْمَاحِي، وَالْخَاتَمُ، وَالْعَاقِبُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”میں محمد، احمد، حاشر، ماحی، خاتم اور عاقب (ﷺ) ہوں۔“

(مسند الإمام أحمد : 4/81، المعجم الكبير للطّبراني : 1563، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (2/604) نے اس حدیث کو امام مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدُ وَأَحْمَدُ وَالْعَاقِبُ وَالْمَاحِي وَالْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى عَقِبِي، وَالْعَاقِبُ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ .

”میرے کئی نام ہیں، میں محمد، احمد، عاقب، ماحی، حاشر (ﷺ) ہوں، حاشر اسے کہتے ہیں، جس کے بعد حشر قائم ہو اور عاقب کا معنی آخری نبی ہے۔“

(مسند البزّار : 3413، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام بزار رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نام کیا ہیں؟

جواب: اللہ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں، کیونکہ ان میں کمال عبدیت کا اظہار ہے۔ یاد رہے کہ ان ناموں کا فائدہ تب ہے، جب اس کے تقاضوں کے مطابق عقائد واعمال کو اپنایا جائے، صرف نام رکھنے سے نجات نہیں، ورنہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی واصل جہنم نہ ہوتا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ .

”اللہ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔“

(صحيح مسلم : 2132)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا ''محمد'' نام رکھنے کی فضیلت ثابت ہے؟

جواب: ''محمد'' نام رکھنے کے فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور پیغمبر کا نام نامی ہے۔ اگر کوئی محبت رسول میں آکر آپ کے نام پر اپنے بچے کا نام رکھے، یہ محبت کا کمال اظہار ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے نام بجائے گندے لوگوں کے ناموں پر رکھنے کے، جناب محمد رسول اللہ ﷺ یا آپ کے پاک باز صحابہ کرام کے ناموں پر رکھیں، تاکہ ہمارے ناموں میں ہی ہمارے مذہب وعقیدے کی ترجمانی ہو۔

البتہ ایسی کوئی صحیح دلیل ہمارے علم میں نہیں کہ جس میں ''محمد'' نام رکھنے کی فضیلت یا خصوصیت بیان کی گئی ہو، اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف اور ناقابل احتجاج ہیں۔ البتہ اس بارے میں عمومی دلائل موجود ہیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ پر درود کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کے بے شمار فضائل وثمرات ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾(الأحزاب : 56)

''اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، مومنو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو۔''

❀ امام مفسرین، امام طبری رحمہ اللہ (310ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يُقَالَ : إِنَّ مَعْنٰى ذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ يَرْحَمُ النَّبِيَّ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَتَدْعُو لَهُ مَلَائِكَتُهُ وَيَسْتَغْفِرُونَ .

’’اس آیت کا یہ معنی کرنا بھی ممکن ہے۔ اللہ نبی ﷺ پر رحمت کرتا ہے اور فرشتے آپ کے لئے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔‘‘

(تفسير الطّبري : 174/19)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

’’نبی ﷺ پر درود کا معنی آپ کی تعظیم ہے۔ ہم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتے ہیں، تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ! محمد ﷺ کو عظمت عطا فرما۔ دنیا میں عظمت دینے سے مراد آپ کا ذکر بلند کرنا، آپ کا دین غالب کرنا اور آپ کی شریعت کو باقی رکھنا ہے، آخرت میں عظمت دینے سے مراد آپ کے ثواب میں اضافہ، آپ کی شفاعت قبول کرنا اور مقامِ محمود پر فائز کر کے آپ کی فضیلت کو ظاہر کرنا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ربّ سے دُعا کرو کہ وہ آپ ﷺ کو عظمت عطا فرمائے۔‘‘

(فتح الباري : 156/11)

❁ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَقِيتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي، وَقَالَ : إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ : مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ شُكْرًا .

’’جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے خوش خبری سنائی، آپ کا رب فرماتا ہے: جو آپ پہ درود پڑھے گا میں اس پہ رحمت کروں گا، جو آپ پر سلام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہے گا، اس پر سلامتی اتاروں گا۔ یہ سن کر میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 550/1، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ سیّدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو رخ انور پر خوشی تمتما رہی تھی۔ عرض کیا: چہرے پر خوشی کے آثار ہیں؟ فرمایا: ایک فرشتے نے مجھے کہا: اے محمد! آپ کا رب کہتا ہے کہ خوش ہو جائیں، جو آپ پر درود پڑھے گا، میں اس پر دس رحمتیں اتاروں گا اور جو آپ پر سلام کہے گا، میں اس پر دس سلامتیاں نازل فرماؤں گا۔“

(مسند الإمام أحمد : 29/4، 30؛ سنن النّسائي : 1283، 1295؛ وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (915) اور حافظ ضیاء مقدسی رحمہما اللہ (الفتح الكبير للسّيوطي، ح : 142) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ عراقی رحمہ اللہ نے سند کو ”جید“ قرار دیا ہے۔

(تخريج أحاديث الإحياء، ح : 1004)

❁ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منبر لائیں۔ ہم منبر لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، تو آمین کہا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچے، تو آمین کہا۔ جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو پھر آمین کہا۔ نیچے تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ سے خلاف معمول بات سنی، فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اس کے لیے ہلاکت ہو، جو رمضان پائے، لیکن اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ میں نے آمین کہہ دیا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچا، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس آپ کا تذکرہ ہو، لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے آمین کہا۔ تیسری پر چڑھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس اس کے ماں باپ، دونوں یا ایک بوڑھا ہو اور وہ اس کے جنت میں داخلے کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے پھر آمین کہہ دیا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 4/153، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

درود وسلام پیغمبر اسلام سے اظہارِ محبت کا بے مثال و منفرد انداز ہے، اس کے بے پناہ فوائد وثمرات بھی ہیں، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے چند ثمرات جلیلہ بیان کئے ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری حاصل ہوتی ہے۔

② اللہ عزوجل کے ساتھ درود میں موافقت ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارا اور اللہ تعالیٰ کا درود مختلف معانی ومطالب رکھتا ہے۔ ہمارے درود کا معنی دعا اور سوال ہے اور اللہ تعالیٰ کے درود سے مراد ثنا وشرف کا بیان ہے۔

③ فرشتوں کے عمل سے مطابقت نصیب ہوتی ہے۔

④ دس رحمتیں ملتی ہیں۔

⑤ دس درجات بلند ہوتے ہیں۔

⑥ نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ جاتی ہیں۔

⑦ دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

⑧ دعا قبول ہوتی ہے۔

⑨ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(۱۰) درود گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔

(۱۱) درود انسان کے غم والم کا مداوا ہے۔

(۱۲) درود پڑھنے والا روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہوگا۔

(۱۳) تنگ دست کے لیے درود صدقہ کے قائم مقام ہے۔

(۱۴) درود انسانی ضروریات پوری ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۱۵) درود پڑھنے والوں کو رحمتِ الٰہی اور فرشتوں کی دُعا نصیب ہوتی ہے۔

(۱۶) تزکیہ نفس کا باعث ہے۔

(۱۷) موت سے پہلے جنت کی بشارت مل جانے کا سبب ہے۔

(۱۸) قیامت کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے۔

(۱۹) مجلس پاکیزہ ہوجاتی ہے اور روزِ قیامت ایسی محفل حسرت نہیں ہوگی۔

(۲۰) درود شریف سے فقر وفاقہ ختم ہوجاتا ہے۔

(۲۱) درود پڑھنے والے کو بخل سے نجات ملتی ہے۔

(۲۲) رسول اللہ ﷺ کی بددعا سے بندہ محفوظ ہوجاتا ہے۔

(۲۳) درود آپ کو جنت کا راہی بناتا ہے۔

(۲۴) حمد وثنا اور درود سے شروع کیا جانے والا کلام پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

(۲۵) درود برکت کا باعث ہے، ذات میں عمل اور عمر میں اور دیگر اسباب و مصالح میں، درود پڑھنے والا رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لئے برکت کی دعا کرتا ہے۔ یہ دعا بہرحال مستجاب ہے اور جنس کے موافق جزا دی جاتی ہے۔

(۲۶) درود رحمت کا ذریعہ ہے۔ صلوٰۃ کا معنی یا تو رحمت ہے۔ یا رحمت صلوٰۃ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لوازم وموجبات میں سے ہے، بہر حال اس سے رحمت الٰہیہ درود خواں پر نازل ہوتی ہے۔

درود رسول اللہ ﷺ کی محبت کے دوام واضافے کا سبب ہے۔ یہ صفت مراتب ایمان میں سے ایک ہے جس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ انسان جس قدر زیادہ محبوب کا ذکر کرے، محبوب اور اس کی خوبیوں کو یاد رکھے گا اور ان مضامین کو جو محبت بھڑکا دینے والے ہیں پیش نظر رکھے گا، اسی قدر محبت بڑھے گی اور شوق کامل ہوگا۔ حتیٰ کہ تمام دل پر چھا جائے گا، لیکن جب ذکر چھوڑ دے اور اس کے محاسن کو دل میں جگہ نہ دے تب محبت کم ہو جاتی ہے۔

جس طرح محبوب کا دیدار آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اسی طرح محبوب کے محاسن کو یاد کرنا، دل کی تسکین کا سبب ہے۔ جب یہ صفت دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے، تو زبان خود بہ خود مدح اور ثنا کرنے لگتی ہے اور محبوب کی تعریف بیان کرتی ہے۔ اس صفت میں کمی وبیشی اصل محبت کی کمی بیشی کے موافق ہے۔ چنانچہ حس ومشاہدہ اس پر شاہد ہے۔

درود خوانی انسان کی ہدایت اور حیات قلب کا سبب ہے۔ جس قدر زیادہ درود پڑھے گا اور ذکر مبارک اس کی زبان پر آئے گا۔ اسی قدر محبت بھی دل پر غالب آئے گی۔ یہاں تک کہ دل میں کوئی شے ایسی باقی نہ رہ جائے گی جو آپ کے اوامر کا معارضہ کرے یا آپ کی تعلیم پر شک ہونے دے۔ بل کہ نبی کریم ﷺ کی ہدایات اور تعلیمات اس کے دل پر روشن تحریر کے ساتھ لکھی جاتی ہیں اور جس قدر وہ آپ کے احوال میں غور کرتا ہے۔ اتنا ہی گویا لوح دل کی اس تحریر کو پڑھتا رہتا اور اس سے ہمیشہ ہدایت وفلاح اور انواع علوم کا اقتباس کرتا رہتا ہے۔ اب جس قدر اس کی بصیرت بڑھتی اور قوت معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے، اسی قدر زیادہ درود شریف کو بڑھاتا رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل علم وعارفین سنت وہدایت نبوی اور متبعین احکام کی درود خوانی اور ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب کہ عام لوگوں کی درود خوانی اور قسم کی ہے۔ کیوں کہ انہیں جس قدر زیادہ تعلیم نبوی کی معرفت حاصل ہوتی جائے گی، اسی قدر ان کی محبت بڑھتی جائے گی اور اسی قدر ان پر درود کی حقیقت جو اللہ تعالیٰ کا مطلوب ہے کھلتی جائے گی اور اس حقیقت کا عرفان ہوتا جائے گا۔

یہی حال ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کا کہ جس قدر زیادہ بندوں کو عرفان ہوگا اور جس قدر زیادہ اس میں اطاعت اور محبت کا مادہ ہوگا۔ اسی قدر اس کے ذکر کو غافلین کے ذکر سے امتیاز حاصل ہوگا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے صرف خبر سے نہیں۔ دیکھیے، ایک تو وہ شخص ہے جو جوش محبت سے محبوب کی صفات کا ذکر اور اس کی ثناء و تمجید کرتا ہے جس کے دل پر محبت قبضہ کئے ہوئے ہے اور ایک وہ ہے جو صرف قرائن سے ذکر کرتا ہے یا ایسے لفظ بولتا ہے جن کے معنی وہ نہیں جانتا۔ وہ تعریف کرتا ہے مگر زبان کے ساتھ دل موافقت نہیں رکھتا۔ ان دونوں میں جو تفاوت ہوسکتا ہے، وہ ظاہر ہے۔ ٹھیک وہی فرق ہوگا جو اجرت پر رونے والی اور پسر مردہ پر رونے والی میں فرق ہوتا ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے نام سننے پر درود پڑھنا واجب ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا نام لینے والے پر اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے۔ قرآن کا عموم اور بے شمار احادیث اس پر دلالت کناں ہیں۔

❁ علامہ ابوعبداللہ، حسین بن حسن، حلیمی رحمہ اللہ (۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَظَاهَرَتِ الْأَخْبَارُ بِوُجُوبِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ كُلَّمَا جَرٰى ذِكْرُهُ، فَإِنْ كَانَ يَثْبُتُ إِجْمَاعٌ يَلْزَمُ الْحُجَّةَ بِمِثْلِهِ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ غَيْرُ فَرْضٍ؛ وَإِلَّا فَهُوَ فَرْضٌ.

''بہت سی احادیث دلالت کناں ہیں کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا تذکرہ ہو،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ پر درود پڑھنا فرض ہے۔ اگر اجماع سے ثابت ہو جائے کہ درود فرض نہیں، تو مستحب ہو جائے گا، ورنہ فرض ہی ہے۔"

(شُعَب الإيمان للبيهقي : 149/3)

سوال: کیا محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بھی کسی نبی کے نام پر "صلی اللہ علیہ وسلم" پڑھا یا لکھا جا سکتا ہے؟

جواب: "صلی اللہ علیہ وسلم" تمام انبیائے کرام کے لیے پڑھا یا لکھا جا سکتا ہے، اس کا ثبوت متعدد احادیث میں موجود ہے، مثلاً:

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

...... فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

"......چنانچہ عیسیٰ بن مریم ﷺ آسمان سے اتریں گے۔"

(صحيح مسلم : 2897)

سوال: کیا مجلس میں ایک بار درود پڑھنا واجب ہے؟

جواب: طویل مجلس میں کم سے کم ایک بار درود پڑھنا واجب ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَّقْعَدًا لَّا يَذْكُرُونَ فِيهِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ، لِلثَّوَابِ .

"لوگ کسی جگہ بیٹھیں اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں، نہ درود پڑھیں تو یہ کوتاہی ان کے لیے روزِ قیامت باعث حسرت ہوگی۔ اگرچہ اعمال کی بنا پر جنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں داخل بھی ہو جائیں۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 463/2، عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 409، 410، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (591، 592) نے اس حدیث کو، حافظ منذری رحمہ اللہ (الترغيب والتّرهيب : 410/2) نے اس کی سند کو ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا قَوْمٍ جَلَسُوا فَأَطَالُوا الْجُلُوسَ، ثُمَّ تَفَرَّقُوا قَبْلَ أَنْ يَّذْكُرُوا اللّٰهَ، وَيُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ إِلَّا كَانَتْ عَلَيْهِمْ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَذَّبَهُمْ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ .

’’طویل مجلس اگر ذکر الٰہی اور درود کے بغیر برخواست ہو جائے، تو باعث حسرت ہوگی۔ اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔‘‘

(الصّلاة على النّبيّ لابن أبي عاصم : 86، عمل اليوم واللّيلة لابن السّنّي : 449، الدّعاء للطّبراني : 1924، المستدرك للحاكم : 496/1، شُعَب الإيمان للبيهقيّ : 1468، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعید طویل مجلس کے لئے ہے، نہ کہ چھوٹی مجلس۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلٰى نَبِيِّهِمْ؛ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً .

’’جس مجلس میں ذکر الٰہی اور درود نہ ہو، وہ مجلس روز قیامت حسرت ہوگی۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 453/2، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّا يُصَلُّونَ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ.

”جس محفل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے، وہ روز قیامت ان کے لئے حسرت ہوگی۔ اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔“

(مسند أحمد بن منيع، نقلًا عن اتّحاف الخيرة المهرة للبوصيري: 6069، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ناصر السنۃ، علامہ، البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) کہتے ہیں:

”یہ حدیث اور اس کے ہم معنی احادیث وضاحت کرتی ہیں کہ ہر مجلس میں اللہ سبحانہ کا ذکر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود فرض ہے۔ یہ حدیث کئی وجہوں سے اس پر دلالت کناں ہے:

اوّلاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ”اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔“ ایسا صرف اسی فعل کے بارے میں کہا جا سکتا ہے، جسے کرنا فرض اور چھوڑنا گناہ ہو۔

ثانیاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ”اگرچہ وہ اعمال کی بنا پر جنت میں داخل ہو جائیں۔“ یہ الفاظ واضح ہیں کہ ذکرِ الٰہی اور درود کا تارک جہنم میں داخلے کا مستحق ہے، یہ اور بات کہ دوسرے اعمال اسے جنت میں لے جائیں۔

چنانچہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس وعید سے خبردار رہے اور اپنی کسی مجلس میں ذکر الٰہی اور درود سے غافل نہ رہے۔ ورنہ یہ مجلس قیامت کے دن نقصان اور حسرت کا باعث ہوگی۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سِلسِلة الأحاديث الصّحيحة وشيء من فِقْهِهَا وفوائدها :161/1)

سوال: اگر ایک مجلس میں بار بار نبی کریم ﷺ کا نام لیا جائے، تو کیا ہر بار درود پڑھنا واجب ہے یا ایک بار کافی ہے؟

جواب: جب بھی نبی کریم ﷺ کا نام لیا جائے، تو نام لینے والے اور سننے والوں پر ہر بار درود پڑھنا چاہیے، البتہ ایک بار بھی کافی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ؛ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ .

''میرا ذکر سن کر بھی جو درود نہیں پڑھتا، اس کی ناک خاک آلود ہو۔''

(مسند الإمام أحمد : 254/2؛ سنن التّرمذي : 3545؛ فضل الصّلاة على النبي للقاضي إسماعيل : 16، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (908) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ؛ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ .

''جو میرا ذکر سن کر مجھ پہ درود نہ پڑھے، وہ بخیل ہے۔''

(مسند أحمد : 201/1؛ سنن التّرمذي : 3546؛ فضل الصّلاة على النبي للإمام إسماعيل القاضي : 32؛ المستدرك على الصّحيحين للحاكم :549/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (3546) نے ''حسن صحیح غریب''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (909) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اسمائے الٰہی میں الحاد سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی آیات میں الحاد سے قرآن کریم میں منع کیا گیا ہے اور اس سے ڈرایا بھی گیا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

(الأعراف : ۱۸۰)

”ان لوگوں کا ذکر کرنا چھوڑ دو، جو اللہ کے اسما میں الحاد اختیار کرتے ہیں، عنقریب وہ اپنے کرتوتوں کا بدلہ پائیں گے۔“

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا﴾(فُصِّلت : ٤٠)

”جو لوگ ہماری آیات میں الحاد اختیار کرتے ہیں، وہ ہم سے مخفی نہیں ہیں۔“

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿لَا يَخْفَوْنَ﴾ فِيهِ تَهْدِيدٌ شَدِيدٌ، وَوَعِيدٌ أَكِيدٌ، أَيْ إِنَّهٗ تَعَالٰى عَالِمٌ بِمَنْ يُلْحِدُ فِي آيَاتِهٖ، وَأَسْمَائِهٖ، وَصِفَاتِهٖ، وَسَيَجْزِيهِ عَلٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ بِالْعُقُوبَةِ، وَالنَّكَالِ .

”فرمان باری تعالیٰ ”وہ ہم سے مخفی نہیں۔“ میں شدید دھمکی اور سخت وعید ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنی آیات، اسما اور صفات میں الحاد کرنے والوں کو جانتا ہے، عنقریب وہ لوگ سزا اور عبرت کی صورت میں اس کا بدلہ پائیں گے۔“

(تفسير ابن كثير : ١٧١/٧)

❁ قتادہ رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ﴾ (الأعراف : ١٨٠) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”وہ توحید اسما میں شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔“

(تفسير ابن أبي حاتِم : ١٦٢٣/٥، تفسير الطّبري : ١٥٤٦٧، وسندهٗ صحيحٌ)

اسمائے الٰہی میں الحاد یہ ہے کہ ان کا یا ان کے حقائق ومعانی کا انکار کر دیا جائے، اس کی کئی اقسام ہیں؛

١۔ کسی نام کا انکار کر دینا یا صفات کے معانی کو تسلیم نہ کرنا، جیسے معطلہ کرتے ہیں۔

٢۔ انہیں مخلوق سے تشبیہ کا ذریعہ بنا دینا، جیسے مشبہہ نے کیا۔

٣۔ جو نام اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں کیا، وہ اپنی طرف سے رکھ دینا، حالانکہ اللہ کے نام توقیفی ہیں۔

٤۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے بتوں کے نام بنانا، جیسے ”اللات“، ”الالٰہ“ سے اور ”العزیٰ“، ”العزیز“ سے مشتق ہے۔

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

”اللہ کے ناموں میں الحاد یہ ہے کہ ان کے بارے میں درست منہج سے ہٹ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جانا، ان میں نئے نئے معانی داخل کر دینا اور حقیقی معانی سے پھیر دینا۔ یہ الحاد کی حقیقت ہے، جو یہ کام کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔‘‘

(مَدارج السّالکین : ۱/۵٤)

سوال: اگر تحریر میں نبی کریم ﷺ کا مبارک نام آئے، تو کیا درود لکھنا واجب ہے؟

جواب: تحریر میں نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ درود لکھنا ضروری ہے۔ اہل علم نے اس پر بڑی تاکید فرمائی ہے کہ تحریر میں جتنی بار بھی نبی کریم ﷺ کا نام آئے، تو درود لکھا جائے، جبکہ بہت سے تحریر نگار اس پر توجہ نہیں دیتے۔

سوال: کیا لکھتے وقت اختصار کے ساتھ درود لکھا جا سکتا ہے؟

جواب: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی جگہ ’’ص، صعم، صلم، صلیو، صلع اور صلعم‘‘ جیسے رموز واشارات کا استعمال حکم الٰہی اور منہجِ سلف صالحین کی مخالفت ہے۔ یہ قبیح اور بدعی اختصار خلاف ادب ہے۔ یہ ایسی بے ہودہ اصطلاح ہے کہ کوئی نادان ہی اس پر اکتفا کر سکتا ہے۔

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) لکھتے ہیں:

’’اے لکھنے والے! اپنی لکھائی میں رسول اللہ ﷺ پر درود کی اس طرح رمز لکھنے سے اجتناب کرو کہ دو یا تین چار حرفوں پر اکتفا کر لو۔ اس طرح درود کی صورت ناقص ہو جاتی ہے، جیسے سست اور بہت سے جاہل عجمیوں کا طرز عمل ہے اکثر طلبہ بھی اس غلطی کا شکار ہیں۔ وہ ’’ﷺ‘‘ کی جگہ ص، صم، صلم یا صلعم لکھتے ہیں۔ یہ طریقہ کتابت میں نقص کی بنا پر اجر میں کمی کی وجہ سے غیر مستحسن ہے۔‘‘

(فتح المُغیث بشرح ألفیة الحدیث : 3/71-72)

❀ علامہ ابو یحییٰ زکریا انصاری رحمہ اللہ (۹۲٦ھ) لکھتے ہیں:

تُسَنُّ الصَّلَاةُ نُطْقًا وَّكِتَابَةً عَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، كَمَا نَقَلَهُ النَّوَوِيُّ عَنْ إِجْمَاعِ مَنْ يُعْتَدُّ بِهِ .

”تمام انبیا اور فرشتوں پر بول کر اور لکھ کر درود وسلام بھیجنا مسنون ہے، جیسا کہ علامہ نووی رحمہ اللہ نے تمام معتبر اہل علم کے اجماع سے یہ بات نقل کی ہے۔“

(فتح الباقي بشرح ألفية العراقي : 44/2)

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

كَذَا اسْمُ رَسُولِهِ بِأَنْ يُكْتَبَ عَقِبَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ جَرَتْ بِهِ عَادَةُ الْخَلَفِ كَالسَّلَفِ، وَلَا يُخْتَصَرُ كِتَابَتُهَا بِنَحْوِ صلعم؛ فَإِنَّهٗ عَادَةُ الْمَحْرُومِينَ .

”اسی طرح اللہ کے رسول کے نام کے بعد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ لکھنا چاہیے۔ خلف وسلف کی یہی عادت رہی ہے۔ البتہ درود کو اختصار کے ساتھ لکھنا درست نہیں، جیسے صلعم، یہ محروم لوگوں کی عادت ہے۔“ (الفتاوی الحديثيّة : 164/1)

❀ حافظ ابو القاسم حمزہ بن محمد کنانی رحمہ اللہ (۳۵۷ھ) کہتے ہیں:

كُنْتُ أَكْتُبُ الْحَدِيثَ وَكُنْتُ أَكْتُبُ عِنْدَ ذِكْرِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ)، وَلَا أَكْتُبُ (وَسَلَّمَ)، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لِي : مَا لَكَ لَا تُتِمُّ الصَّلَاةَ عَلَيَّ؟ قَالَ : فَمَا كَتَبْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ) إِلَّا كَتَبْتُ (وَسَلَّمَ) .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’میں حدیث لکھا کرتا تھا، جب نبی کریم ﷺ کا ذکر آتا، تو (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ) لکھ دیتا، (وَسَلَّمَ) نہ لکھتا۔ ایک دن خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، فرمایا: درود پورا کیوں نہیں لکھتے؟ اس کے بعد جب بھی میں نے (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ) لکھا، تو ساتھ (وَسَلَّمَ) بھی لکھا۔‘‘

(مقدمة ابن الصلاح، ص 300، وسنده صحيحٌ)

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

’’نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم ہے۔ جو اللہ کے رسول اور اس کے حبیب کی تعظیم کرے گا، اللہ اسے عظمت عطا فرمائیں گے اور دنیا وآخرت میں اس کی شان بلند کریں گے۔ جو آپ کی تعظیم نہیں کرتا، اللہ اسے ذلیل کر دیں گے۔ مطلب یہ کہ کسی عاقل، بالخصوص خالص مومن سے بعید ہے کہ وہ اپنی زبان پر چند کلمات جاری نہ کر سکے، جن کے بدلے وہ اللہ تعالیٰ کی دس رحمتوں کے حصول، دس درجات کی بلندی اور دس گناہوں کی معافی سے بہرہ ورنہ ہو جائے۔ پھر وہ اس غنیمت سے فائدہ نہ اٹھائے اور درود اس سے رہ جائے۔ ایسا شخص مستحق ہے کہ اللہ اس پر ذلت نازل کرے اور اس پر اللہ کا غضب ہو۔ اکثر کاتبین کی عادت ہے کہ وہ درود لکھنے کے بجائے اشارے پر اکتفا کرتے ہیں۔‘‘

(شرح المشكاة: 131/2)

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری کہتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ مَا يُذْكَرُ وَيُكْتَبُ لَفْظُ (صلعم) بَدَلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ ؛ فَغَيْرُ مَرْضِيٍّ .

''خوب جان لیجیے کہ ''ﷺ'' کی جگہ جو''صلعم'' کا لفظ بولا اور لکھا جاتا ہے، وہ ناپسندیدہ ہے۔''

(العَرف الشّذي :110/1)

سوال: کیا جمعہ کے دن درود پڑھنے کی کوئی خاص فضیلت ثابت ہے؟

جواب: جمعہ کے دن کو خاص کر کے درود پڑھنے کی کوئی مخصوص فضیلت ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔

سوال: اذان سے پہلے درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اذان سے پہلے الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وغیرہ پڑھنا ثابت نہیں۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اعلام اور ائمہ اسلام سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

جناب غلام رسول سعیدی صاحب کہتے ہیں کہ اذان سے پہلے درود نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں۔

(شرح صحیح مسلم، جلد 1، ص 1092)

✿ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''ہم نے کسی بھی حدیث میں اذان سے پہلے اور دورانِ اذان محمد رسول اللہ کے بعد درود پڑھنے کی دلیل نہیں دیکھی۔ ائمہ کے کلام میں ایسی کوئی بات نہیں ملی۔ لہٰذا ان مقامات پر درود پڑھنا مسنون نہیں۔ جو ان مقامات پر درود کو مسنون سمجھ کر عمل پیرا ہے، اسے روکا جائے، ایسا کرنا شریعت سازی ہے۔ جو شریعت بناتا ہے، اسے ڈانٹا اور روکا جائے گا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(الفتاوی الفقهیّۃ الکبرٰی: 131/1)

علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (م: ۷۳۷ھ) لکھتے ہیں:

”جہاں صحابہ، تابعین اور ائمہ دین درود نہیں پڑھتے تھے، انہوں نے ایسے چار مقامات پر درود پڑھنے کی بدعت جاری کی ہے۔ تمام بھلائی اسلافِ امت کی پیروی میں ہے۔ کوئی مسلمان شک نہیں کر سکتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بہت عظیم اور جلیل القدر عبادت ہے، ذکر الٰہی اور درود و سلام سری اور علانیہ دونوں طرح سے نیکی ہے، لیکن ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ عبادات کو ایسے مقامات سے ہٹا دیں، جن میں شارع علیہ السلام نے انہیں رکھا ہے اور جن میں اسلافِ امت انہیں بجالاتے تھے۔“

(المَدخل: 249/2، 250)

یاد رہے کہ بدعت رنگ بدلتی ہے۔ زمان و مکان کے ساتھ اس میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ سنت کا امتیاز ہے کہ اس کا رنگ ہر جگہ ایک ہوتا ہے، کیوں کہ سنت نام ہے پیروی کا اور بدعت خانہ ساز ہوتی ہے، اس لئے لوگ اپنے علاقے اور دور کے اعتبار سے اس میں تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں۔

اذان سے پہلے درود بھی اپنے آغاز سے لے کر اب تک مختلف سانچوں میں ڈھلتا رہا ہے۔ دسویں صدی ہجری میں اپنے آغاز کے وقت اس کی صورت کیسی تھی؟

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

”موذنوں نے اذان کے بعد درود و سلام کی بدعت رائج کر لی ہے، یہ لوگ فجر اور جمعہ کی اذان سے پہلے درود و سلام پڑھتے ہیں اور مغرب میں پڑھتے ہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں، کیوں کہ وقت قلیل ہوتا ہے۔ اس بدعت کی ابتدا سلطان ناصر صلاح الدین بن ایوب کے دور میں ہوئی اور اسی کے حکم سے مصر اور اس کی عمل داری والے علاقوں میں اس کا اجرا ہوا۔ یہ بدعت اس طرح شروع ہوئی کہ جب حاکم مخذول قتل ہوا، تو اس کی بہن نے مؤذنوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے بیٹے کے حق میں امام طاہر پر سلام کہیں۔ بعد والے خلفا پر بھی سلام کہا جاتا رہا، پھر صلاح الدین نے اسے ختم کر کے نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام شروع کرا دیا۔ اس نے بہت اچھا کیا۔ اللہ اسے جزائے خیر دے۔ ہمارے مشائخ اور دیگر اہل علم سے پوچھا گیا کہ ان مؤذنوں کی طرح اذان کے بعد درود وسلام کیسا ہے؟ تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ درود وسلام فی نفسہ تو سنت ہے، لیکن یہ طریقہ بدعت ہے۔ جو کہ بالکل واضح ہے۔''

(الفتاوىٰ الفقهية الكبرىٰ: 131/1)

اذان کے بعد درود وسلام مسنون ہے، لیکن اس کا وہ طریقہ بدعت ہوگا، جو اسلاف امت سے ثابت نہیں۔ ابتداء میں صرف جمعہ اور فجر میں اذان سے پہلے درود پڑھا جاتا تھا، پھر ہر اذان سے پہلے پڑھا جانے لگا۔ آغاز میں حکمرانوں پر سلام پڑھا جاتا تھا، پھر ایک حاکم نے نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام شروع کروا دیا۔ اس حاکم کی نیت اچھی تھی کہ وہ ایک بدعت کو ختم کرنا چاہتا تھا، لیکن اس دور کے اہل علم کی دور اندیشی دیکھیں کہ انہوں نے اس وقت ہی اس کی کیفیت کو بدعت قرار دیا۔ آج دیکھ لیجیے کہ اس بدعت میں کس قدر اضافہ ہو گیا ہے؟

دین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودات و ارشادات کا نام ہے، اعمال کی قبولیت کے لیے بنیادی شرط قرآن وسنت کی پیروی ہے۔ درود وسلام کے لئے وہی طریق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنانا ضروری ہے، جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہو۔ اس سے ہٹ کر کوئی بھی طریقہ اسے بدعت بنا دے گا:

❀ نافع بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں ایک شخص نے چھینک لی اور کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی اللہ کی تعریف کرتا اور رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجتا ہوں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یوں نہیں سکھایا، بلکہ آپ ﷺ نے چھینک کے وقت یہ دُعا سکھائی ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ''ہر حال میں ساری کی ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔''

(سنن التّرمذي : ٢٧٣٨، مسند الحارث : ١٨٥٣، المستدرك للحاكم : ٤/٢٦٥ـ٢٦٦، شُعَب الإيمان للبيهقي : ٨٨٨٤، وسندہٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ علامہ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) کہتے ہیں:

لِأَنَّ الْعُطَاسَ وَرَدَ فِيهِ ذِكْرٌ يَّخُصُّهٗ، فَالْعُدُولُ إِلٰی غَيْرِهٖ أَوِ الزِّيَادَةُ فِيهِ؛ عُدُولٌ عَنِ الْمَشْرُوعِ وَزِيَادَةٌ عَلَيْهِ، وَذٰلِكَ بِدْعَةٌ وَّمَذْمُومٌ .

''چھینک کے بارے میں خاص ذکر وارد ہوا ہے، لہٰذا کوئی اور ذکر کرنا یا اس میں اپنی طرف سے اضافہ کرنا شریعت کے طریقے سے انحراف اور اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اضافہ کی کوشش ہے۔ یہ کام بدعت اور قابل مذمت ہے۔“

(الحاوي للفتاوي: 1/254، 255)

سوال: کیا درس حدیث کے شروع میں درود پڑھنا جائز ہے؟

جواب: درس و وعظ کے آغاز میں حمد و ثناء کے ساتھ درود پڑھنا بھی جائز ہے۔

سوال: اگر قرآن کریم کی آیت میں نبی کریم ﷺ کا نام آ جائے، تو کیا اس وقت درود پڑھا جائے گا یا نہیں؟

جواب: قرآن کریم کی آیت یا نماز میں جہاں نبی کریم ﷺ کا نام آ جائے، وہاں رک کر درود نہیں پڑھا جائے گا، بلکہ اسے جاری رکھا جائے، کیونکہ ان مقامات پر درود پڑھنا مسموع نہیں۔ اسی طرح مسنون اذکار میں جہاں نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ وارد نہیں ہوا، وہاں درود نہ پڑھنا ہی مسنون ہے۔

سوال: جن ضمائر سے مراد نبی کریم ﷺ ہوں، تو کیا ان کے بعد بھی درود پڑھنا یا لکھنا ضروری ہے؟

جواب: جس ضمیر سے مراد نبی کریم ﷺ ہوں، اس کے بعد درود پڑھنا یا لکھنا ضروری نہیں، البتہ مستحب ضرور ہے۔

سوال: کیا درود کے لیے کوئی ممنوع وقت ہے؟

جواب: درود کے لیے کوئی ممنوع وقت نہیں۔ ہر وقت درود پڑھا جا سکتا ہے، اس کے لیے باوضو ہونا بھی شرط نہیں، بلکہ جنبی اور حائضہ بھی درود پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے درود پڑھنا مکروہ ہے؟

جواب: ہر نبی کے لیے درود پڑھا جا سکتا ہے، ”صلی اللہ علیہ وسلم“ یا ”علیہ السلام“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جیسی اصطلاحات انبیائے کرام کے لیے خاص ہیں، انہیں غیر نبی کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے، البتہ ضمناً نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کی آل اور اصحاب پر بھی درود پڑھا جاسکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تُصَلُّوا صَلَاةً عَلٰى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ يُدْعٰى لِلْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ .

''نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی پر درود کے الفاظ استعمال مت کریں، بلکہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کے الفاظ استعمال کریں۔''

(فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم للقاضي إسماعيل : 75، وسنده صحيحٌ)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاةِ عَلٰى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ يَعْنِي اسْتِقْلَالًا لَمْ تَكُنْ مِنَ الْأَمْرِ الْمَعْرُوفِ وَإِنَّمَا أُحْدِثَتْ فِي دَوْلَةِ بَنِي هَاشِمٍ .

''غیر نبی کے لیے مستقل طور پر ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا (خیر القرون میں) معروف نہیں تھا، یہ بنو ہاشم (عباسیہ) کے دور خلافت میں رائج ہوا۔''

(الشّفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ : 68/2، فتح الباري لابن حجر : 170/11)

❀ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاةُ عَلٰى غَيْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْرُوهٌ إِذْ فِيهِ مُوَافَقَةُ الرَّوَافِضِ وَلِأَنَّ الْعَصْرَ الْأَوَّلَ خَصَّصُوا الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ بِهِ كَمَا خَصَّصُوا عَزَّ وَجَلَّ بِاللّٰهِ وَكَمَا لَا يُحْسِنُ أَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُقَالَ : مُحَمَّدٌ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ كَانَ عَزِيزًا جَلِيلًا لَا يُحْسِنُ أَنْ يُقَالَ : أَبُو بَكْرٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الصَّلَاةُ هُوَ الدُّعَاءُ .

''رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لیے ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں روافض کی موافقت ہے، نیز صدرِ اول میں ''علیہ الصلاۃ والسلام'' نبی ﷺ کے ساتھ خاص تھا، جیسا کہ ''عزوجل'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ جیسے محمد عزوجل کہنا درست نہیں، باوجود اس کے کہ آپ ﷺ عزیز اور جلیل ہیں، اسی طرح ابوبکر صلوات اللہ علیہ کہنا بھی درست نہیں، اگرچہ صلوٰۃ دعا کے معنی میں ہے۔''

(الوَسيط في المَذهب : 446/2)

❀ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

''جو بات اکثر علما نے کی ہے، وہی صحیح ہے کہ (غیر نبی کے لیے ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا) مکروہ تنزیہی ہے، علما نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اور ہمیں ان کے شعار کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن ممانعت کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ سلف صالحین ''صلاۃ'' مستقل طور پر انبیائے کرام کے لیے خاص سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ہم ''عزوجل'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص سمجھتے ہیں، اسی طرح ہم محمد عزوجل نہیں کہہ سکتے، بے شک آپ ﷺ عزیز وجلیل ہیں۔ اسی طرح ابوبکر وعلی رضی اللہ عنہما کے ناموں کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ'' نہیں کہہ سکتے، باوجود اس کے کہ اس کا معنی درست ہے۔''

(العُدّة في شرح العُمدة : 612/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(سوال): قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): پہلے قعدہ میں تشہد کے ساتھ درود پڑھنا جائز اور مستحب ہے اور دوسرے میں فرض ہے۔ پہلے قعدہ میں تشہد پر اکتفا بھی جائز ہے اور اس سے زائد اذکار، مثلاً درود، دُعا وغیرہ پڑھنا بھی جائز اور مستحب ہیں:

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتی ہیں:

يُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَّا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُّسْمِعُنَا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعت ادا فرماتے اور آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے۔ اللہ کا ذکر کرتے، اس کی حمد بجالاتے اور دُعا کرتے۔ پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت ادا فرماتے۔ پھر بیٹھ جاتے اور اللہ کا ذکر، اس کی حمد اور اس سے دُعا کرتے، سلام اتنی آواز میں پھیرتے کہ ہمیں سنا دیتے۔''

(صحيح مسلم: 139/746)

❀ ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نو (9) رکعات ادا فرماتے اور آٹھویں کے بعد بیٹھتے، اللہ سے دعا کرتے اور درود پڑھتے۔ پھر سلام پھیرے بغیر اٹھتے اور نویں رکعت ادا کرنے کے بعد بیٹھتے۔ رب کی حمد وثنا کرتے اور درود پڑھ کر دعا کرتے۔ آخر میں اتنی بلند آواز سے سلام کہتے کہ ہمیں سنا دیتے تھے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(سنن النّسائي : 1721، السّنن الكبرٰی للبیهقي : 500/2، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

② سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”دو رکعت کے بعد بیٹھیں، تو کہیں:

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ.

پھر جو چاہیں اللہ سے مانگیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 437/1، مسند الطيالسي : 304، سنن النّسائي : 1164، المُعجم الكبير للطّبراني : 47/10، ح : 9912، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 237/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (720) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (1951) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشہد میں یہ دُعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ، التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، شَهِدْتُّ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پہلی دو رکعت کے بعد تشہد پڑھتے اور جو جی چاہتا وہ دعا کرتے۔“

(الموطّا للإمام مالك : 191/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی پہلے قعدہ میں تشہد سے زائد پڑھتے تھے۔

✿ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا یہی مذہب ہے۔

(الأمّ : 117/1)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) کہتے ہیں:

”پہلے تشہد میں بلا اختلاف درود فرض نہیں، مستحب ہے یا نہیں؟ اس میں دو رائے ہیں، درست یہی ہے کہ پہلے قعدہ میں درود مستحب ہے۔“

(الأذكار : 67، بتحقيق الأرناؤوط)

سوال: جانور ذبح کرتے وقت درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اس موقع پر جو ذکر مسنون ہے، وہی پڑھنا چاہیے، ذبح کے وقت درود پڑھنا مشروع نہیں، کسی عمل کو کسی وقت یا موقع سے خاص کرنا شریعت کا وظیفہ ہے۔

سوال: جماع یا قضائے حاجت سے پہلے درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ان مواقع پر جو دعائیں مسنون ہیں، وہی پڑھنی چاہیے، درود کو ان مواقع سے خاص کرنا بے دلیل ہے، بغیر دلیل شرعی کے کسی جائز اور مستحب عمل کو کسی وقت یا موقع کے ساتھ خاص کر دینا اسے بدعت بنا دیتا ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام عین ایمان ہے۔ جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے، آپ کی ذات پر عیب لگائے یا صفات میں سے کسی صفت کا انکار کرے، یا دیدہ دانستہ آپ کی ایسی صفت بیان کرے، جو حقیقت میں آپ کی صفت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں، تو وہ کافر ہے، ایسا شخص اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہے اور اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست اسلامیہ کا دینی وقانونی فریضہ ہے، کسی فردِ بشر کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔

❁ علامہ احمد بن حسین بن سہل ابو بکر فارسی رحمہ اللہ (۳۰۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا هُوَ قَذْفٌ صَرِيحٌ كَفَرَ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ .

”بلا شبہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتے ہوئے آپ پر صریح تہمت لگائے، وہ شخص اہل علم کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔“

(فتح الباري لابن حجر : 281/12)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَهُ الْقَتْلَ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے، اس کی سزا قتل ہے۔“

(الإجماع : 720، الإقناع : 584/2، الإشراف : 60/8)

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ السَّبَّ مِنْهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتِدَادٌ عَنِ الدِّينِ وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اخْتَلَفَ فِي وُجُوبِ قَتْلِهِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنا دین سے ارتداد ہے۔ میں ایسے کسی مسلمان کو نہیں جانتا، جس نے گستاخ رسول کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو۔“

(مَعالم السّنن : 296/3)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اللہ ہم سب کو توفیق بخشے، جان لیجئے کہ جو بھی نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہے، یا آپ ﷺ پر عیب لگائے یا آپ کی ذات یا نسب یا دین یا کسی خصلت میں نقص داخل کرے یا آپ ﷺ کو برا بھلا کہتے ہوئے یا حقارت کے لیے یا شان میں کمی کرتے ہوئے یا عیب جوئی کرتے ہوئے آپ ﷺ کو کسی چیز کے برابر کرے یا مشابہ کرے، تو وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہنے والا تصور ہوگا، اس کا حکم بھی وہی ہے، جو برا بھلا کہنے والے کا ہے، یعنی اسے قتل کر دیا جائے گا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ......اسی طرح (وہ بھی گستاخ رسول ہے اور اس کی سزا بھی قتل ہے،) جو آپ ﷺ پر لعنت کرے، یا آپ پر بددعا کرے، یا آپ کے نقصان کی تمنی کرے یا مذمت کے طور پر آپ کی طرف کچھ ایسا منسوب کرے، جو آپ کی شایان شان نہ ہو، یا آپ کے متعلق نامعقول، گھٹیا، گندی اور جھوٹی بات کرے یا آپ ﷺ کو پیش آنے والے مصائب اور آزمائشوں میں سے کسی کی آپ کو عار دے یا آپ ﷺ کے لائق جائز کسی بشری عارضہ کی وجہ سے آپ ﷺ کو حقیر سمجھے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اب تک کے تمام اہل علم اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے۔“

(الشّفا بتعريف حقوق المصطفٰی : 932/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى قَتْلِ مُتَنَقِّصِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَسَابِّهٖ .

”امت کا اجماع ہے کہ جو مسلمان نبی کریم ﷺ کی شان میں تنقیص کرے یا آپ کو برا بھلا کہے، اسے قتل کر دیا جائے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی : 211/2)

سوال: کیا حدیث رسول کے ہوتے ہوئے قیاس کیا جا سکتا ہے؟

جواب: حدیث رسول حجت ہے، یہ نص ہے اور نص کو ٹھکرانا کسی طور بھی جائز نہیں، نص کے مقابلہ میں قیاس کو لانا تو اس سے بھی زیادہ قبیح حرکت ہے۔

❁ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ .

”(نص کے مقابلہ میں) سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٤/٨٦، وسندہٗ حسنٌ)

❁ امام، محمد بن ادریس، شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

”علم کی دو اقسام ہیں؛ ایک اتباع اور دوسری استنباط۔ اتباع کتاب اللہ کا ہو گا۔ اگر کتاب اللہ (میں پیش آمدہ مسئلہ کا حل) نہ ہو، تو سنتِ رسول کا۔ اگر سنتِ رسول میں بھی نہ ہو، تو ہمارے اسلاف کی ایسی جماعت کا جن کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف ہمیں معلوم نہ ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہو، تو کتاب اللہ پر قیاس کیا جائے گا، اگر یہ بھی نہ ہو، تو سنتِ رسول پر قیاس کیا جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو، تو جماعتِ اسلاف کے اس قول پر قیاس کیا جائے گا، جس کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف نہ ہو۔“

(مختلف الحدیث، ص 91)

سوال: کیا اجماع امت دلیل ہے؟

جواب: صحابہ کرام یا بعد والے علمائے حق جس حکم شرعی پر متفق ہو جائیں، وہ حق ہے، اس پر عمل کرنا واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امت کو اس سے محفوظ فرما لیا ہے کہ وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ساری کی ساری گمراہی پر جمع ہو جائے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾

(النساء : ١١٤)

''جس کے لئے ہدایت واضح ہو جائے اور وہ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرے اور سبیل مومنین سے ہٹ جائے تو ہم اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے جہنم رسید کر دیں گے، وہ برا ٹھکانہ ہے۔''

✿ علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (م:١٣٧٦ھ) لکھتے ہیں:

''اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی مخالفت نہیں کرتا اور طریق سلف کی پیروی کرتا ہے، رضائے الٰہی کا طالب ہے، رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں کوشاں ہے اور جماعت المسلمین کے ساتھ جڑا رہتا ہے۔ پھر اس سے بتقاضائے بشریت گناہ صادر ہو جاتا ہے، یا گناہ کا ارادہ کر بیٹھتا ہے، تو مالک کریم اسے شیطان کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے، بلکہ اپنے لطف و کرم سے اس کا بچاؤ کریں گے اور برائی سے اس کی حفاظت کریں گے، جیسا کہ اللہ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ﴾ ''ہم نے ان سے برائی اور فحاشی کو دور کیا، کہ وہ ہمارے مخلص بندے جو تھے۔'' مطلب ان کے اخلاص کے سبب ہم نے ان سے برائی دور کر دی، آیت کا عموم بتاتا ہے کہ اس میں تمام مخلص

www.KitaboSunnat.com

لوگ شامل ہیں۔"

(تفسير السّعدي، ص ٢٠٢)

ثابت ہوا کہ سبیل مؤمنین سے مراد مسلمانوں کا اتفاقی واجماعی راستہ ہے، لہٰذا مسلمانوں کے اجماع کو ٹھکرا کر دوسرا راستہ اختیار کرنا گمراہی اور اُخروی رسوائی کا باعث ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِي عَلٰى ضَلَالَةٍ أَبَدًا .

"اللہ میری امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہیں کرے گا۔"

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 116/1، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا پانچ وسق سے کم غلہ پر عشر واجب ہونے کے بارے میں کوئی دلیل ثابت ہے؟

جواب: عشر کا نصاب پانچ وسق غلہ ہے۔ اس بارے میں واضح حکم حدیث میں ثابت ہے، پانچ وسق سے کم غلہ پر عشر واجب ہونے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں، اس بارے میں جو احادیث یا آثار سلف پیش کیے جاتے ہیں، وہ یا تو اس مفہوم پر دلالت نہیں کرتے یا ضعیف و ناقابل استدلال ہیں۔

سوال: کیا قول صحابی سے حدیث رسول کی تخصیص کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔ احادیث رسول کے معانی ومفاہیم وہی معتبر ہیں، جو اسلاف امت نے بیان کیے ہیں، کیونکہ وہ ہی سب سے زیادہ نصوص سے واقف تھے۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مواقیت کیا ہیں؟

جواب: مواقیت، میقات کی جمع ہے اور میقات احرام باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ ہر سمت والوں کا الگ الگ میقات ہیں، جن کا ذکر احادیث میں ہوا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَّذُكِرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّهُ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ .

”رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے جحفہ، اہل نجد کے لیے قرن کو میقات مقرر کیا اور میں نے سنا نہیں، بل کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا ہے۔“

(صحيح البخاري : 1527، صحيح مسلم : 1182، المنتقى لابن الجارود : 412)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے جحفہ، اہل نجد کے لیے قرن منازل، اہل یمن کے لیے یلملم۔ عمرو کہتے ہیں: ابن طاؤس نے الملم کہا ہے۔ کو میقات مقرر کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میقات وہاں کے باشندوں کے لیے بھی ہیں اور دیگر علاقوں کے ان لوگوں کے لیے بھی، جو وہاں سے گزر کر آئیں اور جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہوں ان کا میقات ان کے گھر سے ہی شروع ہوگا، حتی کہ مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔“

(صحيح البخاري : 1529، صحيح مسلم : 1181، المنتقى لابن الجارود : 413)

سوال: آفت کسے کہتے ہیں؟

جواب: آفت ایسی مصیبت یا نقصان کو کہتے ہیں، جس میں انسان کا اپنا قصور نہ ہو، مثلاً سیلاب، طوفان، زلزلہ وغیرہ۔ اسے آفاقی مصائب بھی کہتے ہیں۔

سوال: آل سے کیا مراد ہے؟

جواب: آل سے مراد اولاد اور ان کی اولادیں ہیں۔ قرآن کریم میں یہ لفظ انبیائے کرام علیہم السلام کی اولادوں کے بارے میں بھی بولا گیا ہے اور معاندین کی اولادوں کے بارے میں بھی مستعمل ہے۔

سوال: کیا آل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا جنتی ہونے کے لیے کافی ہے؟

جواب: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، آپ کے شوہر نامدار سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے دونوں لخت جگر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے پر نص وارد ہوئی ہے۔ لیکن کسی کا محض اولاد فاطمہ سے ہونا دخول جنت کے لیے ناکافی ہے، بلکہ فیصلہ عقائد و اعمال پر ہوگا۔

❁ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند فرمایا:

أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي، يَعْنِي فُلَانًا، لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سن لیں کہ فلاں قبیلے والے میرے دوست نہیں ہیں، میرے دوست اللہ تعالیٰ اور نیک مومن ہیں۔“

(صحيح البخاري : 5990، صحيح مسلم : 215، واللّفظ لهٗ)

اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ إِنَّمَا وَلِيِّي مَنْ كَانَ صَالِحًا وَإِنْ بَعُدَ نَسَبُهٗ مِنِّي وَلَيْسَ وَلِيِّي مَنْ كَانَ غَيْرُ صَالِحٍ وَإِنْ كَانَ نَسَبُهٗ قَرِيبًا .

”اس کا معنی یہ ہے کہ میری دوستی اس کے ساتھ ہے، جو نیک ہے، اگرچہ وہ نسب کے لحاظ سے میرا قریبی نہ ہو۔ نیز میری دوستی ایسے شخص کے ساتھ نہیں، جو نیک نہ ہو، اگرچہ وہ نسب کے اعتبار سے میرا قریبی ہو۔“

(شرح النّووي : 88/3)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ (المائدة : ٧٨)

”بنی اسرائیل کے کافروں پر داود اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی۔“

❀ اس آیت کی تفسیر میں علامہ الکیا ہراسی رحمہ اللہ (٥٠٤ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ لَعْنِ الْكَافِرِينَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنَّ شَرْفَ النَّسَبِ لَا يَمْنَعُ مِنْ إِطْلَاقِ اللَّعْنِ فِي حَقِّهِمْ .

”اس آیت میں دلیل ہے کہ کافروں پر لعنت کرنا جائز ہے، اگرچہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کی اولاد ہوں۔ نیز دلیل ہے کہ شرفِ نسب کسی (لعنت کے مستحق)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پر لعنت کا لفظ بولنے سے مانع نہیں ہے۔''

(أحكام القرآن : 86/3)

جن روایات میں اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت کی نوید سنائی گئی ہے، وہ تمام کی تمام ضعیف، باطل اور ناقابل استدلال ہیں۔

سوال: اہل بیت کے مصداق کون ہیں؟

جواب: اہل بیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سمیت بعض قریبی رشتہ دار بھی شامل ہیں۔

❁ قرآن کریم ازواج مطہرات سے مخاطب ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الأحزاب : ٣٣)

''اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے گناہ دور کر دے اور آپ کو خوب پاک صاف کر دے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً .

''یہ آیت خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 410/6، بتحقيق سلامة، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر : 411/6، وسندہٗ حسنٌ)

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ فِي دُخُولِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا؛ لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ .

’’یہ آیت نص ہے کہ ازواج رسول ﷺ اہل بیت میں شامل ہیں، کیونکہ ازواجِ مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 410/6، بتحقیق سلامة)

✿ نیز فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ الْمُرَادُ أَنَّهُنَّ كُنَّ سَبَبَ النُّزُولِ دُونَ غَيْرِهِنَّ فَصَحِيحٌ، وَإِنْ أُرِيدَ أَنَّهُنَّ الْمُرَادُ فَقَطْ دُونَ غَيْرِهِنَّ، فَفِي هٰذَا نَظَرٌ؛ فَإِنَّهُ قَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيثُ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ أَعَمُّ مِنْ ذٰلِكَ .

’’اگر یہ مراد ہو کہ ازواجِ مطہرات کے علاوہ کوئی بھی اس آیت کے نزول کا سبب نہیں، تو یہ بات درست ہے، اگر یہ مراد لیا جائے کہ اہل بیت کے مفہوم میں ازواجِ مطہرات کے علاوہ کوئی شامل نہیں، تو یہ محل نظر ہے، کئی احادیث بتاتی ہیں کہ اہل بیت کا مفہوم وسیع ہے۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 411/6، بتحقیق سلامة)

آیت کا مفہوم اگرچہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرف دیگر رشتہ داروں اور قرابت داروں کو بھی ملا ہے،

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

بل کہ اگر بیویاں اہل بیت ہیں تو رشتہ دار بالاولیٰ اہل بیت میں شامل ہیں۔

❁ نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا.

”مسلمانو! کون اس شخص سے بدلہ لے گا، جس نے میرے اہل بیت کے حوالے سے مجھے تکلیف دی ہے؟ اللہ کی قسم! میری بیوی سراپا خیر ہے۔“

(صحيح البخاري: 4850، صحيح مسلم: 2770)

❁ حصین بن سبرہ رحمہ اللہ نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

مَنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ؟

”زید! نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ آپ ﷺ کی ازواج اہل بیت میں شامل نہیں؟“

❁ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ.

”آپ ﷺ کی ازواج اہل بیت میں شامل ہیں۔“

(صحيح مسلم: 2408)

❁ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سورت احزاب کی آیت (33) نازل ہوئی تو:

”رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ فرمایا: میرے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اہل بیت میں شامل نہیں؟ فرمایا: آپ میری گھر والی ہیں اور بھلائی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

والی ہیں، جب کہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اللہ! میری بیوی اس کی زیادہ حق دار ہے۔"

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 416/2، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے "امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح" کہا ہے۔

❁ ایک روایت میں ہے :

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِكَ؟ قَالَ : بَلٰى، فَادْخُلِي فِي الْكِسَاءِ قَالَتْ : فَدَخَلْتُ فِي الْكِسَاءِ بَعْدَ مَا قَضٰى دُعَائَهٗ لِابْنِ عَمِّهٖ عَلِيٍّ وَّابْنَيْهِ وَابْنَتِهٖ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

"میں نے عرض کیا : اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے اہل سے نہیں؟ فرمایا : کیوں نہیں، آپ بھی چادر میں داخل ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے چچا زاد سیدنا علی، اپنے نواسوں (سیدنا حسن و حسین) اور اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کے لیے دُعا کر چکے، تو میں بھی چادر میں داخل ہوگئی۔"

(مسند الإمام أحمد : 298/6، وسندهٗ حسنٌ)

ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت دو طرح کے ہیں :

از روئے قرآن آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اہل بیت ہیں، جب کہ بزبانِ نبوت آپ ﷺ کے رشتہ دار بھی اہل بیت ہیں۔

سوال : آل نبی ﷺ کے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب : انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد کوئی معصوم نہیں۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اتفاقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجماعی عقیدہ ہے۔ بعض لوگ اہل بیت کو معصوم کہتے ہیں، اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، یہ غلو پر مبنی عقیدہ ہے، جو نصاریٰ سے مستعار ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

الْمَعْصُومُ مِنَّا أَهْلِ الْبَيْتِ خَمْسَةٌ؛ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفَاطِمَةُ، وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

”ہم اہل بیت میں پنج تن معصوم ہیں: رسول اللہ ﷺ، (علی رضی اللہ عنہ) فاطمہ، حسن، حسین۔“ (مُعجم ابن الأعرابي: 1593)

سند جھوٹی ہے۔

① عمرو بن ابی مقدام ثابت ”ضعیف ومتروک“ ہے۔ اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”رافضی“ کہا ہے۔

(لِسان المیزان: 11/9)

② داود بن یحییٰ دہقان، ابوسلیمان کے متعلق ابن یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ، أَحَادِيثُهُ مَوْضُوعَةٌ.

”یہ کچھ بھی نہیں، اس کی احادیث جھوٹی ہیں۔“

(لسان المیزان لابن حَجَر: 426/2)

③ علاء بن صالح کا طارق بن شہاب سے سماع ممکن نہیں۔

④ اسحاق بن یزید کا تعین درکار ہے!

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعَ جَمِيعُ سَلَفِ الْمُسْلِمِينَ وَأَئِمَّةِ الدِّينِ مِنْ جَمِيعِ الطَّوَائِفِ أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مَّعْصُومٌ وَلَا مَحْفُوظٌ مِنَ الذُّنُوبِ وَلَا مِنَ الْخَطَايَا .

”تمام اسلاف امت اور تمام گروہوں کے ائمہ دین کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی بھی گناہوں اور غلطیوں سے معصوم و محفوظ نہیں ہے۔“

(جامع الرّسائل :266/1)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ غَيْرَ الْأَنْبِيَاءِ لَيْسُوا بِمَعْصُومِينَ؛ بَلْ يَجُوزُ عَلَيْهِمْ مَا يَجُوزُ عَلٰى سَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الْمُؤْمِنِينَ .

”جان لیجئے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام اولیاء اللہ معصوم نہیں ہیں، بلکہ دوسرے مومن بندوں کی طرح ان سے بھی خطا سرزد ہو سکتی ہے۔“

(قَطْر الوَلِيّ، ص 248)

سوال: اذان وغیرہ کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: اس کا استعمال جائز ہے، لاؤڈ اسپیکر جدید سہولت ہے، جو چیزیں مقاصد (اعتقادات و عبادات) میں داخل نہ ہوں، بلکہ مبادی سے تعلق رکھتی ہوں اور ان کے متعلق شرعی ممانعت بھی وارد نہ ہو، تو کسی مصلحت کے لئے انہیں مقرر کرنا جائز ہے، مثلاً: ہجری سال مقرر کرنا، مسجد میں سپیکر لگوانا، تبلیغ دین کے لئے دینی محافل و مجالس کا انعقاد کرنا اور کتابوں کی اشاعت کرنا وغیرہ۔

❀ عہد نبوی میں مکبر کے ذریعے آواز دور تک پہنچائی جاتی تھی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح مسلم : 413)

اب وہ آواز لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے دور تک پہنچائی جاتی ہے۔ جس طرح اذان منارہ پر ہوتی تھی۔ (سنن ابی داود : ۵۱۹، وغیرہ، وسندہ حسن) اب لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس میں آسانی ہے، اسے اختیار کرنا چاہیے، تمام علما اس سہولت کو استعمال کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

سوال: باجماعت نماز میں آمین کون کہے گا؟

جواب: باجماعت نماز میں امام بھی آمین کہے گا اور مقتدی بھی آمین کہیں گے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

”امام آمین کہے، تو آپ بھی آمین کہیں۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی، اس کے سابقہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

(صحيح البخاري : ٧٨٠، صحيح مسلم : ٤١٠)

❀ صحیح مسلم (۴۱۰، ۷۶۱) کی روایت ہے:

إِذَا قَالَ الْقَارِي : ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ (الفاتحة:٧) فَقَالَ مَنْ خَلْفَهُ : آمِينَ، فَوَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَاءِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

”جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہے، مقتدی بھی آمین کہیں اور اس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی، اس کے سابقہ تمام گناہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

معاف کردیئے جائیں گے۔''

❀ نعیم بن عبداللہ مجمر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ : ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ (الفاتحة : ١)، ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ (الفاتحة : ٧) فَقَالَ : آمِينَ، فَقَالَ النَّاسُ : آمِينَ وَيَقُولُ : كُلَّمَا سَجَدَ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الِاثْنَتَيْنِ قَالَ : اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی، آپ نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھی، پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا، تو انہوں نے آمین کہی۔ مقتدیوں نے بھی آمین کہی۔ سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہا۔ دوسری رکعت سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہا۔ سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: میری نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے آپ سب سے زیادہ مشابہ ہے۔''

(أحمد : ٢/٤٩٧، سنن النسائي : ٩٠٥، السنن الكبرٰى للبيهقي : ٢/٨٥، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۴۹۹) امام ابن الجارود رحمہ اللہ (امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۹۸) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ اسحاق کوسج رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا؟ ''کیا آمین اونچی کہی جائے گی؟ فرمایا: جی ہاں، اللہ کی قسم امام و مقتدی آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اونچی کہیں گے۔امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی کہی کہتے تھے۔آپ فرماتے ہیں : اونچی آمین نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر جائے، یہ امام پر زیادہ لازم ہوتی ہے،اس لیے اسے چاہیے کہ اتنی اونچی کہے کہ کم ازکم قریب والے سن لیں،اگر صف کے آخر تک سنا دے،تو کیا بات ہے!حتی کہ مردوں کے پیچھے کھڑی عورتوں کو بھی سنا دے۔لوگ چھوڑ بھی دیں کوئی امام یا مقتدی اس سنت کو نہ چھوڑے۔شرم محسوس کر کے یا کسی خوف سے یا کسی مجبوری کے ڈر سے بھی نہ چھوڑے،کیوں کہ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتے۔''

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل و إسحاق بن راهويه برواية الكوسج : ١/١٣٨)

سوال: آمین جہری کہی جائے گی یا آہستہ؟

جواب: جب قرأت جہری ہو،آمین بھی جہری کہی جائے گی اور جب قرأت سری ہو،تو آمین بھی آہستہ کہی جائے گی۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مَنْ ذَنْبِهِ .

''امام آمین کہے،تو آپ بھی آمین کہیں۔جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی،اس کے سابقہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

(صحيح البخاري : ٧٨٠، صحيح مسلم : ٤١٠)

❁ صحیح مسلم (۴۱۰،۷۶۱) کی روایت ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

”جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہے، مقتدی بھی آمین کہیں اور اس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی، اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے۔“

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) سے پوچھا گیا کہ کیا امام سورۃ فاتحہ کے بعد باآواز بلند آمین کہے گا، تو آپ نے جواب میں فرمایا:

نَعَمْ، وَيَرْفَعُ بِهَا مَنْ خَلْفَهُ أَصْوَاتَهُمْ.

”جی ہاں! اور مقتدی بھی آواز بلند کریں گے۔“

پوچھا گیا دلیل کیا ہے؟، تو یہی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیش کی اور فرمایا:

فِي قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهُ أَمَرَ الْإِمَامَ أَنْ يَّجْهَرَ بِآمِينَ؛ لِأَنَّ مَنْ خَلْفَهُ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ تَأْمِينِهٖ إِلَّا بِأَنْ يَّسْمَعَ تَأْمِينَهُ.

”رسول اللہ ﷺ کا فرمان ’جب امام آمین کہے، تو آپ بھی آمین کہیں‘ وضاحت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امام کو باآواز بلند آمین کا حکم دیا ہے، کیوں کہ مقتدی جب تک امام کی آمین سن نہ لے، اس کی آمین کا وقت نہیں جان سکتا۔“

(الأم للشافعي: ۱/۱۰۹، الخلافیات للبیهقي: ۲/۶۷، ۶۸، مختصرا)

❁ امام الائمہ، ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳۔۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ کا فرمان ’امام آمین کہے، تو آپ آمین کہیں۔‘ صراحت سے ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے مقتدی کو باآواز بلند آمین کہنے کا حکم دیا ہے،

www.KitaboSunnat.com

یقیناً نبی کریم ﷺ مقتدی کو امام کی آمین ساتھ آمین کا حکم صرف اس صورت میں دے سکتے ہیں، جب اسے معلوم ہو کہ اب امام نے آمین کہی ہے۔ اگر امام آہستہ امام کہے، تو مقتدی کو کیسے معلوم ہوگا کہ امام نے آمین کہہ دی ہے، یا نہیں کہی، آپ کسی سے کہیں کہ فلاں آدمی جب فلاں بات کہے، تو آپ بھی وہی بات کہہ دیجئے گا مگر آپ کو اس کی بات سنائی نہیں دے گی، تو محال ہے کہ سنے بغیر وہی بات کہہ دے۔ اسے کیا معلوم کہ اس نے کس وقت کیا کہا ہے، جب کہ وہ سن ہی نہیں رہا۔ تو نبی کریم ﷺ مقتدی کو حکم دیں کہ امام کی آمین ساتھ آمین کہو اور مقتدی امام کی آمین سن بھی نہ رہا ہو؟ ایک عالم تو کم از کم اس وہمے کو نہیں سمجھ پائے گا۔“

(صحیح ابن خزیمۃ تحت الحدیث : ۵۷۰)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

لَوْلَا جَهْرُهُ بِالتَّأْمِينِ لَمَا أَمْكَنَ الْمَأْمُومُ أَنْ يُّؤَمِّنَ مَعَهُ وَيُوَافِقَهُ فِي التَّأْمِينِ .

”اگر آمین بلند آواز سے نہ ہو تو ایک مقتدی کے لئے ممکن ہی نہیں کہ امام کے ساتھ آمین کہے اور اس کی آمین امام کی آمین سے موافق ہو جائے۔“

(اعلام الموقعین : ۳۹۶/۲)

✿ علامہ سندھی حنفی (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

”مصنف کتاب اس حدیث سے آمین بالجہر کا استدلال کر رہے ہیں، کیوں کہ اگر آمین آہستہ آواز سے ہو تو مقتدی امام کی آمین بارے جان ہی نہ پائے، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایسی صورت میں مقتدی کو امام کے ساتھ آمین کہنے کا حکم مستحسن نہیں رہتا، یہ انتہائی دقیق استدلال ان احادیث کو راجح قرار دیتا ہے، جن میں آمین بالجہر کی صراحت موجود ہے۔''

(حاشية السّندي على سنن ابن ماجه : ۱/۲۸۰)

مذکورہ حدیث پر متعدد اہل علم نے اونچی آمین کے ابواب قائم کیے ہیں۔

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ : ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾(الفاتحة : ۷)، فَقَالَ : آمِينَ، وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ .

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کے بعد باآواز بلند آمین کہا۔''

(سنن الترمذي : ۲٤۸، سنن الدارقطني : ۱/۳۳٤، ۱۲٦۹، شرح السنة للبغوي : ۵۸٦، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی (۲۴۸) اور حافظ بغوی (۵۸٦) نے ''حسن'' امام دارقطنی رحمہ اللہ (۱۲٦۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (اعلام الموقعین :۲/ ۳۹٦) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تغلیق التعلیق :۱/ ۲۳٦) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہری نمازوں میں آہستہ آمین کہنا ثابت ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہری نمازوں میں آہستہ آمین کہنا ثابت نہیں، اس بارے میں جتنی روایات پیش کی جاتی ہیں، سب میں ضعف ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ عبدالحئی لکھنوی، حنفی (۱۳۰۴ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

”کہتا ہوں: ہم نے بھی آپ کی طرح کئی برس اسی دشت کی سیاحی کی۔ اس کے گوشے گوشے سے واقف ہو گئے۔ انتہائی دقت نظری اور غور وفکر کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آمین بالجہر کہنا ہی صحیح ہے، کیوں کہ یہ اولا دعدنان کے سردار ﷺ کی احادیث سے مطابق ہے۔ نبی کریم ﷺ سے منقول آمین بالسر کی روایات ضعیف ہیں، جو صحیح روایات کی ہم پلہ نہیں۔ اگر یہ صحیح ہوں، تب بھی ان کا مطلب یہ ہوگا آواز بہت شدید نہ ہو، بل کہ قدرے آہستہ ہو۔ ابن ہمام رحمہ اللہ بھی یہی معنی بیان کرنا چاہتے ہیں۔ آمین بالجہر کی روایات کا یہ معنی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ آمین بالجہر بعض اوقات کہی گئی یا تعلیم کے لئے کہی گئی، کیوں کہ اس پر کوئی دلیل نہیں اور آمین بالجہر کو ابتدائے اسلام کا معاملہ قرار دینا انتہائی کمزور بات ہے، کیوں کہ امام حاکم رحمہ اللہ نے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح قرار دی ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں صراحت کی ہے کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی آخری زندگی میں ایمان لائے ہیں، باقی رہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ وغیرہ کے آثار، تو ان کی صحیح مرفوع احادیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔“

(السّعاية في كشف ما في شرح الوقاية : ۱۷۶/۲)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اَلْإِنْصَافُ أَنَّ الْجَهْرَ قَوِيٌّ مِّنْ حَيْثُ الدَّلِيلِ .

”انصاف یہ ہے کہ آمین بالجہر کے دلائل قوی ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(التعليق المُمَجِّد علٰي موطّأ الإم مالك، ص : ١٠٥)

سوال: کیا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اونچی آمین کہنا ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابورافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے مؤذن تھے۔ انہوں نے مروان سے طے کر رکھا تھا کہ جب تک میں صف میں داخل نہ ہو جاؤں، آپ ''ولا الضالین'' نہیں کہیں گے، تو جب مروان ''ولا الضالین'' کہتا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ باآواز بلند آمین کہتے اور فرماتے: اہل زمین کی اہل آسمان سے آمین میں موافقت ہو گئی، تو زمین والوں کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي : ٨٥/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: سونے چاندی کے برتنوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا حرام ہے۔ یہ حرمت مردوں، عورتوں، بچوں، بڑوں، امیروں اور غریبوں سب کے لیے ہے۔

❀ عبداللہ بن عُکیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا، تو دہقان (گاؤں کا چوہدری) چاندی کے برتن میں پانی لے آیا، آپ نے اسے گرا دیا، پھر اس پر ان لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے اس سے منع کر دیا گیا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا تَشْرَبُوا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الْحَرِيرَ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ .

''سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی دیباج وحریر (ریشم) کے کپڑے پہنو، کیوں کہ دنیا میں یہ ان (کافروں) کے لیے ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔''

(صحيح البخاري : 5837، صحيح مسلم : 2067)

❁ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ .

''چاندی کے برتن میں پینے والا درحقیقت اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈال رہا ہے۔''

(صحيح البخاري : 5634، صحيح مسلم : 2065)

سوال: سونے چاندی کے چمچ سے کھانا کیسا ہے؟

جواب: سونے اور چاندی کا کوئی برتن بھی جائز نہیں، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

سوال: کتے کے جھوٹے برتن کا کیا کیا جائے؟

جواب: اسے سات بار پانی سے اور ایک بار مٹی سے مانج کر دھو لیا جائے، وہ پاک ہو جائے گا، نیز اگر برتن میں کوئی چیز ہو، تو اسے انڈیل دیا جائے، وہ ناپاک ہو چکی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا .

''جب کتا کسی کے برتن سے پی جائے، تو اس برتن کو سات دفعہ دھوئیں۔''

(صحيح البخاري : 172، صحيح مسلم : 279)

❁ صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ .

''پہلی مرتبہ مٹی سے دھویا جائے۔''

سوال: کیا بعض برتنوں کے استعمال سے منع کیا گیا تھا؟

جواب: شروعِ اسلام میں چار قسم کے برتنوں سے منع کیا گیا تھا، بعد میں یہ حرمت منسوخ ہوگئی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّنْبَذَ فِي الْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمَةِ وَالنَّقِيرِ، قَالَ: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقیر (تارکول لگا ہوا برتن) مزفت (روغنی برتن) دبا (کدو سے بنا ہوا برتن) حنتمہ (پرانا سبز مٹکا) اور نقیر (لکڑی کا برتن) میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے، نیز فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

(سنن النّسائي : 5592، سنن ابن ماجه : 3401، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۸۶۴) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۴۰۸) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۵۸) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے آپ کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، سو اب ان کی زیارت کیا کریں، کیوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی ماں کی (قبر کی) زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے، یہ آخرت یاد دلاتی ہے، میں نے آپ کو تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، میرا مقصد یہ تھا کہ مالدار لوگ ان لوگوں کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فراخی پیدا کریں، جن کے پاس (قربانی کی) گنجائش نہیں ہے، اب آپ کھائیں بھی اور جمع بھی کر سکتے ہیں اور میں نے آپ کو کچھ برتنوں (کے استعمال) سے روکا تھا، برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا، ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

(صحیح مسلم: 106/977)

سوال: اگر برتن کے ناپاک ہونے کا شک ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک برتن کے ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو، وہ پاک ہی متصور ہوگا، شک پر شرعی احکام کی بنیاد نہیں ڈالی جا سکتی۔ البتہ شبہ کو زائل کرنے کے لیے برتن کو دھو لیا جائے۔

سوال: اگر پانی ناپاک ہو، پاک پانی میسر نہ ہو، تو کیا ناپاک پانی سے وضو کر سکتا ہے یا تیمّم کرے گا؟

جواب: وضو کے لیے پانی کا پاک ہونا شرط ہے، ناپاک پانی سے وضو نہیں، لہٰذا جسے پاک پانی نہ ملے، وہ تیمّم کرے گا، کیونکہ ناپاک پانی نہ طاہر ہے اور نہ مطہر۔

سوال: کیا چینی کے برتن استعمال کیے جا سکتے ہیں؟

جواب: چینی وغیرہ کے برتن استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ صرف سونے اور چاندی کی دھاتوں سے بنے برتن ممنوع ہیں۔

سوال: کیا عیسائی کا جھوٹا پاک ہے؟

جواب: عیسائی کا جھوٹا پاک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اگر بلی برتن میں منہ ڈال دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بلی برتن میں منہ ڈال دے، تو کوئی حرج نہیں، اس سے برتن یا برتن میں موجود کھانے پینے کی شے ناپاک نہیں ہوتی، دل مانے، تو اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

❀ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بہو، کبشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے، تو انہوں نے انہیں وضو کے لیے پانی ڈال کر دیا۔ بلی آئی اور پینے لگی۔ انہوں نے اس کی طرف برتن جھکا دیا حتی کہ اس نے سیر ہو کر پی لیا، کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ نے مجھے دیکھ کر کہ میں انہیں دیکھ رہی ہوں فرمایا: اے بھتیجی! کیا آپ تعجب کر رہی ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یہ (بلی) پلید نہیں ہے، کیوں کہ یہ تم پر گھومنے پھرنے والے مرد یا عورتوں میں سے ہے۔“

(موطأ الإمام مالك: 23,22/1، مسند الإمام أحمد: 309-303/5، سنن أبي داوٗد: 75، سنن النّسائي: 68، سنن التّرمذي: 92، سنن ابن ماجه: 367، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۴)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۹۹)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۶۰) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۱۶۰) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: آئسہ عورت کی عدت کیا ہے؟

جواب: آئسہ اس عورت کو کہتے ہیں، جس کو کبرِ سنی کی وجہ سے حیض آنا بند ہو جائے، اس کی عدت طلاق تین ماہ ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَّاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾(الطّلاق : ٤) .

''وہ طلاق یافتہ عورتیں جو ماہواری سے ناامید ہو چکی ہوں، شک کی صورت میں ان کی عدت تین ماہ ہے، جن کی ماہواری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔''

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''یہاں اللہ تعالیٰ نے ان عمر رسیدہ عورتوں کی عدت بیان کی ہے، جن کی ماہواری بڑھاپے کی وجہ سے ختم ہو گئی ہو، ان کی عدت تین ماہ ہے۔ ان کی تین ماہ عدت تین ماہواریوں کے عوض میں ہے، سورت بقرہ کی آیت کریمہ اس پر دلیل ہے۔ اسی طرح وہ بچیاں، جنہیں ابھی ماہواری شروع نہ ہوئی ہو، ان کی عدت بھی بوڑھی عورتوں کی طرح تین مہینے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ ''جن بچیوں کو ابھی ماہواری شروع نہ ہوئی ہو۔''

(تفسیر ابن کثیر : 149/8)

آئسہ کا شوہر فوت ہو جائے، تو وہ عام عورتوں کی طرح چار ماہ دس دن ہی عدت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وفات شوہر میں گزارے گی۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾(البقرة: ٢٣٤)

''تم میں جو وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں، تو وہ عورتیں چار ماہ دس تک عدت میں رہیں، جب وہ مقررہ مدت مکمل کرلیں، تو وہ عمدگی کے ساتھ جو کریں، اس میں تم پر کوئی حرج نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔''

اس عدت کو مطلق بیان کیا گیا ہے، اس میں آئسہ بھی داخل ہے۔

(سوال): قرآن کریم کی سب سے طویل آیت کون سی ہے؟

(جواب): قرآن کریم میں سب سے طویل آیت سورت بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ ہے، جسے آیت دین بھی کہتے ہیں۔

(سوال): قرآن کریم کی سب سے افضل آیت کون سی ہے؟

(جواب): پورا قرآن افضل ہے، مگر اس میں سب سے افضل آیت الکرسی ہے، جو سورت بقرہ میں ۲۵۵ نمبر پر موجود ہے۔

❁ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ : قُلْتُ : ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ (البقرة : 255) قَالَ : فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، وَقَالَ : وَاللّٰهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ .

''ابومنذر! کیا آپ جانتے ہیں کہ کتاب اللہ کی کس آیت کی فضیلت سب سے زیادہ ہے؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: ابومنذر! جانتے ہیں کہ کتاب اللہ کی کس آیت کی فضیلت سب سے زیادہ ہے؟ عرض کیا: آیۃ الکرسی ہے، آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا (حوصلہ افزائی مطلوب تھی) اور فرمایا: اللہ کی قسم! ابومنذر! آپ کو علم مبارک ہو۔''

(صحيح مسلم : 810)

سوال: کیا ایک آیت کی تلاوت کرنے پر بھی قرأت قرآن کا اطلاق ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ایک آیت کی تلاوت بھی قرأت ہے۔

سوال: کیا جنبی اور حائضہ ایک آدھ آیت تلاوت کر سکتے ہیں؟

جواب: جنبی اور حائضہ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر سکتے، البتہ کبھی کبھار ایک دو آیات پڑھ لے، تو گنجائش ہے، البتہ نہ پڑھنا بہتر ہے۔

❁ معروف فقیہ، محمد بن علی باقر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّقْرَأَ الْجُنُبُ الْآيَةَ وَالْآيَتَيْنِ .

''وہ جنبی کے لیے ایک دو آیات پڑھنے میں حرج نہیں جانتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابو اسحاق، عمرو بن عبد اللہ، سبیعی، رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ : تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَالْجُنُبُ ؟ قَالَ : الْآيَةَ وَالْآيَتَيْنِ .

''میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا حائضہ اور جنبی قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ تو فرمایا: ایک دو آیات پڑھ سکتے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 102/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا؛ کیا حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے؟ تو فرمایا:

لَا ، إِلَّا طَرَفَ الْآيَةِ .

''نہیں، البتہ آیت کا کوئی ٹکڑا پڑھ سکتی ہے۔''

(سنن الدارمي : 1039، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا جنبی اور حائضہ قرآن کریم کو چھو سکتے ہیں؟

جواب: نہیں۔

سوال: سورت حج میں کتنے سجدے ہیں؟

جواب: سورت حج میں دو سجدے ہیں۔

❁ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، کیا سورۂ حج میں دو سجدے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، سورۂ حج میں دو سجدے ہیں، جس نے یہ دو سجدے نہ کیے، اس نے ان دونوں آیات کو نہیں پڑھا یا وہ ان دونوں آیات کو نہ پڑھے۔

(سنن أبي داوٗد : ١٤٠٢، سنن التّرمذي : ٥٧٨، مسند أحمد : ١٥١/٤، ١٥٥، وسندهٗ حسن)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ ثعلبہ بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سورۂ حج کی قراءت کی، اس میں دو سجدے کیے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢/١١، شرح معاني الآثار للطّحاوي : ١/٣٦٢، وسندهٗ صحيح)

❁ عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ نے سورۂ حج میں دو سجدے کیے۔

(مؤطأ الإمام مالك : ١/٢٠٦، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ٢/٣١٨، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سورۂ حج میں دو سجدے کیے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢/١١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سورۂ حج کے آخری سجدہ کی تلاوت کی اور منبر سے اتر کر سجدہ کیا۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ٢/١٨، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شافعی (الام : ١/١٣٨)، امام احمد بن حنبل (مسائل احمد واسحاق : ١/٩١)، امام اسحاق بن راہویہ (جامع ترمذی تحت حدیث : ٥٧٨)، امام عبداللہ بن مبارک (جامع ترمذی تحت حدیث: ٥٧٨) اور امام ابن منذر رحمہم اللہ (الاوسط لابن المنذر: ٥/٢٦٧) سورۂ حج میں دو سجدوں کے قائل ہیں۔

سوال: قرآن کریم میں کل کتنے سجدے ہیں؟

جواب: صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں کل پندرہ سجدے ہیں۔

سوال: آیت الکرسی کی کیا فضیلت ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب آیۃ الکرسی قرآن مقدس کی افضل ترین آیت ہے، پچاس کلمات، ایک سو اسی (180) حروف اور دس (10) جملوں پر مشتمل ہے۔ ابتدا لفظ ''اللہ'' سے کی گئی ہے اوراس میں توحید کے گیارہ (11) دلائل، پانچ (5) اسمائے حسنٰی اور چھبیس (26) صفات باری تعالیٰ کا ثبوت ہے، اللہ کی کرسی کا ذکر ہے، اسی لئے آیۃ الکرسی کہلاتی ہے۔:اس کے بے شمار فضائل ہیں۔ یہ قرآن کی سب سے افضل آیت ہے۔(صحیح مسلم:۸۱۰)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''وہ صدقے کی کھجوروں پر نگران تھے، انہوں نے کھجوروں کے ڈھیر پر ہاتھ کے نشان دیکھے گویا کسی نے وہاں سے کچھ اٹھایا ہو۔اس واقعہ کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: چور کو پکڑنے کے لئے یہ وظیفہ پڑھیں۔ سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَكَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسخر کیا۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ وظیفہ پڑھا، تو ایک جن نظر آیا۔ میں نے کہا: تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہوں، کہنے لگا، میں غریب ہوں، گھر والوں کے لئے کچھ لیا ہے، معافی چاہتا ہوں آئندہ نہیں آؤں گا، لیکن وہ دوبارہ آ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو آپ نے وہی دعا بتلائی، میں نے پڑھی، جن پھر سامنے آ گیا، اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ تھا، مگر اس نے آئندہ نہ آنے کا وعدہ کیا۔ میں نے پھر چھوڑ دیا۔ وہ دوبارہ آ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: اسے پکڑنے کے لئے وہی دعا پڑھیں۔ ودبارہ وہ دعا پڑھی، تو جن دوبارہ قابو آ گیا، میں نے کہا: تو نے وعدہ خلافی کی ہے، اب تو ضرور تجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لے جاوں گا۔ کہنے لگا: مجھے چھوڑ دیجئے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کو چند کلمات سکھاتا ہوں، جب آپ انہیں پڑھیں گے تو کوئی مذکر یا مونث جن آپ کے قریب نہیں پھٹکے گا، پوچھا: کون سے کلمات؟، کہا: ہر صبح وشام آیۃ الکرسی پڑھا کریں۔ میں نے اسے رہا کر دیا اور نبی کریم ﷺ کو یہ قصہ سنایا۔ فرمایا: کیا آپ جانتے نہیں؟ یقیناً بات ایسے ہی ہے۔"

(فضائل القرآن للنّسائي : 42، وسندهٗ حسنٌ)

❀ مسند عبد بن حمید (178، وسندہٗ صحیح) میں الفاظ ہیں:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ لِهٰذِهِ الْآيَةِ لَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ .

"اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں (ﷺ) محمد کی جان ہے! آیۃ الکرسی کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے، جو اپنے پڑھنے والے کے حق میں عرش الٰہی کے پائے کے پاس اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرے گی۔"

❀ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا الْمَوْتُ .

"ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو جنت جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی، سوائے موت کے۔"

(السّنن الکبریٰ للنّسائي : 9928؛ عمل الیوم واللیلة للنّسائي : 100؛ المُعجم الکبیر للطّبراني : 134/8؛ کتاب الصّلاۃ لابن حبّان کما في اتّحاف المَهرة لابن حَجَر : 259/6؛ ح : 6480؛ وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ اور حافظ منذری رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۱/ ۳۰۷) حافظ سیوطی رحمہ اللہ (التعقبات علی الموضوعات: ۸) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ وائلی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔ (کما فی التذکرة للقرطبی: ۲۴)، حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (نتائج الافکار: ۲/ ۲۷۸۔۲۷۹)، حافظ ابن الہادی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (النکت علی ابن الصلاح: ۲/ ۷۹۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا سَهْلٍ وَلَا جَبَلٍ أَعْظَمُ مِنْ آيَةِ الْكُرْسِيِّ.

''آسمان وزمین، میدان وصحرا اور پہاڑ آیت الکرسی سے بڑے نہیں ہیں۔''

(الأسماء والصّفات للبيهقي: 633، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا باپ ہونا باعث فضیلت ہے؟

جواب: یقیناً باپ بافضیلت رشتہ ہے، اس کے حقوق بھی ہیں اور فرائض بھی۔ اسلام نے ماں کے بعد سب سے زیادہ مقام باپ کو دیا ہے۔ دونوں سے حسن سلوک کی تلقین کی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اللہ کے رسول! لوگوں میں سے میرے عمدہ برتاؤ کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: آپ کی ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: آپ کی ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: آپ کی ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر آپ کے والد گرامی۔''

(صحيح البخاري :5971، صحيح مسلم : 2548)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ .

''اللہ کی رضا والد کی رضا میں اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔''

(سنن التّرمذي : 1899، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منبر لائیں۔ ہم منبر لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، تو آمین کہا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچے، تو آمین کہا۔ جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو پھر آمین کہا۔ نیچے تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ سے خلاف معمول بات سنی، فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اس کے لیے ہلاکت ہو، جو رمضان پائے، لیکن اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ میں نے آمین کہہ دیا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس آپ کا تذکرہ ہو، لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے آمین کہا۔ تیسری پر چڑھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس اس کے ماں باپ، دونوں یا ایک بوڑھا ہو اور وہ اس کے جنت میں داخلے کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے پھر آمین کہہ دیا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 4/153، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”سب سے بڑی نیکی والد کے حب داروں سے تعلق رکھنا ہے۔“

(صحيح مسلم : 2552)

سوال: کیا باپ اپنے بیٹے سے ہبہ شدہ چیز واپس لے سکتا ہے؟

جواب: کسی کے لیے ہبہ شدہ چیز واپس لینا جائز نہیں، اس پر سخت وعید ہے، سوائے والد کے، وہ اپنی اولاد سے ہبہ شدہ چیز واپس لے سکتا ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا::

”کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو تحفہ دے کر اس سے واپس لے لے، بجز والد کے، جو وہ اپنے بیٹے کو دیتا ہے۔ جو تحفہ دے کر واپس لیتا ہے، اس کی مثال کتے جیسی ہے، جو کھاتا ہے، جب سیر ہو جاتا ہے، تو قے کرتا ہے، پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 78,27/2، سنن أبي داوٗد : 3539، سنن النّسائي : 3720، سنن التّرمذي : 2132، سنن ابن ماجه : 2377، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۹۴) نے ”صحیح“، امام حاکم رحمہ اللہ (۴۶/۲) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: اگر والد اپنے بیٹے کو قتل کر دے، تو کیا اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا؟

جواب: والد اپنے بیٹے کو قتل کر دے، تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا یا نہیں، اس بارے میں کوئی خاص دلیل ثابت نہیں، جن روایات میں یہ ذکر ہے کہ باپ کو بیٹے کے بدلے قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا، وہ ثابت نہیں ہیں، واللہ اعلم!

سوال: رضاعی باپ کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر کسی نے کسی عورت کا دودھ پیا، تو وہ اس کی رضاعی ماں بن گئی اور اس کا خاوند اس کا رضاعی باپ بن گیا۔ اب دودھ پینے والی کا اپنا یا اس کی اولاد کا اس کے رضاعی باپ سے نکاح نہیں ہوسکتا، کیونکہ جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں، وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ .

”رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے، جنہیں ولادت (نسب) حرام کرتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 2646، صحيح مسلم : 1444)

سوال: سوتیلے باپ سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس کی بیوہ یا مطلقہ ماں کسی شخص سے نکاح کر لے، تو وہ شخص سوتیلا باپ بن جاتا ہے اور اس کی بیوی کی بیٹیاں اس کی ”ربائب“ (زیر پرورش) بن جاتی ہیں، بیوی سے خلوت اختیار کر لی، تو اس کی سابقہ اولاد سے نکاح حرام ہو جاتا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ (النّساء : ٢٣)

”تمہاری پرورش میں موجود وہ لڑکیاں (بھی تم پر حرام ہیں)، جو تمہاری ان بیویوں (کی سابقہ شوہروں) سے ہیں، جن سے تم دخول کر چکے ہو۔ اگر تم نے ان سے دخول نہیں کیا، تو تم پر کوئی حرج نہیں (کہ تم اپنی بیویوں کی سابقہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

لڑکیوں سے نکاح کرلو)۔‘‘

(سوال): اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیا کو حلال کرنے والوں اور اللہ کی حلال کردہ اشیا کو حرام کرنے والوں کی پیروی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کسی چیز کی حلت وحرمت کا حکم دینا شریعت کا وظیفہ ہے، جانتے بوجھتے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنا یا حرام کردہ کو حلال کرنا شرک وکفر ہے۔ یہ یہود کا طرز عمل ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾(التّوبة : ٣١)

’’انہوں نے اپنے علما اور راہبوں کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا تھا۔‘‘

❀ اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

’’ان لوگوں نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کردہ چیزوں کو حرام کرتے ہوئے اپنے علما وصوفیا کو جو’’رب‘‘ بنایا تھا، وہ دو طرح سے ہوسکتا ہے؛ ایک تو یہ کہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے علما وصوفیا نے اللہ کے دین کو بدلا ہے، پھر بھی وہ ان کی پیروی کرتے رہے، چنانچہ اپنے بڑوں کی پیروی میں انہوں نے بھی اللہ کے رسولوں کے دین کے خلاف اعتقاد بنالیا، حالانکہ انہیں سب کچھ معلوم تھا، یہ کفر ہے اور اللہ ورسول نے اسے شرک بھی قرار دیا ہے، اگرچہ وہ اپنے علما وصوفیا کے لیے نماز نہ پڑھتے تھے، نہ ان کے سامنے سجدہ کرتے تھے، لہٰذا جو کوئی بھی کسی کی خلاف دین بات جانتے بوجھتے مانے اور اسی پر اپنا اعتقاد رکھے، ان کی طرح مشرک ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دینے کے بارے میں ان کا اعتقاد درست تھا، لیکن پھر بھی گناہ میں انہوں نے علما وصوفیا کی پیروی کر لی، جس طرح ایک مسلمان گناہ سمجھتے ہوئے بھی کر لیتا ہے، تو اس صورت میں ان کا حکم ان جیسے دوسرے گناہ گاروں جیسا ہوگا (وہ مشرک قرار نہیں پائیں گے)۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 70/7)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''جو شخص رسول کے علاوہ کسی ہستی کی اطاعت اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے، اس کے ہر حکم اور ہر ممانعت پر اس کی بات مانتا ہے، خواہ وہ اللہ ورسول کے حکم کے مخالف ہی کیوں نہ ہو، اس نے اسے اللہ کا شریک بنا لیا ہے۔...... یہ وہ شرک ہے، جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کیا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾ (البقرة : ١٦٥) ''لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں، جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے کرنی چاہیے، حالانکہ اہل ایمان اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 267/10)

❁ شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کی شریعت کے خلاف احکامات جاری کرنے والے لوگوں کے متبعین یقیناً مشرک ہیں، یہ بات واضح طور پر دوسری آیات میں مذکور ہے، جیسے مردار کو اللہ کا ذبیحہ کہہ کر حلال قرار دینے پر شیطان کے حکم کی پیروی کرنے والوں کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ، وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾(الأنعام : ١٢١) ''تم وہ (ذبیحہ) نہ کھاؤ، جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، یہ (مردار کھانا) فسق ہے، شیاطین اپنے حواریوں کو القا کرتے ہیں، تاکہ وہ تم سے مباحثہ کریں، اگر تم نے ان کی پیروی کر لی، تو مشرک ہو جاؤ گے۔'' اس آیت میں صراحت ہے کہ ان کی پیروی سے وہ مشرک ہو جائیں گے، یہ اطاعت میں شرک ہے اور اللہ کے دین کے خلاف کسی کا قانون وضابطہ تسلیم کر لینا ہی شیطان کی عبادت ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نے یوں منع فرمایا: ﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَابَنِي آدَمَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ، وَأَنِ اعْبُدُونِي هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾(یٰس : ٦٠۔٦١) ''اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی نہ کرو گے، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے، نیز میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔''

(أضوأ البيان : 83/4)

سوال: مسواک کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: مسواک فطرت ہے، یہ منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا باعث ہے۔ نبی کریم ﷺ مسواک خود بھی کرتے اور امت کو بھی تلقین کرتے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دس خصائل فطرت ہیں؛ (۱) مونچھیں کاٹنا ، (۲) داڑھی بڑھانا، (۳)

www.KitaboSunnat.com

مسواک کرنا، (۴) وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانا، (۵) ناخن کاٹنا، (۶) انگلیوں کے جوڑ دھونا، (۷) بغلوں کے بال نوچنا، (۸) زیر ناف بال مونڈنا، (۹) استنجا کرنا۔ دسویں چیز راوی (مصعب) بھول گئے ہیں، کہتے ہیں: شاید وہ کلی ہو۔'' (صحیح مسلم: 261)

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ .

''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا، تو انہیں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

(صحيح البخاري : 7240)

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ .

''اگر میں اپنی امت کے لیے دشواری نہ سمجھتا، تو انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

(مسند الإمام أحمد : 460/2، 517، السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 3031، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 43/1، صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۴۰) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۶۳) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَطَهُورَهٗ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ أَنْ يَّبْعَثَهٗ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہم آپ ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتیں۔ رات کو جب اللہ کے امر سے بیدار ہوتے تو مسواک کر کے وضو کرتے۔''

(صحيح مسلم : 139/746)

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، يَشُوصُ فَاهُ .

''نبی کریم ﷺ قیام اللیل کے لئے اٹھتے تو مسواک کرتے۔''

(صحيح البخاري : 889؛ صحيح مسلم : 46/255)

سوال: کیا دین میں آسانی ہے؟

جواب: ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ دین میں آسانی ہے، آسانی میں دین نہیں۔ بعض لوگ شریعت کے واضح حکم کو چھوڑ کر اس سے بھی آسان راستہ اختیار کرتے ہیں اور اسے دین بنا دیتے ہیں، یہ واضح الحاد ہے۔ دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احکام پر عمل کرنا آسان ہے، یہ راہبوں کے دین کی طرح ناممکن یا محال نہیں، بلکہ اس پر ہر شخص عمل کر سکتا ہے، لہٰذا دین میں آسانی کہاں تک ہے، وہ بھی شریعت ہی طے کرے گی۔ البتہ جس مسئلہ میں شریعت نے کوئی حکم جاری نہیں کیا، اس میں شریعت کی روشنی میں آسان راستہ اختیار کرنا بہتر ہے، نبی کریم ﷺ کو بھی جب دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا کہا جاتا، تو آسان تر کو اختیار کرتے تھے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾(البقرة : ١٨٥)

''اللہ تعالیٰ تم سے آسانی کا ارادہ کرتا ہے، تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان تر کو ہی پسند فرمایا، جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہو۔“

(صحيح البخاري : 6786، صحيح مسلم : 2327)

سوال: جمعہ والے دن کو خاص کر کے عمل کرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی عمل کو کسی دن کے ساتھ خاص کرنا اور اس پر مواظبت کرنا جائز نہیں، یہ شریعت کا وظیفہ ہے۔

سوال: کچا لہسن اور پیاز وغیرہ کھا کر مسجد جانا کیسا ہے؟

جواب: کچا لہسن، پیاز یا کوئی بھی بدبودار چیز کھا کر مسجد جانا جائز نہیں، یہ نمازیوں اور نماز میں حاضر ہونے والے فرشتوں کے لیے تکلیف دہ ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، يُرِيدُ الثُّومَ، فَلَا يَغْشَانَا فِي مَسَاجِدِنَا .

”جس نے تھوم (لہسن) کے پودے میں کچھ بھی کھایا، وہ (نماز پڑھنے کے لیے) ہماری مسجد میں نہ آئے۔“

(صحيح البخاري : 854، صحيح مسلم : 564)

❀ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُو آدَمَ .

''جس نے پیاز، لہسن یا گیندنا (بدبودار سبزی) کھایا، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ پھٹکے، کیونکہ جس چیز سے انسان اذیت محسوس کرتے ہیں، اس سے فرشتے بھی اذیت محسوس کرتے ہیں۔''

لہسن اور پیاز پکا کر کھایا جا سکتا ہے، اس سے بدبو ختم ہو جاتی ہے، پکا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد جانا جائز ہے۔

سوال: اگر منبر پر آیت سجدہ تلاوت کی، تو کیا نیچے اتر کر سجدہ تلاوت کیا جا سکتا ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت مستحب ہے، منبر پر آیت سجدہ تلاوہ کی، تو اگر خطیب سجدہ تلاوت کرنا چاہتا ہے، تو وہ نیچے اتر کر سکتا ہے اور اگر ترک کرنا چاہتا ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

❁ ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر سورت نحل کی تلاوت کی، جب آیت سجدہ پر پہنچے، تو منبر سے نیچے اترے اور سجدہ کیا، تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ آئندہ جمعہ پھر اسی سورت کی تلاوت کی، جب آیت سجدہ پر پہنچے، تو فرمایا: لوگو! ہمیں سجودِ تلاوت کا حکم نہیں دیا گیا، لہٰذا جس نے سجدہ کیا، اس نے اچھا کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا، اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (اس دن) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا۔'' (صحيح البخاري : 1077)

سوال: جمعہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: جمعہ کو خاص کر کے روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، البتہ یہ ممانعت استحبابی ہے، اگر کوئی صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھ لے، تو گناہ گار نہ ہوگا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: اشیا میں اصل اباحت ہے یا حرمت؟

جواب: عبادات میں اصل حرمت ہے اور معاملات میں اصل اباحت ہے۔ کوئی عمل عبادت تب بنے گا، جب شریعت میں اس کا اذن ہو، ورنہ ممنوع و حرام ہوگا، اسی طرح معاملات میں کوئی چیز حرام یا مکروہ تب ہوگی، جب شریعت میں اس کی حرمت یا کراہت کا ذکر ہو، ورنہ وہ مباح اور جائز رہے گی۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی طریقے سے معتبر ہوگی، جو اس نے اپنے انبیا علیہم السلام کی زبانی بیان کر دیا ہے، کیونکہ عبادت بندوں کے ذمہ اللہ کا حق ہے اور اس کا حق (ادا کرنے کا طریقہ) وہی ہے، جو اس نے خود پسند اور مقرر کیا ہے، البتہ شروط و معاملات کو جب تک اللہ حرام قرار نہ دے، جائز ہوتے ہیں۔“

(إعلام المؤقعين: 344/1)

سوال: جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ کہنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی فضیلت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے ایک مرتبہ جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ کہا، تو ستر فرشتے ایک ہزار دنوں میں بھی اس کا اجر و ثواب لکھنے سے قاصر ہیں۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني: 11509)

روایت ضعیف و منکر ہے۔ ہانی بن متوکل اسکندرانی ضعیف ہے۔

(مَجمع الزّوائد للهيثمي: 163/10)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: طلاق بائن کیا ہے؟

جواب: جس طلاق کے بعد شوہر کے پاس رجوع کا حق باقی نہ رہے، اسے طلاق بائن کہتے ہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾(البقرة : ٢٣٠)

''اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے، تو اب وہ اس کے لیے حلال نہیں، تا آنکہ وہ عورت اس کے علاوہ دوسرے مرد سے نکاح کر لے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے، تو ان دونوں (عورت اور سابقہ شوہر) کو دوبارہ (نکاح جدید کے ساتھ) میل جول کرنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، جنہیں کو جاننے والوں کے لیے واضح کر رہا ہے۔''

سوال: کسی ایسے عمل کو دین کا حصہ بنانا، جس پر دلیل شرعی قائم نہیں، کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: عبادات میں اصل حرمت ہے، جب تک کسی عمل کے عبادت ہونے پر دلیل شرعی قائم نہیں ہو جاتی، اسے عبادت نہیں بنایا جا سکتا۔ احکام شرعیہ میں بغیر دلیل کے کوئی حکم داخل کرنا بدعت ہے، جس کی ممانعت بالکل واضح ہے۔ ہر بدعت ظلمت وضلالت، اتباعِ نفس ہے اور انہدام اسلام ہے اور ہر بدعت سیئہ اور قبیحہ ہے۔ جس کام کی اصل قرآن وحدیث میں نہ ہو، وہ اچھا نہیں ہو سکتا۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ.

''اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی کے لیے توبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔''

(المعجم الأوسط للطّبراني : ٤٢٠٢، طبقات المحدّثين بأصبهان لأبي الشّيخ الأصبهاني : ٦٠٩/٣، المختارة للحافظ الضّياء المقدسي : ٢٠٥٤، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(التّرغيب والتّرهيب : ٨٦/١)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م:۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''اہل علم کہتے ہیں کہ ''بدعت سے توبہ نہیں ہوتی۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ بدعتی شریعت محمدیہ کے علاوہ کسی اور دین کا پیروکار ہوتا ہے، اس کے لیے برا عمل مزین کر دیا جاتا ہے اور وہ اسے اچھا سمجھتا رہتا ہے۔ چنانچہ وہ اس عمل سے توبہ نہیں کر سکتا، کیونکہ توبہ کے لیے اپنے عمل کو برا جاننا ضروری ہے، یا اس بات کا احساس ہونا ضروری ہے کہ میں نے واجب یا مستحب عمل کو ترک کر دیا ہے، لہٰذا جب تک وہ کسی برے کام کو اچھا سمجھتا رہے گا، تب تک توبہ نہیں کرے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گا، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ اس پر حق واضح کر کے رشد و ہدایت سے نواز دے، جیسا کہ اللہ نے کفار، منافقین اور بہت سے بدعتیوں اور گمراہوں کو ہدایت دی ہے۔‘‘

(مجموع الفتاوٰی : ۹/۱۰)

✿ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (م:۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَحْدَثَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَلَفُهَا؛ فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَانَ الرِّسَالَةَ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ : ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾(المائدة : ٤) فَمَا لَمْ يَكُنْ يَّوْمَئِذٍ دِيْنًا؛ لَا يَكُوْنُ الْيَوْمَ دِيْنًا .

’’اگر آج کوئی شخص امت میں نیا کام جاری کرتا ہے، وہ کام جس پر اسلاف امت نہیں تھے، تو وہ باور کروا رہا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی ہے۔ (معاذ اللہ!) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة : ٣) ’’آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے۔‘‘ جو چیز دور سلف میں دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں۔‘‘(الإحكام لابن حزم : ٦/٨٥، وسندهٗ حسنٌ)

امام مالک رحمہ اللہ کے اس فرمان کی روشنی میں یوں سمجھئے کہ میں اگر بدعت جاری کرتا ہوں، تو گویا میں یہ باور کروا رہا ہوں کہ دین ناقص تھا، جسے میں نے مکمل کر دیا، یہ کار ثواب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھا، جسے نبی کریم ﷺ نے بیان نہیں کیا اور میں بیان کر رہا ہوں، یوں میں نبی کریم ﷺ سے تجاوز کی کوشش کرتا ہوں، ہر بدعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پیش قدمی ہے، اللہ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اہل ایمان بدعت کے تصور ہی سے کانپ جاتے ہیں۔

سوال: زندہ جانوروں کا گوشت کاٹنا کیسا ہے؟

جواب: زندہ اونٹ کی کوہان، دنبے کا کولہا یا کسی بھی جانور کا کوئی عضو کاٹنا جائز نہیں، اس سے منع کیا گیا ہے۔ کاٹا گیا گوشت مردار کے حکم میں ہے۔

❀ سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَجُبُّونَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ، وَأَلْيَاتِ الْغَنَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيِّتٌ.

”رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے، تو وہاں کے لوگ (زندہ) اونٹوں کی کوہانیں اور بکریوں (دنبہ) کی چکلیاں کاٹ لیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زندہ جانور کا جو حصہ کاٹا جائے، وہ حرام ہے۔“

(سنن أبي داوٗد: 2858، سنن التّرمذي: 1480، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۷۶) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۲۳۹) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: اشعار کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہدی (منیٰ میں قربانی) کے لیے اونٹ کو داہنی جانب جو زخم لگایا جاتا تھا، اسے ”اشعار“ کہتے ہیں۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ مقام پرادا کی، پھر اپنی اونٹنی منگوائی، اس کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا اور خون کو آس پاس لگا دیا اور اس کے گلے میں دو جوتے لٹکا دیئے، پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب وہ سواری آپ ﷺ کو لے کر بیداء پر چڑھ گئی، تو آپ ﷺ نے حج کا تلبیہ پڑھا۔‘‘

(صحيح مسلم : ١٢٤٣)

✿ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ، يَرَوْنَ الْإِشْعَارَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ .

’’اسی پر نبی اکرم ﷺ کے صحابہ اور دوسرے اہل علم کا عمل ہے، وہ اشعار کو جائز سمجھتے ہیں۔ امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔‘‘

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : ٩٠٦)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا .

’’میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے اونٹوں کے قلادے اپنے ہاتھوں سے بٹے، پھر آپ ﷺ نے ان کو قلادے پہنائے، اشعار کیا اور ہدی کے لیے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روانہ کر دیا۔“

(صحیح البخاری : ١٦٩٦، صحیح مسلم : ٣٦٢/١٣٢١)

واضح رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اشعار، جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، کو مثلہ کہتے ہیں، یعنی امام صاحب اُسے جائز نہیں سمجھتے۔ بعض الناس نے امام صاحب کے قول کی یہ تاویل کی ہے کہ جب لوگوں نے اشعار میں مبالغہ کیا، تو اس وقت امام صاحب نے مثلہ کہا ہے۔

لیکن یہ تاویل بلا دلیل ہے، اہل علم نے اس مسئلہ میں امام صاحب کا ردّ کیا ہے۔ ائمہ دین، محدثین کرام اور علمائے عظام رحمہم اللہ کے اقوال ملاحظہ ہوں:

① حافظ خطابی رحمہ اللہ (٣٨٨ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْكَرَ الْإِشْعَارَ غَيْرَ أَبِي حَنِيفَةَ وَخَالَفَهُ صَاحِبَاهُ وَقَالَا فِي ذٰلِكَ بِقَوْلِ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

”میں نہیں جانتا کہ کسی اہل علم نے اشعار کا انکار کیا ہو، سوائے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے، جبکہ قاضی ابو یوسف اور امام محمد نے اِن کی مخالفت کی ہے، دونوں شاگرد اس حوالے سے دیگر اہل علم کے موافق بات کرتے ہیں۔“

(مَعالم السّنن : 153/2)

② حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ اشعار اور ہدی والے اونٹوں کے گلے میں ہار پہننا مستحب ہے۔ سلف وخلف کے جمہور اہل علم کا یہی مؤقف ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اشعار بدعت ہے، کیونکہ یہ مثلہ ہے۔ ان کا یہ قول اشعار کے بارے میں بہت سی صحیح اور مشہور احادیث کے خلاف ہے۔ رہا ان کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اشعار کو مثلہ کہنا، تو یہ درست نہیں، کیونکہ اشعار ایسے ہی ہے، جیسے فصد، سنگی، داغ دینا اور نشان لگانا ہوتا ہے۔'' (شرح مسلم : ٢٢٨/٨)

③ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (م ١٩٧ھ) فرماتے ہیں:

لَا تَنْظُرُوا إِلٰى قَوْلِ أَهْلِ الرَّأْيِ فِي هٰذَا، فَإِنَّ الْإِشْعَارَ سُنَّةٌ، وَقَوْلُهُمْ بِدْعَةٌ .

''اس بارے میں اہل رائے کے قول کو مت دیکھیں۔ اشعار سنت ہے، جبکہ ان کا قول خود بدعت ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : ٩٠٦، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ ابو سائب سلم بن جنادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ہم امام وکیع رحمہ اللہ کے پاس تھے۔ انہوں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی، جو کہ رائے میں دلچسپی رکھتا تھا، سے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے! آدمی کہنے لگا: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اشعار کو مثلہ کہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام وکیع رحمہ اللہ سخت غصہ میں آ گئے اور فرمانے لگے: میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اس طرح کہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو قید کر لیا جائے اور اس وقت تک نہ چھوڑا جائے، تاوقتیکہ آپ اپنے اس قول سے باز آ جائیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : ٩٠٦، وسندهٗ صحيحٌ)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ اہل سنت کے بہت بڑے امام وکیع رحمہ اللہ کس قدر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اتباعِ سنت کے جذبہ سے سرشار ہیں؟ حدیثِ رسول کے خلاف کچھ سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ حدیث کے خلاف رائے پیش کرنے والوں پر شدید غصہ کا اظہار فرما رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسا ہی جذبہ صادقہ نصیب فرمائے، آمین!

④ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ إِشْعَارِ الْبُدْنِ فِي شَقِّ السَّنَامِ الْأَيْمَنِ وَسَلْتِ الدَّمِ عَنْهَا، ضِدَّ قَوْلِ مِنْ زَعَمَ أَنَّ إِشْعَارَ الْبُدْنِ مُثْلَةٌ، فَسَمّٰى سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُثْلَةً بِجَهْلِهِ .

”قربانی کے اونٹوں کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کرنے اور خون کو لتھڑنے کا بیان، اس شخص کے ردّ میں جو یہ دعوی کرتا ہے کہ اونٹوں کو اشعار کرنا مثلہ ہے، اس نے اپنی جہالت کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا نام مثلہ رکھ دیا ہے۔“

(صحیح ابن خزیمة : ٤/١٥٣، ح : ٢٥٧٥)

⑤ حافظ ابنِ عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحُكْمُ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ إِلَّا التَّوَهُّمُ وَالظَّنُّ وَلَا تُتْرَكُ السُّنَنُ بِالظُّنُونِ .

”(امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے) اس قول پر کوئی دلیل نہیں، سوائے وہم اور ظن وتخمین کے، جبکہ سنتیں ظن وتخمین کی بنا پر نہیں چھوڑی جا سکتیں۔“

(الاستذكار : ٤/٢٦٤)

⑥ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں اشعار کو مکروہ سمجھتا ہوں، یہ تو مثلہ ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ کسی عالم کی ہفوات میں سے ہے کہ جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے، اسے وہ مثلہ قرار دے۔ ہر اس عقل پر افسوس ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر گرفت کرتی ہے۔ ایسی عقل پر یہ لازم آتا ہے کہ اس کے نزدیک سنگی لگوانا، فصد کھولنا وغیرہ بھی مثلہ ہو اور وہ اس سے بھی رک جائے، نیز اس کے نزدیک ناک کاٹنے، دانت اکھیڑنے، کان کاٹنے وغیرہ کا قصاص لینا بھی مثلہ ہو اور چور اور فسادی آدمی کا ہاتھ کاٹنا بھی مثلہ ہو، شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا بھی مثلہ ہو، زمین میں فساد کرنے والے کو سولی دینا بھی مثلہ ہو۔ دراصل مثلہ تو اس نے کیا ہے، جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے فعلِ مبارک پر تنقید تک پہنچا دیا ہے، یہ وہ شخص ہے، جس نے اپنے نفس کا مثلہ کیا ہے۔ حالانکہ اشعار حجۃ الوداع میں کیا گیا تھا اور مثلہ سے ممانعت اس سے کئی سال پہلے ہو چکی تھی۔ ثابت ہوا کہ یہ مثلہ نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ کا ایسا قول ہے، جس میں ان کا کوئی سلف نہیں، نہ ہی ان کے ہم زمانہ فقہائے کرام میں سے کسی نے ان کی موافقت کی ہے، سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کی تقلید کی آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ ہم فتنہ (تقلید) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔''

(المُحلّٰی : ۷/۱۱۱۔۱۱۲)

⑦ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''ہدی کو اشعار کرنے کے متعلق صحیح صریح اور محکم سنت کو یہ کہہ کر رد کر دینا کہ یہ اُصول کے خلاف ہے، کہ اشعار مثلہ ہے۔ اللہ کی قسم! یہ سنت باطل اُصولوں کے خلاف ہے، جو سنت کے لیے نقصان دہ نہیں۔ جبکہ حرام مثلہ ایسی زیادتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا عمل ہے، جو اللہ تعالیٰ شعائر کی نہ سزا ہو سکتی ہے اور نہ تعظیم۔ رہا اونٹ کی کوہان کو شق کرنا، جو کہ مستحب یا واجب ہے، تا کہ اس سے معمولی خون نکلے، تو یہ شعار اسلام کا اظہار ہے۔ اس سنت کا قیام جو کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ترین اُمور میں سے ہے، بالکل اُصول (شرعیہ) کے موافق ہے۔ قرآن کی کس آیت نے یا کس حدیث نے اشعار کو حرام کیا، کہ جو یہ اُصول کے خلاف ہو گیا؟ اشعار کو حرام مثلہ پر قیاس کرنا، دنیا کا فاسد ترین قیاس ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی محبوب اور پسندیدہ چیز کو اللہ کی مبغوض، مغضوب اور ممنوع پر قیاس کرنا ہے۔ اگر اشعار کی صرف یہی حکمت ہوتی کہ یہ شعائر الٰہیہ کی تعظیم اور اظہار ہے، یہ لوگوں کے لیے ایک طرح علامت ہوتی ہے کہ یہ جانور بیت اللہ کی طرف اللہ تعالیٰ کے لیے قربان ہونے جا رہا ہے، جس طرح بیت اللہ میں اس کے تقرب کے لیے نماز پڑھی جاتی ہے، اس کے برعکس اللہ کے دشمن یعنی مشرکین اپنے خداؤں کے لیے ذبح کرتے ہیں اور ان کے لیے نماز پڑھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا اور مؤحدین کے لیے یہ مشروع کر دیا کہ ان کی قربانیاں اور نمازیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں اور مؤحدین شعائر توحید کا خوب اظہار کریں، تا کہ اللہ تعالیٰ کا دین ہر دین پر غالب کر دیں۔ تو یہ وہ صحیح اُصول ہے، جس کے موافق سنت نے اشعار کو مشروع کیا ہے، وللہ الحمد!''

(إعلام المؤقعين : 255/2)

سوال: نماز ظہر کو ٹھنڈا کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ احادیث جن میں نماز ظہر کو گرمی کی وجہ سے ٹھنڈا کرنے کا حکم ہے، ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے مراد بقدر حاجت اول وقت سے کچھ مؤخر کرنا ہے۔ ہمارے ہاں تو موسم سرما میں بھی ظہر کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ یہ سراسر احادیث کی خلاف ورزی ہے، جبکہ امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (م: ۳۱۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ، زَوَالُ الشَّمْسِ .

''اجماع ہے کہ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہو جاتا ہے۔''

(الإجماع : ٣٦)

نیز دیکھیں: (الأوسط لابن المنذر : ٣٢٦/٢، ٣٥٥، الإستذكار لابن عبد البر : ٣٨/١، التّمهيد لابن عبد البر : ٧١/٨، المبسوط للسّرخسي : ١٤٢/١، عارضة الأحوذي لابن العربي : ٢٥٥/١، بدائع الصّنائع للكاساني : ٣٥٠/١، المجموع للنووي : ٢٤/٣، فتح الباري لابن حجر : ٢١/٢، وغيرهم)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ......

''سورج ڈھل جائے، تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔''

(صحيح مسلم : ٦١٢/١٧٣)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ، فَسَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ہم نماز ظہر ادا کرتے، تو گرمی کی سوزش سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچنے کے لئے کپڑے پر سجدے کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري : ٥٤٢، صحيح مسلم : ٦٢٠)

❁ سیدنا جناب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَكَوْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فِي الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا .

”ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمی میں نماز (ظہر) کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری شکایت قبول نہیں کی۔“

(صحيح مسلم : ٦١٩)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا:

أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ، إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ .

”زوال کے وقت ظہر کی نماز ادا کریں۔“

(موطأ الإمام مالك : ٧/١، وسنده صحيحٌ)

سوال: کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوجاتی ہے: ”میں تمہیں بری کرتا ہوں۔“؟

جواب: یہ طلاق کے صریح الفاظ نہیں ہیں، لہٰذا شوہر کی نیت کو دیکھا جائے گا، اگر اس نے ان الفاظ سے طلاق مراد لی ہے، تو طلاق ہوجائے گی، ورنہ طلاق نہ ہوگی۔

سوال: اگر کوئی شخص ایک چیز فروخت کرتے وقت کہے کہ ”اس میں جو عیوب ہیں، وہ ابھی دیکھ لو، بعد میں جو عیوب ظاہر ہوں گے، میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔“ پھر بعد میں کچھ عیوب ظاہر ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب چیز فروخت کرنے والے نے پہلے سے کہہ دیا تھا اور خریدنے والے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے قبول کرلیا تھا، تو بعد میں ظاہر ہونے والے عیوب کا ذمہ دار فروخت کرنے والا نہیں ہوگا۔

سوال: تیمّم کا کیا حکم ہے اور اس میں ہاتھ کا مسح بغلوں تک کرنا کیسا ہے؟

جواب: پاک پانی میسر نہ ہو، تو پاک مٹی سے تیمّم جائز ہے۔ تیمّم میں صرف ہاتھوں اور چہرے کا مسح کیا جاتا ہے، ہاتھوں کے مسح میں بغلوں تک مسح کرنا مشروع نہیں۔ اس بارے میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (سنن ابی داود: ۳۲۸) ضعیف ہے، اس میں قتادہ رحمہ اللہ کا استاذ مبہم و نا معلوم ہے۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے، تو (دیکھا) ایک آدمی الگ بیٹھا تھا، جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: فلاں! آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھی؟ کہنے لگے: اللہ کے رسول! میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی دستیاب نہیں، فرمایا: مٹی استعمال کرلیں، یہی کافی ہے۔“

(صحيح البخاري : 344، صحيح مسلم : 682)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُورًا .

”زمین میرے لیے مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنادی گئی ہے۔“

(صحيح مسلم : 523)

❁ عبد الرحمن بن ابزیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”ایک آدمی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا: میں جنبی ہوں، پانی نہیں ملا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز ہی نہ پڑھیے، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: امیر المومنین! یاد نہیں، جب میں اور آپ ایک قافلہ میں (سفر کر رہے) تھے؟ ہم جنبی ہو گئے اور پانی نہ ملا، آپ نے نماز نہ پڑھی، مگر میں نے (جانوروں کی طرح) زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: آپ کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، پھر پھونک مار کر اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مل لیتے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: عمار! اللہ سے ڈریے! سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر آپ چاہتے ہیں، تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا۔

حکم رحمہ اللہ کہتے ہیں: عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رحمہ اللہ نے مجھے بھی یہ حدیث اسی طرح بیان کی ہے، نیز حکم والی سند میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ اپنی بیان کردہ روایت کے خود ذمہ دار ہیں۔‘‘

(صحيح البخاري: 339، صحيح مسلم: 112/368)

سوال: کیا اونٹ کا جھوٹا اور پسینہ پاک ہے؟

جواب: اونٹ کے حلال ہونے پر امت کا اتفاق ہے، ہر حلال جانور کا جھوٹا اور پسینہ پاک ہے۔

سوال: کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس پر صحیح احادیث اور آثار صحابہ و تابعین دلالت کناں ہیں۔ جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں بکری کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں! اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں!، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔“

(صحيح مسلم : 360)

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ .

”ہم (صحابہ کرام) اونٹ کے گوشت (کھانے) سے وضو کرتے تھے، لیکن بکریوں کے گوشت سے وضو نہیں کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :36/1 ، ح : 517، وسنده صحيحٌ)

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا: میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں ان کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا: نہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 288/4، سنن أبي داوٗد : 184، سنن التّرمذي :81، سنن ابن ماجه : 494، السّنن الكبرٰى للبيهقي :159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (سنن ترمذی، تحت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث : ۸۱) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۲۸) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۲۶) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ اعمش رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۱۵۹) میں سماع کی تصریح کی ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل اور امام اسحق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی مذہب ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(سنن التّرمذي تحت الحديث :81)

سوال: ''جلالہ'' کا کیا حکم ہے؟

جواب: جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں، جس کے گوشت سے گندگی کھا کھا کر بدبو آنے لگے۔ ایسے جانور کو فی الفور ذبح کرنا جائز نہیں، بلکہ اسے باندھ کر رکھا جائے، جب اس کے گوشت سے بدبو ختم ہو جائے، یعنی گندگی تحلیل ہو جائے، تو اسے ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَبَنِ الْبَقَرَةِ الْجَلَّالَةِ، وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ، وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ .

''رسول اللہ ﷺ نے جلالہ (نجاست خور جانور) کا دودھ پینے، مجثمہ (جانور کو باندھ کر تیر اندازی کے ذریعے قتل کرنے) اور مشکیزہ کے منہ سے (منہ لگا کر) پینے سے منع کیا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 226/1، سنن أبي داوٗد : 3786، سنن النّسائي : 4453، سنن التّرمذي : 1825، حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۵۵۲)، امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن حبان رحمہ اللہ (۵۳۹۹) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۸۷) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۰۲/۲، ۱۰۳) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔ المعجم الکبیر للطبرانی (۳۴۹/۱۱، ح: ۱۱۹۷۷) میں اس کا بسند ”صحیح“ شاہد بھی ہے۔

سوال: اونٹ کا نحر کیا جائے گا یا ذبح؟

جواب: اونٹ کو نحر کرنا مسنون ہے، البتہ اگر ذبح کر لیا جائے، تو بھی حرج نہیں۔

❁ زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا قَالَ: ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے، جو اپنے اونٹ کو بٹھا کر نحر کرنا چاہ رہا تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے کھڑا کیجئے اور اس کی بائیں ٹانگ باندھ دیجئے، یہ محمد کریم ﷺ کی سنت ہے۔“

(صحيح البخاري: 1713، صحيح مسلم: 1320)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾ قَالَ: قِيَامًا عَلٰى ثَلَاثِ قَوَائِمَ مَعْقُولَةً بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَإِلَيْكَ.

”فرمان باری تعالیٰ: ﴿اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾ کا معنی یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ (اونٹ کو) تین ٹانگوں پر کھڑا کر کے اور بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَإِلَيْكَ پڑھ کر نحر کرو۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم :7571، وسندهٗ صحيحٌ))

سوال: اونٹ کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

جواب: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، شریعت کی رُو سے ان کا پیشاب پاک ہے، حرمت پر کوئی دلیل ثابت نہیں۔

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''قبیلہ عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ آئے، ان کو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت المال کی اونٹنیوں کے پاس جانے اور ان کا پیشاب اور دودھ پینے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ چلے گئے، جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ یہ خبر صبح ہی پہنچ گئی، آپ نے ان کے پیچھے صحابہ کو بھیجا، جب دن چڑھ آیا تو ان کو پکڑ لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے، ان کی آنکھیں نکال دی گئیں اور ان کو پتھریلی زمین میں پھینک دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن ان کو پانی دیا نہ گیا۔ ابو قلابہ تابعی فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کا یہ انجام اس لئے ہوا کہ انہوں نے قتل کیا، چوری کی، ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ کیا۔

(صحيح البخاري : ٢٣٣ ، صحيح مسلم : ١٦٧١)

فقہائے امت نے اس حدیث سے یہی سمجھا ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاک ہوتا ہے۔

❁ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تبویب کی وضاحت کرتے ہیں:

غَرْضُهٗ إِثْبَاتُ طَهَارَةِ أَبْوَالِ الدَّوَابِّ الْمَأْكُولَةِ لَحْمُهَا .

”امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب پاک ہیں۔“

(شرح تراجم ابواب صحيح البخاري)

❁ شیخ الاسلام ثانی ابن القیم رحمہ اللہ (٦٩١۔٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

”اس واقعے میں حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے کی دلیل موجود ہے کیونکہ حرام چیزوں کو بطور دوائی استعمال کرنا جائز نہیں۔ علاوہ ازیں ان لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نماز کے لیے اپنے منہ اور وہ کپڑے دھونے کا حکم نہیں ملا جن کو یہ پیشاب لگتا تھا۔ کسی وضاحت کو وقت ضرورت سے مؤخر کرنا جائز ہی نہیں (اگر یہ پیشاب ناپاک تھا تو اسی وقت ان کو وضاحت کی جانی چاہیے تھی)۔“

(زاد المَعاد : ٨٤/٤)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ .

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري : ٢٣٤ ، صحيح مسلم : ٥٢٤)

اس حدیث سے بھی ائمہ حدیث اور فقہائے امت نے حلال جانوروں کے پیشاب کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پاک ہونے کو ثابت کیا ہے

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ بکریوں کے باڑوں میں نماز کی اجازت اور اونٹوں کے باڑوں میں نماز کی ممانعت والی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

''ہمارے اصحاب (محدثین) کے ہاں اسی پر عمل ہے، نیز امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا یہی فتوی ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ٣٤٩)

سوال: اونٹ کی قربانی میں کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟

جواب: اونٹ میں دس حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوئے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٤٨٨، السّنن الكبرىٰ للنسائي : ٤١٢٣، ٤٣٩٢، ٤٤٨٢، سنن التّرمذي : ٩٠٥، سنن ابن ماجه : ٣١٣١، المستدرك للحاكم : ٤/٢٣٠، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۰۰۷) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اونٹ کے اصطبل میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اونٹ کی فطرت میں وحشت ہے، وہ انسان پر حملہ کر سکتا ہے، اس لیے اونٹ کے اصطبل میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں بکری کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں! اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں!، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔''

(صحيح مسلم: 360، المنتقى لابن الجارود: 25)

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا: میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں ان کا گوشت کھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروضوکروں؟ فرمایا: نہیں۔

(مسند الإمام أحمد : 288/4، سنن أبي داوٗد : 184، سنن التّرمذي : 81، سنن ابن ماجه : 494، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (سنن التّرمذي، تحت حدیث: ۸۱) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۲۸) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۲۶) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: اونٹ کی زکوۃ کیا ہے؟

جواب: کم سے کم پانچ اونٹوں پر زکوۃ ہے۔ اس سے کم پر زکوۃ نہیں، تفصیل احادیث میں بیان ہوئی ہے۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَّلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَّلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ .

''پانچ اوقیہ (چاندی)، پانچ وسق (غلہ) اور پانچ اونٹوں سے کم مقدار پر صدقہ (زکوۃ) فرض نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : 1447، صحيح مسلم : 979)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بحرین بھیجا، تو یہ خط لکھ کر دیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ زکوۃ کا فریضہ ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مسلمانوں پر فرض کیا ہے، جس مسلمان سے اس میں مذکور نصاب کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مطابق زکوٰۃ کا مطالبہ کیا جائے، تو وہ ادا کرے اور جس سے اس نصاب سے زائد مطالبہ کیا جائے، تو وہ صاف انکار کر دے۔ چوبیس سے کم اونٹوں کی زکوٰۃ بکریوں کی شکل میں ہوگی، یعنی ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہوگی، جب اونٹ پچیس ہو جائیں، تو پھر پینتیس تک ان کی زکوٰۃ ایک بنت مخاض (ایک سال کی اونٹنی) ہوگی، اگر بنت مخاض میسر نہ ہو، تو ایک ابن لبون (دو سالہ نر اونٹ) ہے، چھتیس سے پینتالیس تک ایک بنت لبون (دو سالہ اونٹنی) ہے، چھیالیس سے ساٹھ تک حِقّہ (تین سالہ اونٹنی) ہے، جو اونٹ کی جفتی کے قابل ہو، اکسٹھ سے پچھتر تک جذعہ (چار سالہ اونٹنی) ہے، چھہتر سے نوے تک دو بنت لبون ہیں، اکانوے سے ایک سو بیس تک دو حقے ہیں جو اونٹ کی جفتی کے قابل ہوں، جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو پھر ہر چالیس پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ ہے، اگر فریضہ زکوٰۃ (کی ادائیگی) میں اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں، مثلاً کسی کے ذمے اونٹوں کی زکوٰۃ میں جذعہ واجب ہے، لیکن اس کے پاس جذعہ نہیں بل کہ حقہ ہے تو اس سے حقہ قبول کر لیا جائے گا اور ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم لیے جائیں گے، اگر کسی کے ذمے حقہ ہے لیکن اس کے پاس حقہ نہیں بل کہ جذعہ ہے تو وہ جذعہ ہی اس سے قبول کر لیا جائیگا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنی طرف سے اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ حقہ ہے اور وہ اس کے پاس نہیں ہے، بل کہ اس کے پاس بنت لبون ہے، تو وہ اس سے قبول کر لی جائے گی نیز وہ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ساتھ دے گا، اگر کسی کے ذمے بنت لبون ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

لیکن اس کے پاس بنت لبون نہیں، بل کہ حقہ ہے، تو وہ حقہ ہی اس سے قبول کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنی طرف سے اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ بنت لبون ہے اور وہ اس کے پاس نہیں ہے بل کہ اس کے پاس بنت مخاض ہے تو وہ اس سے قبول کر لی جائے گی نیز وہ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ساتھ دے گا، اگر کسی کے ذمے بنت مخاض ہے، لیکن اس کے پاس بنت مخاض نہیں، بل کہ بنت لبون ہے، تو وہ بنت لبون ہی اس سے قبول کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنی طرف سے اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کرے گا۔ اگر کسی کے پاس بنت مخاض نہ ہو، بل کہ ابن لبون (دو سالہ نر اونٹ) ہو تو اس سے صرف یہی قبول کیا جائے گا ساتھ کچھ نہ لیا جائے گا۔ اگر کسی کے پاس صرف چار اونٹ ہیں، تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ اگر اس کا مالک اپنی مرضی سے نفلی صدقہ کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے، اگر پانچ اونٹ ہوں، تو ایک بکری واجب ہے۔ بکریوں کی زکوٰۃ یوں ہے کہ چالیس سے لے کر ایک سو بیس چرنے والی بکریوں پر ایک بکری واجب ہے، ایک سو بیس سے بڑھ جائیں، تو دو سو تک دو بکریاں واجب ہیں، دو سو سے بڑھ جائیں، تو تین سو تک تین بکریاں واجب ہیں، جب تین سو سے بھی بڑھ جائیں تو پھر ہر سو پر ایک بکری واجب ہے، بوڑھی یا عیب دار بکری زکوٰۃ میں قبول نہیں کی جائے گی، نہ ہی بکرا قبول کیا جائے گا، ہاں اگر زکوٰۃ وصول کرنے والے کی مرضی ہو تو ٹھیک ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے ڈر سے الگ الگ چرنے والی بکریوں کو اکٹھا کیا جائے نہ اکٹھی چرنے والیوں کو الگ الگ کیا جائے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو جانور دو آدمیوں کے مشترکہ ہوں تو وہ مساوی طور پر زکوٰۃ کا حصہ نکالیں گے، اگر کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہو، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر مالک دینا چاہے تو اس کی مرضی۔ چاندی میں چالیسواں حصہ واجب ہے، اگر کسی کے پاس ایک سو نوے درہم ہوں، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر مالک دینا چاہے، تو اس کی مرضی۔"

(صحيح البخاري: 1448-1450-1455، المنتقى لابن الجارود: 342)

❀ بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"چالیس چرنے والے اونٹوں پر بنت لبون ہے، اونٹوں کو ان کی جگہ سے نہ ہٹائیں (ان میں تفریق نہ کریں)، جو حصول اجر کی نیت سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے، اسے اجر ملے گا اور جو شخص زکوٰۃ نہیں دے گا، ہم اس کی زکوٰۃ کے ساتھ آدھا مال بھی لے لیں گے، یہ تو ہمارے رب کی طرف سے مقرر کردہ حصے ہیں اور ان (صدقات) میں سے آل محمد (ﷺ) کے لیے کچھ بھی جائز نہیں ہے۔"

(مسند الإمام أحمد: 5/2-4، سنن أبي داوٗد: 1575، سنن النّسائي: 2446، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۶۶)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۳۴۱) نے "صحیح" اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۳۹۸) نے "صحیح الاسناد" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: کیا بیٹے کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے؟

جواب: بیٹا جب تک نابالغ ہے، اس کا نان ونفقہ باپ کے ذمہ ہے، اس کی تمام تر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنیادی ضروریات کو پورا کرنا باپ کا فریضہ ہے۔

سوال: اگر بیٹا باپ کے مال میں سے چوری کرلے، تو کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟

جواب: اگر چوری کا مال نصاب کو پہنچ جائے، یعنی چوری کی مقدار ربع دینار کے برابر یا اس سے زائد ہو، تو ہاتھ کاٹا جائے گا، اس حوالے سے بیٹے کے متعلق کوئی خصوصی حکم شریعت میں بیان نہیں ہوا۔لہذا بیٹا بالغ ہو، تو چوری پر اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا، واللہ اعلم!

سوال: کیا بیٹے کی باپ کے حق میں گواہی قبول ہے؟

جواب: جمہور اہل علم کے مطابق بیٹے کی باپ کے حق میں اور باپ کی بیٹے کے حق میں گواہی معتبر نہیں۔

سوال: کیا اولاد میں مساوات ضروری ہے؟

جواب: اولاد کی مساوی مالی و اخلاقی معاونت کی ہے، اولاد میں سے بعض کو نوازنا اور بعض کو ترک کردینا ظلم ہے۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”میرے والد بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تاکہ ان تحائف پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنائیں، جو انہوں نے مجھے دیے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا آپ نے اپنے تمام بیٹوں کو یہ تحائف دیے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں! فرمایا: ”تو پھر یہ بھی واپس لے لیں۔“

(صحيح البخاري: 2586، صحيح مسلم: 1623)

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”میرے والد مجھے اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس تحفے پر گواہ بنائیں جو انہوں نے مجھے دیا تھا، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے نعمان کو یہ غلام تحفہ دیا ہے آپ اس پر گواہ رہنا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا آپ نے اپنی تمام اولاد کو اس طرح کا تحفہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا آپ کو اچھا لگتا ہے کہ یہ سب آپ کے ساتھ برابر حسن سلوک کریں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: پھر کسی اور کو اس پر گواہ بنالیں۔''

(صحيح البخاري: 2587، صحيح مسلم: 1623)

سوال: متبنیٰ کا کیا حکم ہے؟

جواب: شروع اسلام تک عربوں میں رائج تھا کہ کسی کا بیٹا لے کر پالتے تھے اور وہ ان کا حقیقی بیٹا بن جاتا تھا، جو پالنے والے کی طرف منسوب ہو جاتا تھا، ان کا وارث بنتا تھا، الغرض وہ جگہ حاصل کر لیتا تھا، جو ایک حقیقی صلبی بیٹے کی ہوتی تھی۔ اسلام نے نسب کی حفاظت کے لیے اس سے منع کر دیا اور حقیقی باپ کی طرف نسبت کرنے کا حکم دیا۔ اب اسلام میں بیٹا یا بیٹی لے کر پالنا تو جائز ہے، مگر وہ کبھی بھی ان کی حقیقی اولاد نہیں بن سکتی، وراثت میں شریک نہیں، خود کو پالنے والوں کی طرف منسوب نہیں کر سکتی، وغیرہ۔

شروع میں نبی کریم ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو متبنیٰ بنایا تھا اور انہیں زید بن محمد کہا جاتا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا اور حقیقی باپ کی طرف منسوب کرنے کا حکم دیا گیا، تو انہیں زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔

لہٰذا بچہ لے کر پالنا جائز ہے، مگر اس پر حقیقی بیٹے یا بیٹی کے احکام جاری کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیا پوتے سے نکاح جائز ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: نکاح اور پردہ میں جو حکم بیٹے کا ہے، وہی بیٹے کے بیٹے یعنی پوتے کا ہے، پودے سے نکاح جائز نہیں اور اس سے پردہ بھی نہیں۔

سوال: نکاح کے وقت اگر مہر کی مقدار مبہم ہو، تو کتنا مہر واجب ہوگا؟

جواب: اس صورت میں مہر مثل واجب ہوگا، یعنی وہ مہر ہے، جو دلہن کی بہنوں اور دادھیالی خاندان کی عورتوں کو دیا گیا ہو۔

سوال: انگلی کی دیت کتنی ہے؟

جواب: ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دِيَةُ الْأَصَابِعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءٌ، فِي كُلِّ إِصْبَعٍ عَشْرٌ مِّنَ الْإِبِلِ.

''ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے اور ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔''

(سنن أبي داوٗد: 4561، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۳۹۱) نے ''حسن صحیح غریب''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۰۱۲) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۸۰) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ.

''انگلیوں میں دس دس اونٹ (دیت) ہے۔''

(سنن أبي داوٗد: 4562، سنن النّسائي: 4855، وسندہٗ حسنٌ)

❁ اس کا ایک شاہد بھی ہے۔

(سنن أبي داوٗد: 4556، سنن ابن ماجه: 2654، السّنن الكبرٰى للبيهقي: 92/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ، وَجَمَعَ بَيْنَ إِبْهَامِهِ وَخِنْصَرِهِ، يَعْنِي فِي الدِّيَةِ .

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کو اکٹھا کر کے فرمایا: ان دونوں کی دیت برابر ہے۔''

(صحيح البخاري : 6895)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ وَّهٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ الْخِنْصَرُ وَالْإِبْهَامُ، وَالضِّرْسُ وَالثَّنِيَّةُ .

''یہ اور یہ یعنی انگوٹھا اور چھوٹی انگلی برابر ہیں، یہ اور یہ یعنی ڈاڑھ اور سامنے والا دانت (دیت میں) برابر ہیں۔''

(صحيح البخاري : 6895)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ وَّفِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ .

''انگلیوں میں دس دس اونٹ (دیت) ہے اور مواضح (ایسا زخم جس سے ہڈی ننگی ہو جائے) کی دیت پانچ پانچ اونٹ ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 4566، سنن النّسائي : 4856، سنن التّرمذي : 1390، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۸۵) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: دستاویزات کے آخر میں انگوٹھے کا نشان لگانا کیسا ہے؟

جواب: انگوٹھے کے نشان امتیاز کے لیے ہوتے ہیں، ایسا کرنا جائز ہے۔ آج کل جدید بائیومیٹرک نظام ہے، جس نے جانچ پڑتال کے لیے بہت سہولت فراہم کی ہے۔

سوال: نبی کریم ﷺ کے ذکر پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ ان کی اطاعت وفرماں برداری کی جائے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے خطبہ میں فرمایا تھا:

أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ؛ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ.

”میری اطاعت اس وقت تک کرنا، جب تک میں اللہ اور رسول کی اطاعت کروں۔ جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں، تو آپ پر میری اطاعت نہیں۔“

(السّيرة لابن هشام: 82/6، وسندهٗ حسنٌ)

ہمارا فرض بنتا ہے کہ غلو وتقصیر سے بچتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو حرز جان بنائیں۔ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے آپ ﷺ کی عزت وتوقیر بجالائیں۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) نے کیا خوب فرمایا ہے:

”تعظیم میں حد سے بڑھنا ممنوع ہے، جبکہ ادب اور توقیر واجب ہے۔ جب اطرا اور توقیر مشتبہ ہوجائیں تو عالم کو توقف کرنا چاہیے اور رُک جانا چاہیے، جب تک کسی بڑے عالم سے دریافت نہ کرلے، تاکہ حق واضح ہوجائے، پھر وہ اس کے بارے میں بات کرے، ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ اسے وہی توقیر کافی ہے، جسے بے شمار احادیث میں وضاحت سے بیان کردیا گیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اسی طرح غلو سے اجتناب کرے،جس کا ارتکاب نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا۔وہ ان کی نبوت پر راضی نہیں ہوئے،بل کہ انہیں الٰہ اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت وصمدیت میں نقب لگایا۔یوں وہ گمراہ اور ناکام ہوگئے۔اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں حد سے بڑھنا اللہ کی گستاخی کی طرف لے جاتا ہے۔ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تقویٰ کی بدولت ہمیں بچالے اور جیسے اسے پسند ہے، ہمارے دلوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت راسخ فرمادے۔''

(میزان الاعتدال : 650/2)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سن کر انگوٹھے چومنا بھی غلو ہے،اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں۔اگر یہ نیکی کا کام ہوتا یا شریعت کی رُو سے نبی ٔاکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر ہوتی،تو صحابہ کرام اور ائمہ عظام اس کو اپناتے۔وہ سب سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے تھے۔کسی ثقہ امام سے اس کا جواز یا استحباب منقول نہیں،لہٰذا یہ دین نہیں، بلکہ دین کی خلاف ورزی ہے۔

یہ کہنا کہ ممانعت کی صریح دلیل نہیں،اس لیے ناجائز وبدعت نہیں کہنا چاہیے،تو اہل علم اس کی طرف التفات نہیں کرتے۔عبادات اور دین کے متعلق احکام اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے کیے جاتے ہیں،ممانعت نہ وارد ہونے کی وجہ سے نہیں۔اگر یہ قاعدہ مان لیا جائے کہ ممانعت وارد نہیں ہوئی،لہٰذا یہ کام جائز ہے،تو دنیا کی ہر بدعت اس میں سما جائے گی،کسی بھی کام کو بدعت کہنے کا جواز ہی نہیں رہے گا۔

اگر کوئی عید الفطر سے پہلے اذان کہے،اس کے بارے میں ممانعت نہیں ہے،تو کیا یہ مستحب کا درجہ پالے گی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابوشامہ رحمہ اللہ (۶۶۵ھ) فرماتے ہیں:

”جو کسی کام کو مشروع سمجھ کر کرتا ہے، جبکہ وہ مشروع نہیں ہوتا، تو وہ دین میں غلو کرتا ہے، بدعت ایجاد کرتا ہے اور زبانِ قال یا زبانِ حال سے اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔“

(الباعث على إنكار البِدَع والحَوادث، ص 20-21)

یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کے ذکر پر انگوٹھے چومنے کے متعلق جتنے دلائل پیش کیے جاتے ہیں، سب ضعیف و باطل ہیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ کی کنیت پر ”ابوالقاسم“ کنیت رکھنا کیسا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے نام پر نام اور کنیت پر کنیت رکھنا مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے، آیئے اسے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي .

”میرا نام رکھ سکتے ہو، کنیت نہیں۔“

(صحيح البخاري : 6187، صحيح مسلم : 2133)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنْ وُلِدَ لِي مِنْ بَعْدِكَ وَلَدٌ أُسَمِّيهِ بِاسْمِكَ وَأُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ؟ قَالَ : نَعَمْ .

”اللہ کے رسول! اگر آپ کے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو، کیا میں اس کا نام اور کنیت آپ کے نام اور کنیت پر رکھ سکتا ہوں؟ فرمایا: جی ہاں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(سنن أبي داود : 4967، سنن التّرمذي : 2843، السنن الكبرٰى للبيهقي : 309/9، وسندهٗ حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۳۰۹) نے امام بخاری وامام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ عِنْدَنَا صَحِيحٌ سَنَدُهٗ .

''ہمارے مطابق اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''

(تهذيب الآثار [مسند طلحة بن عبيد اللّٰه]: 690)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 573/10)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيعِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَمْ أَعْنِكَ قَالَ: سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي .

''بقیع میں ایک آدمی نے صدا لگائی: اے ابوالقاسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف التفات فرمایا، کہنے لگا: میں نے آپ کو آواز نہیں دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نام پر نام رکھ لو، لیکن کنیت نہیں۔''

(صحيح البخاري: 2121)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

''امام حمید بن زنجویہ رحمہ اللہ کتاب الادب میں فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی

www.KitaboSunnat.com

اویس رحمہ اللہ سے پوچھا: امام مالک رحمہ اللہ کا اس شخص کے متعلق کیا فتویٰ تھا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور کنیت دونوں رکھے؟ تو انہوں نے ایک شیخ کی طرف اشارہ کیا، جو ہمارے ساتھ ہی بیٹھے تھے کہ یہ محمد بن مالک ہیں، امام مالک رحمہ اللہ نے ان کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ ممانعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں تھی، کہیں کسی کو محمد یا ابوالقاسم کہہ کر آواز دی جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم التفات فرمالیں، لیکن اب کوئی حرج نہیں ہے۔ حمید بن زنجویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں کسی کو آپ کی کنیت سے پکارنا مکروہ تھا، لیکن نام سے پکارنا مکروہ نہیں تھا، کیونکہ کوئی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام سے نہیں پکار سکتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے، تو یہ کراہت ختم ہو گئی، آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اجازت دی تھی کہ اگر ان کے ہاں بعد میں کوئی بچہ پیدا ہو، تو اس کا نام اور کنیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور کنیت پر رکھ سکتے ہیں۔“

(السّنن الکبریٰ: 310/9)

عہد نبوی میں ابوالقاسم کنیت رکھنا منع تھا۔ اس ممانعت کی وجہ حدیث میں مذکور ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات ہوئی، تو وہ علت ختم ہو گئی، لہٰذا ممانعت بھی ختم ہو گئی۔ اب ابوالقاسم کنیت رکھنا مطلقا جائز ہے، نام محمد ہو یا کوئی اور ہو۔

❀ فقہ حنفی کے معتبر فتاویٰ میں لکھا ہے:

مَنْ كَانَ اسْمُهُ مُحَمَّدًا، لَا بَأْسَ بِأَنْ يُكْنٰى أَبَا الْقَاسِمِ.

”جس کا نام محمد ہو، اسے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(فتاویٰ عالمگیری:۵/۳٦۲)

سوال: نماز میں امام کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں امام کی اقتدا واجب ہے، امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔ مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ تمام ارکان واعمال میں امام کی اقتدا کرے، یعنی نماز شروع کرنے، رکوع جانے، رکوع سے سر اٹھانے، سجدہ کرنے یا سجدہ سے اٹھنے، نیز سلام پھیرنے وغیرہ جیسے تمام ارکان واعمال میں امام سے آگے نہ بڑھے، ورنہ سخت وعید کا مستحق ہوگا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا يَخْشٰى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ؟ .

”جو امام سے پہلے سجدے سے سر اٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا کر دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل میں تبدیل کر دے؟“

(صحيح البخاري : 691، صحيح مسلم : 427)

یاد رہے کہ تسبیحات، تمجیدات اور نماز کی دعاؤں وغیرہ میں امام سے سبقت بھی جائز ہے، مثلاً اگر کوئی دعائے استفتاح یا ثناء امام سے پہلے مکمل کر لے یا سورت فاتحہ کی قرائت امام سے پہلے کر لے، تو ایسا کرنا جائز ہے، یہ عمل امام کی اقتدا کے منافی نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ بِهَا وَاسْبُقْهُ .

”جب امام سورت فاتحہ پڑھے تو آپ بھی پڑھیے اور امام سے سبقت لے جایئے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جزء القراءة للبخاري : 146، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کا فعل واجب الاتباع ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا قول، فعل اور تقریر حجت اور واجب الاتباع ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ، قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾ (آل عمران : ۳۱)

''نبی! کہہ دیجئے، اگر آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں، تو میرا اتباع کیجئے، اللہ آپ سے محبت کرے گا اور آپ کے گناہ معاف کر دے گا، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور مہربان ہے، کہہ دیجئے! اللہ اور رسول کی اطاعت و فرماں برداری کریں، اگر انہوں نے آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی ہے تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔''

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م:۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''ہر شخص، جو اللہ سے محبت کا دعوی کرتا ہے اور نبی ﷺ کے طریقے کی پیروی نہیں کرتا، اس آیت کا فیصلہ ہے کہ وہ درحقیقت اپنے دعوی میں جھوٹا ہے، جب تک نبی ﷺ کے تمام اقوال و افعال کی پیروی نہیں کرتا۔''

(تفسیر ابن کثیر : ۳۲/۲)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م:۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ﴾ (النّور :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٦٣)''حکم رسول کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے۔'' یہاں مراد رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کے امر سے مراد آپ کا راستہ، منہج، طریقہ اور شریعت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال ہی میزان ہیں، جو قول وفعل آپ کے موافق ہو، قبول کیا جائے گا اور جو خلاف ہو، وہ اس کے قائل وفاعل پر لوٹا دیا جائے گا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔''(تفسیر ابن کثیر : ٩٠/٦)

سوال: امام بھول کر پانچ رکعت پڑھا دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام بھول کر چار کے بجائے پانچ رکعت پڑھا دے، تو سجدۂ سہو لازم ہے، نماز مکمل ہو جائے گی۔ پانچ رکعت پڑھانے سے پوری نماز باطل نہیں ہوتی۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''کسی کو نماز میں شک ہو جائے کہ تین (رکعتیں) ہوئی ہیں یا چار، تو وہ کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھ لے، تاکہ شک والی رکعت اضافی ہو جائے، پھر سلام سے پہلے دو سجدہ سہو کر لے، اگر اس نے پانچ رکعت پڑھ لی ہیں، تو یہ سجدے انہیں جفت بنا دیں گے اور اگر چار ہی پڑھی ہیں، تو شیطان کو ذلیل کر دیں گے۔''

(صحیح مسلم :571)

❁ ابراہیم بن سوید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''علقمہ رحمہ اللہ نے انہیں پانچ رکعات نماز پڑھا دی، لوگوں نے کہا: اے ابوشبل! آپ نے نماز میں اضافہ کر دیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے تو اضافہ نہیں کیا، لوگوں نے کہا: آپ نے اضافہ کیا ہے، ابراہیم کہتے ہیں: میں نے بھی مسجد کی ایک طرف سے کہا: جی ہاں! (آپ نے اضافہ کیا ہے) علقمہ رحمہ اللہ کہنے لگے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

او کانے! تو بھی یہی بات کہتا ہے؟ چنانچہ انہوں نے مڑ کر دو سجدے کیے۔ پھر انہیں بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پانچ رکعتیں پڑھا دی تھیں، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے، پھر فرمایا: میں بھی انسان ہوں، جس طرح آپ بھولتے ہیں، میں بھی بھول جاتا ہوں۔"

(صحیح مسلم: 572)

سوال: نماز جنازہ میں پانچ تکبیرات کہنا کیسا ہے؟

جواب: نماز جنازہ میں پانچ تکبیرات بھی ثابت ہیں۔ (مسلم: ۹۵۷) اس صورت میں چوتھی تکبیر کے بعد بھی میت کے لیے دعائیں مانگی جائیں گی۔

سوال: کیا تکبیرات عیدین میں مقتدی بھی رفع یدین کریں گے؟

جواب: جی ہاں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھوں کو بلند فرماتے، حتی کہ جب وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، تو آپ ﷺ اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے، تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، حتی کہ وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، اسی حالت میں آپ اللہ اکبر کہتے۔ پھر رکوع فرماتے۔ جب آپ رکوع سے اپنی کمر اٹھانے کا ارادہ فرماتے، تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر سجدہ کرتے، لیکن سجدے میں رفع الیدین نہیں فرماتے تھے، البتہ ہر رکوع اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر پر رفع الیدین فرماتے تھے، حتی کہ اسی طرح آپ کی نماز مکمل ہو جاتی۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داوٗد : ٧٢٢، المنتقٰی لابن الجارود : ١٧٨، والسیاق لہٗ، وسندہٗ حسنٌ)

رکوع سے پہلے کہی جانے والی ہر تکبیر پر رسولِ اکرم ﷺ رفع الیدین فرماتے تھے۔ تکبیراتِ عیدین بھی چونکہ رکوع سے پہلے ہوتی ہیں، لہٰذا ان میں رفع الیدین کرنا سنتِ نبوی سے ثابت ہے، ائمہ اہل سنت کا بھی یہی مؤقف ہے۔ اور یہ سنت امام اور مقتدی دونوں کے لیے ہے، کیونکہ مقتدی کے لیے استثنیٰ ثابت نہیں۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (٣١٩ھ) فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کو سنت بنایا ہے۔ یہ ساری صورتیں قیام کی حالت میں تکبیر کی ہیں۔ لہٰذا جو بھی شخص قیام کی حالت میں تکبیر کہے گا، وہ اسی سنت سے استدلال کرتے ہوئے رفع الیدین کرے گا۔'' (الأوسط : ٤/٢٨٢)

سوال: کیا تحمل حدیث کے لیے بالغ ہونا شرط ہے؟

جواب: تحمل حدیث کے لیے بلوغت شرط نہیں، عاقل اور سمجھدار ہونا کافی ہے، بہت سے صحابہ سے ایسی احادیث منقول ہیں، جو انہوں نے نابالغی کی عمر میں سنی تھیں۔

سوال: ٹیک لگا کر کھانا کیسا ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ کھاتے پیتے وقت ٹیک نہ لگائی جائے۔

❀ سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ایک شخص سے فرمایا:

لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِيءٌ.

''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5399)

سوال: دینی کاموں پر اجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: قرآنِ مجید کی تعلیم اور دینی اُمور پر اُجرت شرعاً جائز ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر کوئی شخص دینی تعلیم بغیر معاوضہ طے کیے فراہم کرے اور لوگ اپنی خوشی سے تحفۃً اس کی خدمت کریں، تو وہ اُجرت نہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ بھی مُعلِّمِ کائنات تھے۔ آپ ﷺ کو بھی تحفے پیش کیے جاتے تھے اور آپ ﷺ انہیں قبول فرمایا کرتے تھے۔ اسی لیے امتِ مسلمہ نے اجماعی طور پر ان تحائف کے جائز ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔ موجودہ دور میں بھی اہل علم کی مالی خدمت اکثر اسی زمرے میں آتی ہے۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

> ”قرآنِ کریم اور حدیث کی تعلیم پر ماہانہ یا یک مشت اُجرت لینا سب جائز ہے۔ نیز دَم کرنے، مصاحف (قرآنِ کریم) لکھنے اور کتبِ احادیث کی کتابت کرنے کی اُجرت بھی جائز ہے، کیوں کہ اس سے ممانعت کی کوئی دلیل (وحی الٰہی میں) وارد نہیں ہوئی۔ اس کے برعکس اس کا جواز ثابت ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی سند سے ہمیں بیان کیا گیا ہے۔“

(المحلّٰی بالآثار : 18/7)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا اجارہ جائز ہے؟

جواب: اجارہ جائز ہے، بشرطیکہ کوئی شرعی قباحت نہ پائی جائے۔

سوال: کیا اُمور دین پر اجرت لینا پیٹ میں انگارے ڈالنا ہے؟

جواب: جو لوگ دینی اُمور پر اجرت کو حرام سمجھتے ہیں، وہ اس پر بعض قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں، جبکہ وہ آیات اجرت کی حرمت پر دلالت نہیں کرتیں، ملاحظہ ہو؛

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

(البقرة : ١٧٤)

”جو لوگ اللہ کی نازل کردہ کتاب کو چھپاتے اور اس کے بدلے میں تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں، بلاشبہ وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں، روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ﴾(آل عمران : ۱۸۷)

"جب اللہ نے اُن لوگوں سے وعدہ لیا جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں، تو انہوں نے اسے پسِ پشت ڈال دیا اور اس کے بدلے میں تھوڑی قیمت حاصل کر لی۔ بہت بُرا ہے جو وہ سودا کرتے ہیں۔"

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿اِشْتَرَوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ اِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾(التّوبة : ۹)

"انہوں نے اللہ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت حاصل کی اور اس کے راستے سے روکا۔ بلاشبہ بہت بُرا ہے جو وہ کرتے ہیں۔"

اِن آیات پر غور کرنے سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ کتاب اللہ کے بدلے میں تھوڑی قیمت لینے سے مراد دنیاوی اغراض کے بدلے کتاب اللہ کی آیات کو چھپانا اور ان میں لفظی و معنوی تبدیلی و تحریف ہے۔

❁ اس کی اصل تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسر قرآن، امام، اسماعیل بن عبد الرحمٰن بن ابو کریمہ، سدی رحمہ اللہ (۱۲۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا تَأْخُذُوا طَمَعًا قَلِيلًا عَلٰى أَنْ تَكْتُمُوا مَا أَنْزَلْتُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”تم میری نازل کردہ آیات کو چھپا کر تھوڑا (دنیاوی) فائدہ نہ لو۔“

(تفسیر الطبري : 10/345، وسندہٗ حسنٌ)

❁ امام، ابوجعفر، محمد بن جریر، طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) نے یہ تفسیر کی ہے:

”تم میری آیات کو ادنیٰ قیمت میں فروخت کرتے ہو اور اُن کے بدلے میں تھوڑا سا مان حاصل کرتے ہو، میں نے اپنے رسول پر جو وحی نازل کی ہے، اس کے ساتھ کفر کرتے ہو اور میرے نبی کی نبوت کا انکار کرتے ہو، لہٰذا اس بات سے ڈرو کہ میں تمہارے اوپر بھی وہی عبرت ناک سزائیں اور عذاب نازل کر دوں، جو تم سے پہلے اُن لوگوں پر نازل کی تھیں، جنھوں نے تمہارے جیسی رَوش اختیار کی تھی۔“

(تفسیر الطبري :1/566)

لہٰذا اس آیت کی یہ تفسیر کرنا کہ دینی اُمور پر اُجرت لینا حرام ہے، قرآنِ کریم کی معنوی تحریف اور احادیثِ صحیحہ وفہم سلف کی صریح مخالفت ہے۔

حیرانی تو اس بات پر ہے کہ یہ سارے دلائل اسلافِ امت اور ائمہ دین کے پیش نظر تھے، لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی دینی اُمور پر اُجرت کا حرام ہونا ثابت نہیں کیا۔ ہم کیسے تسلیم کرلیں کہ وہ سب ان آیات کی صحیح تفسیر سے نا آشنا رہے اور اصل تفسیر تکفیریوں کے سمجھ میں آ گئی، جو اسلافِ امت کو ”دین فروش“ اور ”دوکان دار“ قرار دیتے ہیں؟

اسلافِ امت سب سے بڑھ کر ورع وتقویٰ والے تھے، علم میں فائق اور دین پر عمل کرنے میں بے تکلف تھے۔ اگر ان دلائل سے تعلیم قرآن اور دینی اُمور پر اُجرت کا حرام ہونا ثابت ہوتا تو وہ ضرور اس کے قائل ہوتے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: اجتہاد کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی مسئلہ میں کتاب وسنت اور اجماع امت سے دلیل معلوم نہ ہو، تو اجتہاد پر عمل کرنا جائز ہے، سب سے پہلے اجتہاد اسلاف امت کا ہے، بعد والوں کے اجتہاد پر پہلوں کے اجتہاد کو فوقیت حاصل ہے، کیونکہ ان کے زمانے کو خیر القرون کہا گیا ہے، یہ افضلیت ہر لحاظ سے ہے، کیونکہ وہ علم وتقویٰ اور علمی حرص میں بے مثال تھے۔

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ کا اجتہاد حجت ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا اجتہاد امت کے لیے حجت ودلیل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اجتہادی خطا پر قائم نہیں رکھتا، لہٰذا جب نبی کریم ﷺ کوئی اجتہاد کریں اور اللہ تعالیٰ اسے قائم رکھے، تو یہ وحی الٰہی ہے، اسے ماننا وحی الٰہی کو ماننا ہے اور اس کا انکار وحی الٰہی سے انکار ہے۔

سوال: کیا جذام کی وجہ نکاح فسخ ہوگا؟

جواب: جذام کی وجہ سے نکاح فسخ نہ ہوگا، اگر شوہر اور بیوی اکٹھے نہیں رہنا چاہتے، تو طلاق یا خلع کے ذریعے الگ ہو سکتے ہیں۔

سوال: کیا مزدور کی مزدوری جلدی ادا کرنی چاہیے؟

جواب: مزدور کی مزدوری جلدی ادا کرنا مستحب ہے، البتہ اگر مزدور سے تاخیر سے مزدوری دینا طے ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: ہاتھ چومنا کیسا ہے؟

جواب: دست بوسی مشروع اور جائز ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ؛ قَامَ إِلَيْهَا، فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَبَّلَهَا، وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا؛ قَامَتْ إِلَيْهِ، فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ، فَقَبَّلَتْهُ، وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا.

''وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں،تو آپ ﷺ ان کی طرف کھڑے ہوتے، ان کے ہاتھ کو پکڑتے،اسے بوسہ دیتے اورانہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔اسی طرح جب نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے،تو سیدہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی طرف کھڑی ہوتیں،آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑتیں،اسے بوسہ دیتیں اورآپ ﷺ کواپنی جگہ پر بٹھاتیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 5217، السنن الكبرٰى للنسائي : 8311، 9192، سنن الترمذي : 3872، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کوامام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح غریب'' کہاہےاورامام ابن حبان رحمہ اللہ (6953)نےاسے''صحیح'' قراردیاہے۔

فائدہ مہمہ:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کےعلاوہ کسی صحابی سے نبی کریم ﷺ کےمبارک ہاتھ کو چومنا ثابت نہیں،اس بارے میں واردشدہ ساری کی ساری روایات''ضعیف''ہیں۔

البتہ سلف صالحین سےاہل علم وفضل کے ہاتھ چومنا ثابت ہے،جیسا کہ:

❀ مشہور تبع تابعی،عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَا قَدِمْتُ عَلٰى أَبِي وَائِلٍ قَطُّ مِنْ سَفَرٍ؛ إِلَّا قَبَّلَ كَفِّي.

''میں جب بھی سفر سے واپس ابو وائل (شقیق بن سلمہ تابعی رحمہ اللہ) کے پاس

www.KitaboSunnat.com

پہنچا،تو انہوں نے میرا ہاتھ چوما۔“

(القبل والمعانقة والمصافحة لابن الأعرابي : 5، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حسین بن علی بن ولید جعفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رُبَّمَا فَعَلَهٗ لِي سُفْيَانُ، يَعْنِي ابْنَ عُيَيْنَةَ، يَعْنِي يُقَبِّلُ يَدَهٗ .

”بسا اوقات امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ میرا ہاتھ چوما کرتے تھے۔“

(القبل والمعانقة والمصافحة لابن الأعرابي : 7، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ ،محدث ابو مسہر رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِذَا خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ؛ اِصْطَفَّ النَّاسُ لَهٗ يُمْنَةً وَّيُسْرَةً، يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ، وَيُقَبِّلُوْنَ يَدَهٗ .

”جب آپ رحمہ اللہ مسجد کی طرف نکلتے،تو لوگ دائیں بائیں قطار بنا کر کھڑے ہوتے،آپ کو سلام کرتے اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتے۔“

(تقدمة الجرح والتعديل لابن أبي حاتم :291)

اہل علم وفضل،والدین،نیک بزرگوں اور اساتذۂ کرام کی عزت وتکریم کرتے ہوئے ان کا ہاتھ چومنا شرعاً مشروع اور جائز ہے،بشرطیکہ ان میں عجب وتکبر پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ایسی صورت میں اجتناب ضروری ہو جائے گا۔

حصولِ تبرک کے لیے دست بوسی:

اگر کوئی شخص اولیاء اللہ اور صالحین کے ہاتھ حصولِ تبرک کے لیے چومتا ہے،تو یہ اقدام غیر شرعی،ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ قبیح بدعت اور منکر فعل ہے۔اس کے بدعت ہونے کی دو وجہیں ہیں؛ پہلی یہ کہ تبرک آثارِ نبویہ کے ساتھ خاص ہے،اس تعظیم میں نبی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

کریم ﷺ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔دوسری یہ کہ خیر القرون میں کسی ثقہ مسلمان سے کسی کے ہاتھ تبرکاً چومنا ثابت نہیں۔سلف صالحین کی پیروی میں دین اپنانا چاہیے، کیونکہ وہ شریعت کے تقاضوں سے بخوبی واقف تھے اور انہیں پورا کرنے والے تھے۔

سوال: کیا امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ شیعہ تھے؟

جواب: ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت وصیانت، صداقت واخلاص کے حامل محدثین اور ائمہ مسلمین کی کفیل رہی ہے۔دشمنانِ اسلام کی من گھڑت اور پرفتن باتیں ان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکیں۔ظالموں کی تمام خرافات، لب گیری اور طعن وتشنیع ان کے دامن کو داغ دار نہیں کرسکی، بلکہ ان کی رفعتِ شان کو اور زیادہ بلندی نصیب ہوئی۔جب ان معاندین اور ظالمین کو محدثین کرام نے عاق کردیا تو یہ ان کی عزت کے درپے ہو گئے۔وہ ہمہ وقت ان نفوسِ قدسیہ کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔

ائمہ اسلام میں سے ایک مشہور ومعروف نام محمد بن جریر طبری ہے۔آپ کی ولادت باسعادت 224 ہجری کو طبرستان میں ہوئی۔آپ رحمہ اللہ جلیل القدر، رفیع الشان، سنی امام، حافظ، ثقہ اور متقن ہیں۔دنیا آپ کو امام المفسرین کے معزز لقب سے یاد کرتی ہے۔آپ محدث، فقیہ، مفسر، مؤرخ، لغوی اور مجتہد مطلق کی بلند شان رکھتے ہیں۔آپ صاحبِ تصانیف ہیں اور آپ کا شمار کبار ائمہ اسلام میں ہوتا ہے۔تفسیر قرآن کریم میں آپ کا منفرد نام ہے۔

کیا امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ شیعہ تھے؟:

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ باتفاق علماءِ اسلام سنی مفسر اور امام ہیں۔ان کی تفسیر اہل اسلام میں اس قدر مقبول ہے کہ ہر دور کے مسلمان قرآن فہمی کے لیے اس پر اعتماد کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں، بعد میں آنے والے مفسرین اپنی اپنی تفاسیر میں اسے بنیادی اور اساسی مصدر اور ماخذ کے طور پر استعمال کرتے آئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تفسیر القرآن العظیم'' میں اس کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر، ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے ذکرِ خیر سے لبریز ہے۔

❀ امام الائمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے بارے میں حافظ ابن بالویہ محمد بن احمد الجلاب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

> ''مجھ سے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے محمد بن جریر رحمہ اللہ سے کچھ تفسیر لکھی ہے؟ میں نے کہا: جی بالکل! میں نے ان سے تفسیر لکھی ہے۔ انہوں نے دریافت کیا: مکمل؟ میں نے کہا: جی ہاں! پوچھا: کس سن میں؟ میں نے کہا: 283ھ سے لے کر 290ھ تک۔ انہوں نے مجھ سے وہ نسخہ ادھار لیا اور کئی سال بعد واپس کیا۔ پھر انہوں نے کہا: میں نے شروع سے آخر تک پوری کتاب پڑھی ہے اور میرے علم کے مطابق روئے زمین پر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ سے بڑا کوئی عالم نہیں۔ یقیناً حنابلہ نے ان پر ظلم ڈھایا ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب البغدادي : 163/2، وسندهٗ صحيحٌ)

البتہ اس تفسیر کو منکرین حدیث اور ملحدین و زنادقہ اپنے گلے کا کانٹا سمجھتے ہیں۔ اہل باطل قرآن کریم کی مَن پسند تفسیر کرنا چاہتے ہیں اور قرآنِ مجید کو اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں، لیکن تفسیر طبری کے ہوتے ہوئے وہ اپنے ناکام اور مذموم مشن میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان کا بُنا ہوا جال تارتار ہو جاتا ہے اور ان کی بنائی ہوئی خستہ عمارت دھڑام سے منہدم ہو جاتی ہے۔ تب منکرین حدیث اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور بلا دلیل وثبوت اعتراضات شروع کر دیتے ہیں۔

مشہور منکرِ حدیث، تمنا عمادی نے ایک مضمون لکھا، جس میں یہ باور کرانے کی ناکام اور مذموم کوشش کی ہے کہ امام ابن جریر رحمہ اللہ شیعہ تھے، تاکہ اہل اسلام کے دلوں میں امام ابن جریر رحمہ اللہ کی تفسیر بے نظیر کی حیثیت محو ہو جائے، ''طلوعِ اسلام'' کو یہ بات اچھی لگی تو اس پر یوں تبصرہ کر ڈالا:

> ''علامہ تمنا نے اپنے اس مضمون میں یہ ثابت کیا ہے کہ امام ابن جریر طبری در حقیقت شیعہ تھے۔ اگر یہ شیعہ تھے تو آپ خود سمجھ لیجیے کہ اہل سنت والجماعت جس تفسیر اور جس تاریخ کو اتنا معتبر سمجھتے ہیں، اس کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے اور اس بنیاد پر اٹھی ہوئی عمارتیں کس درجہ قابل اعتماد ہو سکتی ہیں۔''

(طلوعِ اسلام، ص:11، 7 مئی:1955ء)

دشمنانِ حدیث کی انتہائی کوشش ہے کہ اہل اسلام کا اس تفسیر سے اعتماد اٹھ جائے۔ یاد رہے یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ!

جب بھی قرآن مجید کی تفسیر کی بات آتی ہے تو مسلمانوں کی پہلی نظر تفسیر ابن جریر پر جا پڑتی ہے۔ یہ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے پاس معتبر، مستند و مسند، بنیادی اور اساسی تفسیری اثاثہ ہے، جسے اہل اسلام نے ہمیشہ اپنے ماتھے کا جھومر بنایا ہے۔ اہل سنت والجماعت ہر دور میں اس پر نازاں رہے ہیں۔ یہ عظیم القدر اور رفیع الشان تفسیر، اہل زیغ و شبہات کے ردّ میں سیف مسلول ہے۔

ایک مغالطہ اور اس کی حقیقت:

دراصل سنی امام محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ کے دور میں ان کا ایک ہم نام شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا، جس کا نام بھی محمد بن جریر تھا، البتہ اس کے دادا کا نام رستم تھا۔ وہ بھی بغداد میں رہتا تھا۔ اتفاق سے اس کا سن وفات بھی وہی ہے، جو سنی امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کا ہے۔ دونوں کی کنیت بھی ایک ہے، جس کی بنیاد پر ظالموں نے اشتباہ واقع کر دیا۔ محمد بن جریر بن رستم طبری نامی شخص کی صفات سنی امام محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ پر تھوپ دیں اور اس بنا پر واویلا شروع کر دیا کہ ابن جریر طبری ابو جعفر رحمہ اللہ شیعہ ہیں، حالانکہ محمد بن جریر بن رستم طبری ابو جعفر نامی شخص ناپاک رافضی شیعہ ہے۔ شیعہ کی معتبر کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ شیعہ شنیعہ بھی یہ فرق کرتے ہیں کہ محمد بن جریر بن یزید طبری سنی امام اور محمد بن جریر بن رستم طبری دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ امام محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ مفسر کو کسی نے شیعہ نہیں کہا، جیسا کہ مشہور و معروف سوانح نگار حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

> ''ان کے ہم عصر اور ان کے بعد والے علما نے ان کے حالات زندگی قلم بند کیے ہیں، مگر کسی نے ان کو شیعہ قرار نہیں دیا۔ یہ اشتباہ ان (محمد بن جریر بن یزید طبری سنی اور محمد بن جریر بن رستم طبری رافضی) کے نام، باپ کے نام، نسبت، کنیت، ایک زمانے اور کثرتِ تصانیف مشترک ہونے سے واقع ہوا۔''

(لسان المیزان: 5/100، 101)

❁ مؤرخِ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) وضو میں پاؤں پر مسح کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''بعض علمائے کرام کا دعویٰ ہے کہ ابن جریر نام کے دو شخص ہیں؛ ان میں ایک شیعہ ہے، جس کی طرف یہ منسوب ہے۔ اہل علم امام ابو جعفر کو ان صفات سے پاک قرار دیتے ہیں۔ (شیعہ قرار دینے والوں کی طرف سے) امام صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جس کلام کو دلیل بنایا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں پاؤں دھونے کو واجب قرار دیا ہے، لیکن ساتھ میں وہ پاؤں کے ملنے کو بھی واجب قرار دیتے ہیں۔ البتہ ملنے کو انہوں نے 'مسح' کے لفظ سے بیان کیا ہے اور اکثر لوگ ان کی مراد کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکے۔ انہوں نے یہ نقل کر دیا کہ امام صاحب دھونے کے ساتھ پاؤں کا مسح کرنا بھی واجب سمجھتے ہیں (حالانکہ 'مسح' کا لفظ رگڑنے اور ملنے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے اور امام صاحب کی یہی مراد تھی)۔''

(البداية والنهاية: 167/11، طبعة إحياء التراث)

معلوم ہوا کہ امام طبری رحمہ اللہ کو شیعہ کہنا یا تو ناواقفیت ہے یا پھر ہٹ دھرمی۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری کو اہل علم جانتے ہیں۔ آپ کی تفسیر ہر دور میں متداول رہی ہے۔ ہر زمانے کے علما اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں، لیکن کسی نے آپ کو شیعہ نہیں کہا۔ نہ معلوم منکرین حدیث خواہ مخواہ کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں؟

سوال: اجماع امت دلیل قطعی ہے یا ظنی؟

جواب: اجماع امت معصوم ہے، یہ دلیل قطعی ہے، اللہ تعالیٰ نے امت کے اجماع کو غلطی سے محفوظ رکھا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِي عَلٰى ضَلَالَةٍ أَبَدًا .

''اللہ میری امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہیں کرے گا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 116/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

أَمَّا مَا اتَّفَقَ عَلٰى تَرْكِهٖ فَلَا يَجُوْزُ الْعَمَلُ بِهٖ لِأَنَّهُمْ مَا تَرَكُوهُ إِلَّا عَلٰى عِلْمٍ أَنَّهٗ لَا يُعْمَلُ بِهٖ.

''جس کام کے چھوڑنے پر سلف کا اتفاق ہو، وہ کام کرنا جائز نہیں، کیونکہ انہوں نے اسے چھوڑا ہی اس لئے تھا کہ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔''

(فضل علم السّلف على علم الخلف، ص 31)

جس کام کے چھوڑنے پر سلف صالحین متفق ہوں، اسے کرنا جائز نہیں۔

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

''اجماع کی مخالفت کرنے والا خود خطا کار ہوتا ہے، کیونکہ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، لہٰذا سلف جس کام کو کرنے یا چھوڑنے پر متفق ہوں، وہی سنت اور معتبر ہے اور وہی ہدایت ہے۔ کسی کام میں دو ہی احتمال ہوتے ہیں، درستی یا غلطی، جو سلف صالحین کی مخالفت کرے گا، وہ خطا پر ہوگا اور یہی اس کے خطا کار ہونے کے لیے کافی ہے۔''

(المُوافقات: 72/3)

سوال: کیا آیت مبارکہ: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الأحزاب: ٣٣) میں ازواج مطہرات شامل ہیں؟

جواب: قرآن کریم ازواج مطہرات سے مخاطب ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الأحزاب: ٣٣)

''اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے گناہ دور کر دے اور آپ کو خوب پاک

www.KitaboSunnat.com

صاف کردے۔‘‘

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً .

’’یہ آیت خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 410/6، بتحقیق سلامة، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهُ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

’’میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔‘‘(تفسیر ابن کثیر : 411/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ فِي دُخُولِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا؛ لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ .

’’یہ آیت نص ہے کہ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت میں شامل ہیں، کیونکہ ازواجِ مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 410/6، بتحقیق سلامة)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ الْمُرَادُ أَنَّهُنَّ كُنَّ سَبَبَ النُّزُولِ دُونَ غَيْرِهِنَّ فَصَحِيحٌ، وَإِنْ أُرِيدَ أَنَّهُنَّ الْمُرَادُ فَقَطْ دُونَ غَيْرِهِنَّ، فَفِي هٰذَا نَظَرٌ؛ فَإِنَّهُ قَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيثُ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ أَعَمُّ مِنْ ذٰلِكَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اگر یہ مراد ہو کہ ازواجِ مطہرات کے علاوہ کوئی بھی اس آیت کے نزول کا سبب نہیں، تو یہ بات درست ہے، اگر یہ مراد لیا جائے کہ اہل بیت کے مفہوم میں ازواجِ مطہرات کے علاوہ کوئی شامل نہیں، تو یہ محل نظر ہے، کئی احادیث بتاتی ہیں کہ اہل بیت کا مفہوم وسیع ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر : 411/6، بتحقیق سلامة)

آیت کا مفہوم اگر چہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرف دیگر رشتہ داروں اور قرابت داروں کو بھی ملا ہے، بل کہ اگر بیویاں اہل بیت ہیں تو رشتہ دار بالاولیٰ اہل بیت میں شامل ہیں۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

”قرآنِ کریم میں تدبر کرنے والا جس چیز میں شبہ نہیں کر سکتا، وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہیں: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ”اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے گناہ دور کر دے اور آپ کو خوب پاک صاف کر دے۔“ سیاق کلام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن والے مفہوم کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا: ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ ”اے نبی کی ازواج! اللہ کی آیات و حکم جو آپ کے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں، انہیں یاد کریں۔“ کتاب و سنت کی جو نصوص اللہ تعالیٰ تمہارے گھروں میں رسول ﷺ پر نازل کرتا ہے، ان پر عمل کریں۔ امام قتادہ سمیت کئی اہل علم نے یہ تفسیر کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اے نبی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی ازواج! اس نعمت کو یاد کرو، جو خاص آپ کو نصیب ہوئی کہ وحی صرف آپ کے گھروں میں نازل ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس نعمت میں سب سے آگے تھیں، سب سے بڑھ کر اس غنیمت سے فائدہ اٹھانے والی تھیں اور اس بے بہا رحمت کا سب سے زیادہ حصہ پانے والی تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وحی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ کے بستر پر نہیں اتری، سوائے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے، جیسا کہ انہوں نے خود بیان فرمایا۔ وجہ اس خصوصیت کی یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی باکرہ سے شادی نہیں کی، اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی مرد نے خلوت اختیار نہیں کی، چنانچہ اس امتیاز کے لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب ہی مناسب تھا۔ اس آیت کے مطابق ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت میں سے ہیں، تو لازم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار بھی اہل بیت میں ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''میرے گھر والے اہل بیت ہونے کے زیادہ حق دار ہیں۔'' اس کی ایک مثال صحیح مسلم میں موجود ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قرآن میں جس کے بارے میں ہے، کہ وہ پہلے دن سے تقویٰ پر استوار کی گئی تھی، وہ کون سی مسجد ہے؟ فرمایا میری یہ مسجد ''مسجد نبوی'' ہے۔ حالانکہ یہ آیت تو مسجدِ قباء کے متعلق نازل ہوئی تھی، لیکن جب مسجد قبا پہلے دن سے ہی تقویٰ پر استوار کی گئی تھی، تو مسجد نبوی اس نام کی زیادہ حق دار تھی۔ اہل بیت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 415/6، 416، بتحقیق سلامة)

❀ حصین بن سبرہ رحمہ اللہ نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ؟

”زید! نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ آپ ﷺ کی ازواج اہل بیت میں شامل نہیں؟“

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ. ”آپ ﷺ کی ازواج اہل بیت میں شامل ہیں۔“

(صحیح مسلم : 2408)

سوال: کیا اہل بیت کا اجماع حجت ہے؟

جواب: روافض کے نزدیک اگر کسی مسئلہ پر صرف اہل بیت اجماع کر لیں، تو وہ حجت ہے، جبکہ یہ بات درست نہیں، کیونکہ اہل بیت سے مراد پوری امت نہیں ہے، اجماع سے مراد ایک زمانہ کے تمام اہل حق علما کا اتفاق کرنا ہے، اس میں اہل بیت سے ہونے یا نہ ہونے کا ذکر نہیں۔

سوال: کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام کا اجماع ہوا؟

جواب: کسی کی خلافت کے ثبوت کے لیے تمام مسلمانوں کا متفق ہونا ضروری نہیں، چند مقتدر شخصیات کا اتفاق کافی ہے، جبکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام امت کا اجماع و اتفاق ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جہانِ فانی سے رخصت ہوئے، تو انصار کہنے لگے:

”ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک آپ میں سے، عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: انصاریو! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امامت کا حکم دیا تھا؟ کون ہے جو ابو بکر سے مقدم ہونا چاہتا ہے؟ انصار کہنے لگے: اللہ کی پناہ کہ ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھنے کا سوچیں۔"

(مسند الإمام أحمد : 21/1، 396، سنن النّسائي : 778، مصنّف ابن أبي شيبة : 330/2، 567/14، طبقات ابن سعد : 224/2، 178/3، السّنّة لابن أبي عاصم : 1193، المعرفة والتّاريخ للفسوي : 454/1، المستدرك للحاكم : 67/2، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 152/8، التّمهيد لابن عبد البر : 128/22، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کی سند کو امام حاکم رحمہ اللہ نے "صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو "حسن" کہا ہے۔

(فتح الباري : 153/12)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ : اصْعَدِ الْمِنْبَرَ ، فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً .

"میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس دن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا کہ منبر پر چڑھیں، وہ مسلسل یہ بات کہتے رہے، حتی کہ آپ رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے، پھر تمام لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔"

(صحيح البخاري : 7219)

❁ سالم بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرضِ موت میں غشی طاری ہوگئی، افاقہ ہوا، تو پوچھا: نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! تو فرمایا: بلال کو حکم دیں، وہ اذان کہیں اور ابو بکر سے کہیں کہ وہ نماز پڑھائیں:

"(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) مہاجرین مشورہ کے لیے جمع ہوئے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کہا: ہمیں انصار کے پاس لے چلو، ہم انہیں بھی اس معاملہ میں شریک کریں گے، انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر آپ میں سے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس جیسی منقبت کس کے لیے ہے؟ ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾(التّوبة : ٤٠) ”جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ گھبراؤ نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ وہ دونوں کون ہیں؟ آپ نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت کی اور سب لوگوں نے اچھے اور خوبصورت انداز سے بیعت کی۔“

(السّنن الکبریٰ للنّسائي : 8109، 11219، الشّمائل للتّرمذي : 397، مسند عبد بن حمید : 365، المُعجم الکبیر للطّبراني : 6367، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۶۲۴-۱۵۴۱) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: کیا کسی مسئلہ میں اختلاف کے بعد دوبارہ اسی مسئلہ پر اتفاق ہوسکتا ہے؟

جواب: ایسا ممکن ہے کہ ایک مسئلہ میں ایک زمانہ کے علما کا اختلاف رہا ہو اور بعد والے زمانہ میں اہل علم اس مسئلہ پر اتفاق کرلیں۔ اس کی مثالیں موجود ہیں۔

سوال: اگر ایک زمانہ میں کسی مسئلہ پر اجماع ہو جائے اور اگلے کسی زمانہ میں اس مسئلہ پر اختلاف ہو جائے، تو کیا پہلا اجماع حجت رہے گا؟

جواب: کسی مسئلہ پر اجماع ہو جائے، تو بعد والوں کا اس میں اختلاف کرنا جائز نہیں، وہ اجماع حجت ہی رہے گا۔ اس کا انکار جائز نہیں اور اس کی مخالفت بھی جائز نہیں۔

سوال: کیا موجودہ دور میں اجماع ممکن ہے؟

جواب: راجح یہی ہے کہ اجماع ہر دور میں ہوسکتا ہے۔ موجودہ دور میں مرزا غلام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے کافر اور مرتد ہونے پر اجماع ہوا ہے۔

سوال: جو شخص مزدور کی مزدوری نہیں دیتا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مزدور کی مقررہ مزدوری ادا کرنا واجب ہے، جو اس کی ادائیگی نہیں کرتا، وہ ظالم اور فاسق ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ فرماتا ہے: روزِ قیامت تین لوگوں کے خلاف میں خود مدعی ہوں گا؛ جس نے میرے نام پر عہد کیا، پھر اسے توڑ دیا، جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی، جس نے کسی مزدور سے پورا کام لیا، مگر اسے مزدوری ادا نہ کی۔''

(صحيح البخاري : 2227)

سوال: کیا گناہ کے کاموں میں مزدوری کرنا جائز ہے؟

جواب: گناہ کے کاموں میں کسی قسم کا تعاون کرنا جائز نہیں، مثلاً سودی کاروبار میں ہر قسم کی معاونت حرام ہے۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔''

(صحیح مسلم: 1598)

سوال: کیا نابینا کی امامت مکروہ ہے؟

جواب: نابینا کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

إِبَاحَةُ إِمَامَةِ الْأَعْمٰى كَالْإِجْمَاعِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''نابینا کی امامت کے جواز پر تقریباً اہل علم کا اجماع ہے۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والإختلاف: ١٥٤/٤)

❁ سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے امام تھے۔آپ نابینا تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میرے گھر اور مسجد کے درمیان اندھیرا اور برساتی نالا حائل ہے، ہوں بھی نابینا، آپ سے درخواست ہے کہ آپ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں وہ جگہ نماز کے لیے خاص کر دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اگلے دن) ان کے گھر آئے اور فرمایا: کہاں نماز پڑھوں؟ انہوں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھ دی۔'' (صحیح البخاري: 667)

❁ امامِ اندلس، حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے نابینا کی امامت کا جواز ملتا ہے، ہمارے مطابق اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔'' (الاستذکار: 361/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ پڑھنے کا کہنا کیسا ہے؟

جواب: جس پر موت کے آثار نمودار ہو جائیں، اس کے سامنے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے، ہر مریض کو کلمہ پڑھنے کا نہیں کہنا چاہیے کہ وہ تلخی میں آ کر انکار کر دے۔

❀ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .

''جس (صالح انسان) کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، جنت میں جائے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 247/5؛ سنن أبي داود : 3116؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (251/1، 500) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں۔''

(صحیح مسلم : 916)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کریں، جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا، وہ کسی روز تو جنت چلا ہی جائے گا، اگر چہ عذاب کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔“

(صحيح ابن حبان : 3004؛ وسندهٗ حسنٌ)

اہل علم کہتے ہیں کہ مریض اگر خود کلمہ نہ پڑھ سکتا ہو، تو حاضرین کو چاہئے کہ کلمہ کی تلقین نرم لہجے میں کریں، یوں نہ ہو کہ مریض کی طبیعت کی گھٹن اسے کلمے سے دور کر دے۔ مریض کلمہ پڑھ لے، تو دوبارہ تلقین نہ کریں، البتہ جب کوئی اور بات کر لے، تو دوبارہ سے تلقین کریں، یہ بھی یاد رہے کہ ایسا شخص جسے مرنے والا متہم یا مشکوک جانتا ہے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہئے، یوں نہ ہو کہ مرنے والا اس سے الجھن محسوس کرنے لگے۔

سوال: کیا مرنے کے بعد کلمہ کی تلقین کی جا سکتی ہے؟

جواب: لا الہ الا اللہ کی تلقین قریب المرگ کو کرنی چاہیے، مرنے کے بعد کلمہ کی تلقین جائز نہیں، بلکہ غیر مسنون عمل ہے۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَرِيضِ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَالدُّعَاءِ لَهٗ عِنْدَهٗ.

موت کے وقت مریض کو تلقین اور اس کے لئے دعا کا بیان۔“

❀ نیز لکھتے ہیں:

”موت کے وقت مریض کو لا الہ الا اللہ کی تلقین مستحب ہے، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ تلقین کے بعد جب تک قریب المرگ دوبارہ کلام نہ کرے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہیے، تلقین میں زیادتی بھی نہیں کرنا چاہیے۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 977)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذِكْرُ الْأَمْرِ بِتَلْقِينِ الشَّهَادَةِ مَنْ حَضَرَتْهُ الْمَنِيَّةُ .

”قریب المرگ کولا الہ الا اللہ کی تلقین کا حکم ہے۔“

(صحیح ابن حبان، قبل الحدیث : 3003)

❀ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (656ھ) لکھتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ کے فرمان: ”مرنے والوں کولا الہ الا اللہ کی تلقین کریں۔“ کا مطلب یہ ہے کہ موت کے وقت انہیں یاد دلائیں، آپ ﷺ نے قریب المرگ کو مردہ کہہ دیا ہے، کیونکہ موت اس کے پاس حاضر ہوچکی ہوتی ہے، مرنے والوں کو اس کلمہ کی تلقین کرنا سنت ماثورہ ہے، اس پر امت مسلمہ کا عمل رہا ہے، تلقین کا مقصد یہ ہے کہ مرنے والے کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو جائے، یوں اسی کلمہ پر اس کا خوش بختی کے ساتھ خاتمہ ہواور فوت ہونے والا نبی کریم ﷺ کے اس عمومی فرمان میں داخل ہو جائے کہ جس (موحد، صالح) کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

(المُفهِم : 2/569-570، وانظر : زهر الربي للسّيوطي : 514)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

”مطلب یہ کہ قریب المرگ انسان کو لا الہ الا اللہ یاد کروائیں، تاکہ یہ اس کا آخری کلام ہو، حدیث میں آتا ہے: ”جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، وہ جنتی ہے۔“ (سنن ابی داود: ۳۱۱۶، وسندہ حسن، اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۳۵۱) نے صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، حافظ ابن ملقن (البدر المنیر: ۵/۱۸۹) بھی اسے صحیح قرار دیتے ہیں) تلقین کرنے کا حکم استحبابی ہے، اس طریقہ تلقین پر علما کا اجماع ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(شرح صحيح مسلم: 300/1)

✿ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

اَلْمُرَادُ الَّذِي قَرُبَ مِنَ الْمَوْتِ .

”مراد قریب المرگ انسان ہے۔“

(الهداية، ص 136، كتاب الجنائز)

✿ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”مراد قریب المرگ ہے، نہ کہ وہ جو فوت ہو چکا ہے، تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اسے کلمے کا حکم نہ کیا جائے، بلکہ اس کے پاس بیٹھ کر کلمے کا ذکر کیا جائے، بہت سے علمانے قبر پر تلقین کو بدعت قرار دیا ہے، تلقین سے مقصود ہے کہ مرنے والے کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہو، اسی لیے جب وہ ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دے، تو دوبارہ تلقین نہ کی جائے، جب تک کہ وہ کوئی دوسری بات نہ کرلے۔“

(حاشية السّندي على النّسائي: 5/4، تحت الحديث: 1827)

سوال: کیا موت کے بعد میت کی آنکھیں بند کرنا مسنون ہے؟

جواب: موت کے بعد میت کی آنکھیں بند کرنا مسنون عمل ہے۔

✿ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کی میت پر تشریف لائے، ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں بند کیں اور فرمایا:

”جب روح قبض ہوتی ہے، تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے، اہل خانہ یہ سن کر رونے لگے، تو فرمایا: اپنی جانوں کے لئے سوائے کلمہ خیر کے کچھ نہ کہیں، کیونکہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرشتے آپ کے کہے پر آمین کہتے ہیں۔“

(صحيح مسلم : 920)

سوال: نماز جنازہ کی تاخیر کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز جنازہ میں بلاوجہ تاخیر ناپسندیدہ ہے۔ جتنا جلدی ممکن ہو، میت کو سپرد خاک کر دینا چاہیے۔

سوال: لڑکا اور لڑکی میں بلوغت کی نشانیاں ظاہر نہ ہوں، تو کتنی عمر میں انہیں بالغ تصور کیا جائے گا؟

جواب: اگر کوئی علامت بلوغت ظاہر نہ ہو، تو لڑکے اور لڑکی کے لیے بلوغت کی عمر پندرہ سال مقرر ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) لکھتے ہیں:

”احتلام، زیرناف بال اور پندرہ سال عمر مرد اور عورت کی بلوغت کی نشانی ہے، ان میں سے جو بھی علامت پائی جائے، فرائض و حدود کو واجب کر دے گی۔ البتہ عورت کی چوتھی علامت بلوغ ماہواری ہے۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کو ماہواری آئے، تو اس پر فرائض کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔“

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف : 388/4)

سوال: مرد و عورت پر عبادات کب لازم ہوتی ہیں؟

جواب: ہر مرد اور عورت پر عبادات بلوغت کے بعد لازم ہوتی ہیں۔

سوال: کیا اسلام میں سوگ ہے؟

جواب: اسلام میں سوگ جائز ہے، مگر صرف خواتین کے لیے۔ مردوں کے لیے کوئی سوگ نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا مکھیوں اور مچھروں کو جلایا جا سکتا ہے؟

جواب: جانداروں کو جلانا جائز نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا: اگر آپ کو فلاں فلاں دو قریشی آدمی مل جائیں، تو انہیں آگ میں جلا دینا، پھر جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آپ کو فلاں فلاں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا تھا، لیکن آگ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ ہی عذاب دے سکتا ہے، اگر وہ مل جائیں، تو انہیں قتل کر دینا۔"

(المنتقى لابن الجارود : 1057، صحيح البخاري : 3016)

❁ سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهٗ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ .

"آگ کا عذاب صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔"

(سنن سعيد بن منصور : ٢٦٤٣، مسند الإمام أحمد : ٤٩٤/٣، سنن أبي داود : ٢٦٧٣، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

(فتح الباري : ١٤٩/٦)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ .

"آگ کا عذاب اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔"

(صحيح البخاري : ٣٠١٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ .

”کسی کو آگ میں مت جلائیں۔“

(صحيح البخاري : ٣٠١٧)

ثابت ہوا مچھروں، مکھیوں اور حشرات الارض وغیرہ کا خاتمہ جلا کر کرنا جائز نہیں، یہ ممنوع وحرام ہے۔

سوال: کیا جلنے سے ناپاک شے پاک ہو جائے گی؟

جواب: اگر ناپاک شے جل کر راکھ ہو جائے، تو وہ ناپاک نہیں رہتی۔

سوال: کیا امام مسلم رحمہ اللہ کی وفات کھجوریں کھانے سے ہوئی؟

جواب: محدث احمد بن سلمہ نیشاپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”امام ابوحسین مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کے لیے مجلسِ مذاکرہ منعقد کی گئی۔ دورانِ مذاکرہ ایک حدیث بیان ہوئی، جو آپ کے علم میں نہ تھی، گھر واپس لوٹے، چراغ روشن کیا اور اہل خانہ سے کہا کہ کمرے میں کوئی نہ آئے۔ کہا گیا: کھجوروں کی ٹوکری ہدیہ میں آئی ہے۔ فرمایا: مجھے دے دیں، آپ کو دے دی گئی۔ آپ حدیث تلاش کرتے رہے اور ساتھ ساتھ کھجوریں کھاتے رہے۔ صبح ہوئی، تو کھجوریں ختم ہو چکی تھی اور حدیث بھی مل گئی۔“

(تاريخ بغداد للخطيب : ١٣/١٠٣، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد محمد بن عبداللہ نیشاپوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

زَادَنِي الثِّقَةُ مِنْ أَصْحَابِنَا أَنَّهٗ مِنْهَا مَاتَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”مجھے ایک ثقہ نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ رحمہ اللہ کھجوریں کھانے سے فوت ہو گئے۔“
واقعہ کا یہ حصہ ”ضعیف“ اور غیر ثابت ہے، کیوں کہ اسے بیان کرنے والا شخص مجہول اور مبہم ہے۔ ثابت ہوا کہ امام مسلم رحمہ اللہ کی وفات والا یہ واقعہ ثابت نہیں۔

سوال: کیا حالت احرام میں خوشبو لگائی جا سکتی ہے؟

جواب: احرام کے حالت میں خوشبو لگانا جائز نہیں، البتہ احرام باندھتے وقت اگر کوئی خوشبو لگا لے اور حالت احرام میں خوشبو آتی رہے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهٖ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے احرام باندھنے سے پہلے اور طواف (افاضہ) کرنے سے پہلے احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگائی۔“

(صحيح البخاري : 1539، صحيح مسلم : 1189)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

”گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ (سر کے درمیان سے کنگھی) میں لگی ہوئی خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے۔“

(صحيح البخاري :271، صحيح مسلم : 1190)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے؟

جواب: شادی شدہ زانی کی سزا یہ ہے کہ اسے پتھروں سے رجم کر دیا جائے۔

❀ علامہ ابوالقاسم رافعی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

''رجم کے بارے میں ماعز کا قصہ، غامدیہ خاتون کا واقعہ اور یہودیوں کے واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے مشہور ہیں۔اس کے بعد خلفائے راشدین بھی رجم کرتے رہے اور یہ چیز تواتر کی حد تک پہنچ گئی۔''

(الشّرح الكبير:128/11)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''کوڑوں کی آیت: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ﴾ ''زانی اور زانیہ ہر دو کو سو کوڑے مارے جائیں۔'' میں یہ دلیل ہے کہ زانی چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اس کو کوڑے ہی مارے جائیں گے اور رسول اللہ ﷺ کی متواتر سنت ہے کہ آپ ﷺ نے شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا۔''

(تحفة الطّالب بمعرفة أحاديث مختصر ابن حاجب، ص 347)

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) نے رجم کی حدیث کو ''متواتر'' کہا ہے۔

(أحكام القرآن:465/1)

❀ علامہ شاشی حنفی (۳۴۴ھ) نے رجم کی حدیث کو ''متواتر'' کہا ہے۔

(أصول الشّاشي، ص 272)

❀ علامہ ابن ہمام (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ ثُبُوتَ الرَّجْمِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاتِرُ الْمَعْنٰى .

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سے رجم کا ثبوت متواتر معنوی ہے۔“

(فتح القدير : 224/5)

ذیل میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جا رہا ہے، جو حدِ رجم کے متعلق روایات بیان کرتے ہیں۔

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 6828، صحيح مسلم : 1697)

② سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 1690)

③ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 1694)

④ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

(صحيح البخاري : 6824، صحيح مسلم : 1693)

⑤ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 1692)

⑥ سیدنا بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 1695)

⑦ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 1696)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

⑧ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

(صحيح البخاري : 1329، صحيح مسلم : 1699)

⑨ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 6828، صحيح مسلم : 1697)

⑩ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 1700)

⑪ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

(صحيح مسلم :1701)

⑫ سیدنا ہزال بن یزید اسلمی رضی اللہ عنہ

(سنن أبي داود : 4377، مسند الإمام أحمد : 217/5، وسندہٗ حسنٌ)

اجماعِ امت:

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

”اس پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے، سوائے ان کے، جن کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں، وہ مسلمان ہی نہیں ہیں، مسلمان کہتے ہیں کہ آزاد مرد اور عورت جب وہ شادی ہوں، اگر زنا کریں، تو ان کو رجم کیا جائے گا۔“

(المحلّى بالآثار : 169/12)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلرَّجْمُ ثَابِتٌ بِسُنَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِاتِّفَاقِ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’رجم رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے، اسی طرح عام اہل علم کے اتفاق سے بھی ثابت ہے۔‘‘

(الإشراف علی مذاهب العلماء: 251/7)

❁ علامہ ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

’’رجم رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، اس کو بہت سارے لوگوں نے نقل کیا ہے، یہ خبر بہت مشہور ہوئی ہے، اتنی کہ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں رہی اور اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔‘‘

(أحكام القرآن: 343/3)

❁ علامہ حلیمی رحمہ اللہ (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ.

’’مسلمانوں کا اجماع ہے کہ شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے گا۔‘‘

(المنهاج في شعب الإيمان: 32/3)

❁ علامہ ماوردی رحمہ اللہ (۴۵۰ھ) لکھتے ہیں:

’’رجم کے وجوب پر ہماری بیان کردہ قولی وفعلی احادیث رسول، اسی طرح صحابہ کرام کا قول وعمل، اس کا لوگوں میں مشہور ہونا اور اجماع منعقد ہونا دلیل ہیں، یہاں تک کہ اس کا حکم متواتر ہوگیا ہے۔مگر خوارج، رجم کے منکر ہیں۔‘‘

(الحاوي الكبير: 191/13)

❁ حافظ ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ الرَّجْمَ مِنْ حُكْمِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی مَنْ أَحْصَنَ .

''اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ شادی شدہ زانی کو رجم کرنا اللہ کا حکم ہے۔''

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد : 78/9)

❁ نیز لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ فُقَهَاءُ الْمُسْلِمِينَ وَعُلَمَاؤُهُمْ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا أَنَّ الْمُحْصَنَ حَدُّهُ الرَّجْمُ .

''مسلمان فقہا اور صحابہ کے دور سے آج تک کے اہل علم فقہا و محدثین کا اجماع و اتفاق رہا ہے کہ شادی شدہ زانی کی حد رجم ہے۔''

(التّمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد : 79/9)

❁ علامہ ابوالمظفر اسفرائینی رحمہ اللہ (۴۷۱ھ) لکھتے ہیں:

''وہ (خوارج) یہ بھی سمجھتے ہیں کہ رجم شادی شدہ زانی پر واجب نہیں ہے اور اس بات میں وہ مسلمانوں کے اجماع کی مخالفت کرتے ہیں۔''

(التبصير في الدين، ص 50)

❁ علامہ ابن رشد قرطبی مالکی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا الثَّيِّبُ الْأَحْرَارُ الْمُحْصَنُونَ فَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ حَدَّهُمُ الرَّجْمُ .

''شادی شدہ آزاد زانیوں کی حد رجم ہے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(بداية المجتهد ونهاية المقتصد : 4/217-218)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”پہلی فصل شادی شدہ زانی پر رجم کے واجب ہونے کے بیان میں، زانی چاہے مرد ہو یا عورت۔ یہ عام اہل علم صحابہ وتابعین کا قول ہے، ان کے بعد تمام زمانوں کے علما کا بھی یہی فتوی ہے، مگر خوارج اس کی مخالفت کرتے ہیں۔“

(المغني : 35/9)

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) لکھتے ہیں:

إِذَا زَنَى الْمُحْصَنُ وَجَبَ الرَّجْمُ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

”شادی شدہ شخص جب زنا کرے تو اس کو رجم کرنا واجب ہو جاتا ہے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 216/7)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

”اہل علم کا اجماع ہے کہ کنوارے زانی کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے گا، اہل قبلہ میں سے کوئی ایک بھی اس سزا کی مخالفت نہیں کرتا، البتہ قاضی عیاض وغیرہ نے خوارج کے متعلق بتایا ہے کہ وہ لوگ رجم کے منکر ہیں، اسی طرح بعض معتزلہ نظام اور اس کے ساتھی بھی منکر ہیں۔“

(شرح صحيح مسلم : 189/11)

❁ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ الرَّجْمُ بِالسُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ .

”رجم سنت متواترہ اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔“

(مجموع الفتاوى : 399/20)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا خوارج رجم کے منکر ہیں؟

جواب: جی ہاں، خوارج رجم کے منکر ہیں۔

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

''اس بات پر اجماع ہے کہ ہر وہ شخص کافر ہے، جو کتاب اللہ کی نص کو ٹھکراتا ہے یا رسول اللہ ﷺ کی اجماعی وقطعی دلیل جس کو ظاہر پر رکھنا واجب ہو، اس کو خاص کر دیتا ہے، جیسا کہ رجم کے انکار کی وجہ سے (بعض) خوارج کی تکفیر کی گئی ہے۔''

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی : 286/2)

اس سے مراد وہ شخص ہے، جو قرآن وسنت کی نصوص کو جانتے بوجھتے ٹھکرا دیتا ہے۔

سوال: کیا باپ اور بیٹے کی موجودگی میں بھائی وارث بنتا ہے؟

جواب: باپ اور بیٹے کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں بنتا۔

سوال: اخوتِ ہجرت سے کیا مراد ہے؟

جواب: جب مہاجرین مدینہ کی طرف ہجرت کر کے گئے، تو وہ بے سروسامان، بے گھر اور بے وطن تھے، نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں سے ہر ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا، اسے مؤاخات مدینہ کہتے ہیں، اس موقع پر انصار نے ایثار وقربانی کی عدیم النظیر مثالیں قائم کر دیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مہاجرین مکہ سے آئے، تو ان کے پاس سامان دنیا سے کچھ نہیں تھا، انصار کو اللہ نے زمین وجائیداد دے رکھی تھی، انصار نے ان کو اپنے باغات میں حصہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دار بنا لیا، مہاجرین ان کے باغات میں کام کرتے اور فصل کی کٹائی پر اس کا نصف وصول کر لیتے۔ میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں، جو میرے اخیافی بھائی عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک باغ تحفہ میں دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ان کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: غزوہ خیبر سے واپس مدینہ آکر مہاجرین نے انصار کے دیئے ہوئے پھلوں کے حصے واپس کر دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو باغ واپس دے دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو اس باغ میں سے کچھ درخت عطا فرمائے۔"

(صحيح البخاري: 2630، صحيح مسلم: 1771)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا:

"اللہ کے رسول! اللہ کے رسول! ہمارے نخلستانوں کو ہمارے بھائیوں میں اور ہم میں تقسیم کر دیجئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی درست! ہم محنت کریں گے اور اس کے بدلے پھل سے حصہ وصول کر لیں گے، مہاجرین نے کہا: ہم نے سنا اور قبول کیا (ہمیں قبول ہے)۔"

(صحيح البخاري: 2325)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے امیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترین صحابی سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو ان کا بھائی بنا دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: عبدالرحمٰن! آپ جانتے ہیں کہ میں انصار کا امیر ترین فرد ہوں، آپ میرا آدھا مال لے لیجیے، میری دو بیویاں ہیں، ان میں جو خوبصورت لگے، اسے طلاق دے دیتا ہوں، عدت کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیجیے گا۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ آپ کے گھر میں برکت دے، مجھے آپ بازار کا رستہ بتلا دیجیے، بازار گئے اور کچھ گھی اور پنیر کما کر لے آئے۔''

(صحيح البخاري: 3781)

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہے کہ میں نے تمہیں دو دن پہلے طلاق دے دی تھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جھوٹ موٹ میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، البتہ اگر شوہر کے علاوہ کوئی دوسرا جھوٹی خبر بیان کرے، تو طلاق نہیں ہوتی۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ؛ النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ.

''تین چیزوں کی حقیقت تو حقیقت ہے ہی، ان کا مذاق بھی حقیقت ہے:

۱۔ نکاح ۲۔ طلاق ۳۔ رجوع۔''

(سنن أبي داود: 2194، سنن التّرمذي: 1225، سنن ابن ماجه: 2039، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي: 58/2، سنن الدّارقطني: 256/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابن جارود رحمہ اللہ (۷۱۲) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۹۲/۲) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 210/3)

(سوال): کیا رؤیت ہلال میں ایک شخص کی خبر کافی ہے؟

(جواب): اگر ایک معتبر شخص بھی چاند دیکھنے کی خبر دے، تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ رؤیت ہلال میں ایک گواہی کافی ہے۔

(سوال): کیا مغربی ممالک کی کمپنیوں کا گوشت کھایا جا سکتا ہے، جبکہ اس پر انگلش میں لکھا ہوتا ہے کہ اسے شریعت کے مطابق ذبح کیا گیا ہے؟

(جواب): ایسی کمپنیوں کا گوشت کھایا جا سکتا ہے، البتہ اگر کسی قرینہ سے ظن غالب ہو کہ فلاں کمپنی میں شرعی طریقہ پر ذبح نہیں کیا جاتا، تو اس کمپنی سے گوشت نہیں لینا چاہیے۔

(سوال): کیا بول و براز کی شدت میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

(جواب): اگر بول و براز کی شدت اتنی ہو کہ نماز پڑھنا دشوار ہو، تو ایسی حالت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے، بلکہ پہلے قضائے حاجت کی جائے، بعد میں تسلی کے ساتھ نماز ادا کی جائے، ورنہ وہ حضورِ قلبی سے نماز ادا نہیں کر سکے گا، نیز اسے طبی مسائل بھی بن سکتے ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ .

''کھانا حاضر ہو یا بول و براز کی شدت ہو، دونوں حالتوں میں نماز نہ پڑھی جائے۔''

(صحيح مسلم : 560)

(سوال): خود کو خصی کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): اپنی خواہش کو دبانے کے لیے خصی ہونا حرام اور ناجائز ہے۔ یہ خواہش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دبانے کا غیر شرعی طریقہ ہے۔

❀ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے تبتل کرنا چاہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرما دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں (شادی نہ کرنے کی) اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔“

(صحيح البخاري: 5073، صحيح مسلم: 1402)

❀ علامہ ابن مازہ حنفی رحمہ اللہ (۶۱۶ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنَّ إِخْصَاءَ بَنِي آدَمَ حَرَامٌ بِالْاِتِّفَاقِ .

”انسانوں کو خصی کرنا بالاتفاق حرام ہے۔“

(المُحيط البُرهاني: 376/5، البناية شرح الهداية للعيني: 241/12)

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ خِصَاءَ بَنِي آدَمَ لَا يَحِلُّ وَلَا يَجُوزُ، لِأَنَّهُ مُثْلَةٌ وَتَغْيِيرٌ لِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَكَذٰلِكَ قَطْعُ سَائِرِ أَعْضَائِهِمْ فِي غَيْرِ حَدٍّ وَّلَا قَوَدٍ .

”مسلمانوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ انسانوں کو خصی کرنا حلال اور جائز نہیں، کیونکہ یہ مثلہ اور تخلیق الٰہی میں تبدیلی ہے۔ اسی طرح حدود و قصاص کے علاوہ انسانوں کے باقی اعضاء کو کاٹنا بھی حرام ہے۔“

(تفسير القرطبي: 391/5)

سوال: جانوروں کو خصی کرنا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔ ممانعت پر پیش کردہ تمام روایات ضعیف ہیں۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) بیان کرتے ہیں:

”ہمیں اس (خصی کرنے کے جواز) میں اختلاف معلوم نہیں۔“

(المُغني: 3/476)

خصی جانور کا گوشت عمدہ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔

سوال: نس بندی کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: نس بندی یعنی ایسا آپریشن جس کے ذریعہ ہمیشہ کے لیے قوت تولید ختم ہو جائے اور ولادت کی اہلیت باقی نہ رہے۔ یہ ناجائز اور حرام عمل ہے۔

سوال: کیا عورتیں حمل سے بچنے کے لیے اپنا نظام حمل ختم کروا سکتی ہیں؟

جواب: عورت کا نظام حمل ضائع کروانا قطعاً جائز نہیں، خواہ اس کی کوئی بھی صورت ہو۔ یہ بھی خصی کرنا ہے، جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

سوال: کیا نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھے جا سکتے ہیں؟

جواب: نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا ممنوع ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرمایا کہ آدمی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔“

(صحيح البخاري: 1220، صحيح مسلم: 545)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا گونگا گونگوں کا امام بن سکتا ہے؟

جواب: اگر کوئی بولنے والا موجود نہیں، تو گونگا امام بن سکتا ہے۔

سوال: قرآن کریم کی تلاوت اونچی آواز میں کرنی چاہیے یا پست آواز میں؟

جواب: تلاوت کے وقت آواز زیادہ اونچی ہونی چاہیے، نہ بالکل پست، بس درمیانی آواز سے قرأت کرنی چاہیے، خاص کر جب اونچی آواز سے تلاوت کرنے سے کسی دوسرے کے آرام میں خلل آتا ہو۔

❁ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات باہر تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ آہستہ آواز سے قراءت کر رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو وہ اونچی آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ جب وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! میں آپ کے پاس سے گزرا، آپ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! جس ذات سے سرگوشی کر رہا تھا، اسے میں نے اپنی بات سنا دی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرا آپ کے پاس سے گزر ہوا، آپ بلند آواز سے قراءت کر رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! آپ اپنی آواز قدرے بلند کیجیے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ اپنی آواز کو تھوڑا سا پست کیجیے۔"

(سنن أبي داوٗد : 1329، سنن التِّرمِذي : 447، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1161) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (733) نے "صحیح" کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (310/1) نے مسلم کی شرط پر "صحیح" قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: کیا یہود آمین سے حسد کرتے ہیں؟

جواب: یہود آمین سے حسد اور بغض کرتے ہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْيَهُودَ يَحْسُدُونَكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ .

"یہود آپ سے سلام اور آمین پر حسد کرتے ہیں۔"

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادي : ٤٣/١١، المختاره لضیاء الدین المقدسي : ١٠٧/٥، ح : ١٧٢٩، ١٧٣٠، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ .

"یہودی آپ سے اتنا حسد کہیں نہیں کرتے، جتنا سلام اور اور آمین کہنے پر کرتے ہیں۔"

(سنن ابن ماجة : ٨٥٦، مسند إسحاق بن راهويه : ٥٧٩، الأدب المفرد للبخاري : ٩٨٨، التاریخ الکبیر للبخاري : ٢٢/١، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۵۸۵) نے صحیح کہا ہے، حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الترغيب والترهيب : ١٩٦/١)

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ وَّرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ احْتَجَّ مُسْلِمٌ بِجَمِيعِ رُوَاتِهٖ .

''یہ سند صحیح ہے، اس کے رجال ثقہ ہیں۔ ان تمام راویوں سے امام مسلم رحمہ اللہ نے احتجاج روایت لی ہے۔''

(مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجة : ٨٥٦)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ . ''اس کے رواۃ صحیح والے ہیں۔''

(فيض القدير : ٤٤١/٥)

اسماعیل بن ابی صالح صحیح مسلم کے راوی ہیں، جمہور نے ان کی توثیق کر رکھی ہے۔

❁ حافظ منذری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَمَالِكٌ وَّوَثَّقَهُ الْجُمْهُورِ .

''ان سے امام شعبہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ نے روایت لی ہے، انہیں جمہور نے ثقہ قرار دیا ہے۔''

(الترغيب والترهيب : ١١٠/٣)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَثَّقَهٗ نَاسٌ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”انہیں محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔“

(الکاشف : ۴۷۱/۱)

یہ حدیث ان سے ان کے دوشاگرد خالد بن عبداللہ طحان اور حماد بن سلمہ بیان کر رہے ہیں، ان کی سہیل سے صحیح مسلم میں روایات ہیں۔

❁ محمد بن اشعث رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، آپ نے ہمیں حدیث بیان کی، فرماتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھی کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا۔ ایک نے اجازت لی اور کہا السام علیکم! 'آپ پر موت ہو'، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعلیک 'تجھ پر بھی'۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں غصہ پر قابو نہ پاسکی اور کہنے لگی تجھ پر بھی موت ہو، اللہ تمہارے ساتھ یوں یوں کرے، اب خیال گزرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کوئی گفتگو کی مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہیں۔ یہود کا وفد چلا گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سنی، تو غصے پر کنٹرول نہ کرسکی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: میں نے انہیں جواب دے تو دیا تھا، جو قیامت تک کے لئے کافی ہے۔ جانتی ہو، یہود ہم سے حسد کیوں کرتے ہیں؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: ہمیں اللہ نے قبلہ عطا کیا، یہ لوگ محروم رہ گئے، ہمیں جمعہ عطا کیا، یہ محروم رہ گئے۔ ان وجہوں سے اور جو ہم امام کی اقتداء میں آمین کہتے ہیں اس وجہ سے۔“

(السنن الکبریٰ للبیھقي : ۵٦/۲، شعب الإیمان للبیھقي : ۲۷۰۷، وسندہٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو حافظ عراقی (فیض القدیر للمناوی:۵/۴۴۱) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سلیمان بن کثیر عبدی جمہور کے نزدیک ''ثقہ'' ہے۔محمد بن اشعث ، کندی ''حسن الحدیث'' ہے۔ اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵/۳۵۲) نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۶۲۵) نے اس کی حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۲/۴۵) نے اس کی ایک حدیث کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔حافظ ذہبی نے صحیح کہا ہے۔حافظ بیہقی نے اس کی سند کو حسن کہا ہے، یہ اس کی ضمنی توثیق ہے۔

یہودی دین اسلام کے پکے دشمن ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہ ہر سنت کو حسد، بغض اور نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ان احادیث اور آثار سے ثابت ہوا کہ نماز میں امام کے پیچھے آمین پکار کر کہنے سے یہودی حسد کرتے ہیں۔ظاہر ہے جب آمین اونچی کہی جائے گی تو یہودی حسد کرے گا۔اگر آہستہ کہیں گے، تو یہودیوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ مسلمانوں نے آمین کہی ہے یا نہیں؟ جو لوگ اونچی آواز سے آمین سے روکتے ٹوکتے ہیں یا اونچی آمین کہنے والوں سے دلوں میں نفرت رکھتے ہیں، انہیں عبرت پکڑنی چاہیے۔آج بھی مسجد حرام اور مسجد نبوی آمین سے گونج رہی ہے۔تمام اہل حدیث مساجد میں یہ سنت زندہ ہے۔ہم نے اسی سنت آمین کو یہاں مدلل بیان کیا ہے تا کہ جو لوگ آمین کہنے والوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں وہ سمجھ لیں کہ آمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔وہ اس سنت کو زندہ کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

سوال: جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر آہستہ کہنا چاہیے یا اونچی؟

جواب: تکبیر کہتے وقت آواز قدرے اونچی ہونی چاہیے۔

سوال: جہری نمازوں میں امام بسم اللہ اونچی آواز میں پڑھے گا یا آہستہ آواز میں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): جہری نمازوں میں بسم اللہ اونچی پڑھنا بھی ثابت ہے اور آہستہ بھی۔

❀ نعیم بن عبداللہ مجمر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ : ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ (الفاتحة : ١)، ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ (الفاتحة : ٧) فَقَالَ : آمِينَ . فَقَالَ النَّاسُ : آمِينَ وَيَقُولُ : كُلَّمَا سَجَدَ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الِاثْنَتَيْنِ قَالَ : اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی، آپ نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھی، پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا، تو انہوں نے آمین کہی۔ مقتدیوں نے بھی آمین کہی۔ سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہا۔ دوسری رکعت سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہا۔ سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: میری نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے آپ سب سے زیادہ مشابہ ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : ٤٩٧/٢، سنن النسائي : ٩٠٥، السنن الكبرٰى للبيهقي : ٨٥/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۴۹۹) امام ابن الجارود رحمہ اللہ (امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۹۸) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا صَحِيحٌ وَرُوَاتُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ .

”یہ حدیث صحیح ہے۔اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔“

(سنن الدارقطني : ۳۰۵/۱، ح : ۱۱۵۵)

اس حدیث کو امام حاکم (۲۳۳/۱) نے امام بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ . ”یہ سند صحیح ہے۔“

(معرفة السنن والاثار : ۷۷۳، ۷۷٦)

❁ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَحِيحٌ، لَا يتوَجَّهُ عَلَيْهِ تَعْلِيلٌ فِي اتِّصَالِ سَنَدِهٖ وَثِقَةِ رِجَالِهٖ .

”صحیح“ ہے،اس کے راویوں کی ثقاہت اور اتصال سند میں دو رائے ہو ہی نہیں سکتیں۔“

(خلاصة الأحكام للنووي : ۳۷۱/۱)

نیز اس حدیث کو حافظ عبد الحق اشبیلی رحمہ اللہ (الاحکام الوسطی : ۴۷۵/۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تغلیق التعلیق :۳۲۱/۲) اور نیموی حنفی (آثار السنن:۹۴) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

”نماز میں سورہ فاتحہ کی ابتدا بسم اللہ سے کرنے کے اثبات کی بہترین دلیل یہ حدیث ہے۔اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ کی تبویب آمین سے متعلق ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث، سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو صالح رضی اللہ عنہ کی احادیث کے بعد ذکر کی ہے اور واضح کیا ہے کہ آمین بلند آواز سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صرف آمین بلند آواز سے کہنے کا استدلال درست نہیں، اس کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ بسم اللہ بھی بلند آواز سے کہنے کا استدلال کیا جائے۔ دونوں بلند آواز سے کہی جائیں، آمین بھی اور بسم اللہ بھی۔''

(تغليق التّعليق : ٣٢٣/٢، ٣٢٤)

جن روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے، اس سے مراد ہے کہ اونچی نہیں پڑھتے تھے، بلکہ آہستہ پڑھتے تھے۔

سوال: حدیث ابن مسعود : ''تین چیزوں کو امام آہستہ پڑھے گا......۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يُخْفِي الْإِمَامُ ثَلَاثًا، التَّعَوُّذَ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَآمِينَ .

''امام تین چیزیں آہستہ آواز سے کہے گا، تعوذ، بسم اللہ اور آمین۔''

(المحلّٰى بالآثار لابن حزم : ٢٨٠/٢، مسئله نمبر : ٣٦٣)

سند ''ضعیف'' ہے۔ ابوحمزہ، اعور قصاب کے بارے میں علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضُعْفِهِ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔''

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري : ٢٣٧/٨)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ وَّذَاهِبُ الْحَدِيثِ .

''حدیث میں ضعیف ہے۔''

(العلل الكبير للترمذي : ٣٢٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ اسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ضعیف الحدیث کہا ہے۔

(العلل و معرفة الرجال : ٤٥٢٨)

❁ نیز متروک کہا ہے۔

(العلل و معرفة الرجال : ٣٢١٤)

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ لَّا يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ .

''کسی کھاتے کا نہیں۔اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : ٢٣٦/٨)

❁ امام نسائی نے ''لیس بثقۃ'' کہا ہے۔

(الضعفاء والمتروكون : ٥٨١)

امام دارقطنی (العلل : ٥/ ١٦٧) اور حافظ بیہقی رحمہ اللہ (السنن الکبری : ٢/٢٥٢) نے ''ضعیف'' کہا ہے، نیز اس پر امام ترمذی، حافظ عقیلی، امام ابو حاتم رازی، امام ابن حبان رحمہم اللہ وغیرہم کی جروح ہیں۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَحَادِيثُهُ الَّتِي يَرْوِيهَا خَاصَّةً عَنْ إِبْرَاهِيمَ مُحَالًا يُتَابَعُ عَلَيْهَا.

''خاص ابراہیم سے اس کی راویت کی متابعت تو ناممکن ہے۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : ١٥٦/٨)

یہ روایت بھی ابراہیم نخعی سے ہے۔ابراہیم اس روایت میں مدلس ہیں۔

تنبیہ:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ابو معمر (البنایہ فی شرح الہدایۃ للعینی: ۲/۲۲۶) اور عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ (المحلی بالا ثار لابن حزم: ۲/۲۸۰، مسئلہ: ۳۶۳) میں ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ : يُخْفِي الْإِمَامُ أَرْبَعًا، التَّعَوُّذُ، وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ، وَآمِينَ ، وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، امام تعوذ، بسم اللہ، آمین اور ربنا ولک الحمد، ان چاروں کو آہستہ پڑھے گا۔''

یہ بے سند قول ہے، لہٰذا قابل التفات نہیں۔

❀ علامہ عبدالحئی لکھنوی حنفی (۱۳۰۴ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

''کہتا ہوں: ہم نے بھی آپ کی طرح کئی برس اسی دشت کی سیاحی کی۔ اس کے گوشے گوشے سے واقف ہو گئے۔ انتہائی دقت نظری اور غور وفکر کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آمین بالجہر کہنا ہی صحیح ہے، کیوں کہ یہ اولاد عدنان کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مطابق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول آمین بالسر کی روایات ضعیف ہیں، جو صحیح روایات کی ہم پلہ نہیں۔ اگر یہ صحیح ہوں، تب بھی ان کا مطلب یہ ہوگا آواز بہت شدید نہ ہو، بل کہ قدرے آہستہ ہو۔ ابن ہمام رحمہ اللہ بھی یہی معنی بیان کرنا چاہتے ہیں۔ آمین بالجہر کی روایات کا یہ معنی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ آمین بالجہر بعض اوقات کہی گئی یا تعلیم کے لئے کہی گئی، کیوں کہ اس پر کوئی دلیل نہیں اور آمین بالجہر کو ابتدائے اسلام کا معاملہ قرار دینا انتہائی کمزور بات ہے، کیوں کہ امام حاکم رحمہ اللہ نے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح قرار دی ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں صراحت کی ہے کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زندگی میں ایمان لائے ہیں، باقی رہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ وغیرہ کے آثار، تو ان کی صحیح مرفوع احادیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔''

(السّعاية في كشف ما في شرح الوقاية : ١٧٦/٢)

سوال: اداء اور قضا کسے کہتے ہیں؟

جواب: واجب کو مقررہ وقت پر ادا کرنا ''اداء'' کہلاتا ہے اور وقت سے مؤخر کرنا ''قضا'' کہلاتا ہے۔

سوال: کیا نماز تہجد کی قضا دی جا سکتی ہے؟

جواب: تہجد کسی وجہ سے رہ جائے، تو زوال آفتاب سے پہلے پہلے بارہ رکعات ادا کر لینی چاہیے۔ اس پر پورا اجر مل جاتا ہے۔

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ، وَكَانَ إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ، أَوْ مَرِضَ؛ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عمل شروع کرتے، تو اس پر دوام فرماتے۔ بیماری یا نیند کی وجہ سے رات کو تہجد رہ جاتی، تو دن کو بارہ رکعات ادا فرما لیتے۔''

(صحيح مسلم : 746)

② سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَّامَ عَنْ حِزْبِهٖ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ، فَقَرَأَهٗ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ .

''قیام اللیل یا اس کا بعض حصہ رہ جائے، تو فجر اور ظہر کے درمیان ادا کرلیں، تہجد کا ثواب پالیں گے۔''(صحیح مسلم : 747)

رات کا وظیفہ رہ جائے، تو دن کو کیا جا سکتا ہے۔ یوں اجر وثواب سے آپ محروم نہیں رہیں گے اور تسلسل بھی قائم رہ جائے گا۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ سالن کیا تھا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا سب سے پسندیدہ سالن کدو تھا۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ آپ کے ایک غلام کے پاس گیا، جو درزی تھا، اس نے نبی کریم ﷺ کے حضور میں ایک تھالی پیش کی، جس میں ثرید تھی اور اپنے کام میں مصروف ہوگیا، نبی کریم ﷺ (اس ثرید میں سے) کدو ٹٹولنے لگے، تو میں کدو ٹٹول ٹٹول کر آپ ﷺ کے سامنے رکھنے لگا، اس دن کے بعد مجھے بھی کدو کا سالن بہت محبوب ہے۔''

(صحيح البخاري : 5420، صحيح مسلم :2041)

سوال: ساری ساری رات مسلسل قیام کرنا کیسا ہے؟

جواب: دوام اور مواظبت کے ساتھ ساری ساری رات قیام غیر مستحسن ہے، البتہ کبھی کبھار پوری رات قیام کرنا جائز اور مستحب ہے۔

❀ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ؟، قُلْتُ : إِنِّي أَفْعَلُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ، قَالَ : فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ؛ هَجَمَتْ عَيْنُكَ، وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ .

”مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ساری رات قیام کرتے اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں، کیا ایسا ہی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: جب آپ ایسے کریں گے تو آنکھ بیٹھ جائے گی اور آپ کمزور پڑ جائیں گے۔ جان کا آپ پر حق ہے، گھر والوں کا آپ پر حق ہے، لہٰذا روزہ رکھیں بھی اور چھوڑیں بھی، قیام بھی کریں اور سو بھی لیا کریں۔“

(صحيح البخاري : 1153؛ صحيح مسلم : 1159/186)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”تین آدمی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا احوال معلوم کرنے آئے، جب انہیں بتایا گیا تو گویا انہوں نے اسے کم محسوس کیا، چنانچہ انہوں نے کہا: ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھلا کیا مقابلہ..؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اللہ تعالیٰ نے اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف کر دی ہیں۔ ایک نے کہا: میں تو ساری رات نماز پڑھا کروں گا، دوسرا بولا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، کبھی نہیں چھوڑوں گا، تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے اجتناب کروں گا اور شادی نہیں کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس آ کر فرمایا: کیا آپ نے اس طرح کی باتیں کی ہیں؟ اللہ کی قسم! میں آپ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، آپ سے زیادہ متقی ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں، رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں، میں نے شادی بھی کر رکھی ہے، لہٰذا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے، وہ میرے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طریقے پر نہیں۔"

(صحيح البخاري : 5053، صحيح مسلم :1401)

یہ روایت بخاری (7084) اور مسلم (1847) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

❁ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری رات نماز پڑھی اور فجر تک پڑھتے رہے، سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آج آپ نے جو نماز پڑھی ہے، ایسی نماز پڑھتے میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جی ہاں! اس نماز میں شوق اور خوف کی آمیزش تھی، میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں، دو اس نے مجھے دے دیں اور ایک نہیں دی۔ میں نے کہا اللہ میری امت کو پہلی امتوں کی طرح ہلاک نہ کرنا، یہ دعا قبول ہوئی، عرض کیا اللہ! دشمن ہم پر غالب نہ ہو، یہ بھی قبول ہوئی اور آخری دعا یہ تھی کہ اللہ ان میں پھوٹ نہ ڈالنا، یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔"

(سنن النّسائي : 1639، سنن التِّرمِذي : 2175، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے "حسن غریب صحیح" اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (7236) نے "صحیح" کہا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (خُلاصة الأحكام : 595/1) نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

ساری ساری رات قیام کرنا ناپسندیدہ اور غیر مستحسن ہے۔ البتہ دوام ومواظبت کے بغیر کبھی کبھار ایسا کر لینا درست ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال:شعروشاعری کا کیا حکم ہے؟

جواب:اشعار نثر ہی کی طرح ہیں،شاعرانہ کلام شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ ہو،تو ایسا کلام پڑھنا جائز ہے،الفاظ میں غلو،جھوٹ اور خلاف حقیقت باتیں ہوں،تو ایسی شاعری اور ایسے شعراء کی مذمت بیان کی گئی ہے۔نبی کریم ﷺ شاعر نہ تھے،مگر غیر ارادی طور پر آپ ﷺ نے بھی ایک دو اشعار کہے ہیں۔اسی طرح نبی کریم ﷺ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کو شعر گوئی کا فرمایا کرتے تھے۔بعض صحابہ کی تعریف وستائش بھی فرماتے تھے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اشعار کے بارے میں پوچھا گیا،تو فرمایا:

هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهُ حَسَنٌ وَقَبِيحُهُ قَبِيحٌ .

”وہ کلام ہے،اچھا ہو،تو اچھا اور برا ہو،تو برا۔“

(مسند ابی یعلیٰ : 4760، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً .

”بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 6145)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ، فَقَالَ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

فَأَجَابُوهُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا ...... عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

”ایک ٹھنڈی صبح رسول اللہ ﷺ مہاجرین وانصار کی معیت میں خندق کھود رہے تھے، رسول اللہ ﷺ فرماتے:

”اللہ! اصل بھلائی تو آخرت میں ہے، تو مہاجرین وانصار کو معاف فرما۔“

تو صحابہ جواب میں کہتے:

”ہم نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر ہمیشہ کے لئے جہاد کی بیعت کر لی ہے۔“

(صحيح البخاري: 7201، صحيح مسلم: 1805)

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے قریظہ کے دن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اُهْجُ الْمُشْرِكِينَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ.

”(اشعار سے) مشرکین کی ہجو کیجئے، جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ ہیں۔“

(صحيح البخاري: 4124، صحيح مسلم: 2486)

مذموم اشعار کی مذمت بھی فرمائی گئی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا.

”کسی شخص کے پیٹ کا پیپ اور فاسد مادوں سے بھرنا، شعر بھرنے سے بہتر ہے۔“

(صحيح البخاري: 6155، صحيح مسلم: 2259)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: خنزیر کی کھال کا چمڑا بنانا کیسا ہے؟

جواب: خنزیر نجس العین ہے، اس کی کسی چیز سے انتفاع جائز نہیں۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا ...... أَنَّ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَشَحْمَهُ وَوَدَكَهُ وَغُضْرُوفَهُ وَمُخَّهُ وَعَصَبَهُ حَرَامٌ كُلُّهُ وَكُلُّ ذٰلِكَ نَجَسٌ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ.....خنزیر کا گوشت، چربی، چکنائی، نرم ہڈی، بھیجہ اور اعصاب سب کچھ حرام ہے، نیز سب نجس ہے۔''

(مَراتب الإجماع، ص 23)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''خنزیر کی حرمت میں پورے کا پورا خنزیر داخل ہے، یعنی اس کے تمام ظاہری اور باطنی اجزا۔ ذرا تدبر کیجئے کہ کیسے خنزیر کے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کی حرمت کی طرف اشارہ کر دیا، چونکہ خنزیر میں زیادہ چیز گوشت ہے، اس لیے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کو حرام کر دیا، کسی اور چیز کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے برعکس (احرام کے حالت میں) شکار (کی حرمت میں) یہ نہیں کہا کہ تم پر شکار کا گوشت حرام کیا گیا ہے، بلکہ خود شکار کو حرام کیا ہے، اس میں شکار کے جانور کو قتل کرنا اور اسے کھانا دونوں شامل ہیں۔ جبکہ جب (خنزیر کی) تجارت کو حرام کیا، تو پورے خنزیر کا ذکر کیا اور اس کی حرمت گوشت کے ساتھ خاص نہیں کی، تا کہ بیع کی حرمت زندہ اور مردہ خنزیر کو شامل ہو۔''

(زاد المَعاد: 674/5)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کلماتِ اذان کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اذان اسلام کا شعار ہے۔غلبہ اسلام کی پکار ہے۔اپنے اندر کئی عقائد کے مسائل کو سموئے ہوئے ہے۔یہ پاکیزہ اور پُر تاثیر کلمات کا مجموعہ ہے۔اذان اللہ کی زمین پر اس کی توحید کی پنجگانہ پکار ہے۔اس کے کلمات دلوں کو مو لیتے ہیں۔ایمان میں بہار آ جاتی ہے۔عجیب سماں بندھ جاتا ہے۔زمین و آسمان جھوم جاتے ہیں۔فضائے آسمانی میں عجیب سے کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔یہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کیلئے پیغام ہے۔ اس میں کئی حکمتیں پنہاں ہیں۔اذان سے شیطان بھاگتا ہے۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا إِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ، إِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

”جن، انسان یا جو چیز بھی مؤذن کی آواز سنتی ہے، قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گی۔“(صحيح البخاري : 609)

سوال: اذان کی ابتدا کیسے ہوئی؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کی غرض سے ناقوس بجانے کا حکم دیا، تو میں نے خواب میں ایک آدمی کو ہاتھ میں ناقوس پکڑے دیکھا اور اسے کہا: اللہ کے بندے! اسے فروخت کرو گے؟ اس نے پوچھا: آپ اسے کیا کریں گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے نماز کے لیے بلایا کریں گے، اس نے کہا: میں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں، میں نے کہا: ضرور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بتائیں! اس نے کہا: یوں کہا کریں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ پھر اس نے تھوڑی دور جا کر کہا: اقامت یوں کہیں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ صبح ہوئی، تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا، فرمایا: ان شاء اللہ! یہ سچا خواب ہے، بلال (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کھڑے ہو جائیے اور جو کچھ آپ نے دیکھا ہے، انہیں بتاتے جائیں، وہ اذان دیں گے، کیوں کہ ان کی آواز آپ سے بلند ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہو کر انہیں بتاتا جاتا اور وہ اذان دیتے جاتے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں یہ کلمات سنے، تو (جلدی سے) اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور کہنے لگے: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے! اللہ کے رسول! میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 43/4، سنن أبي داوٗد : 499، سنن التّرمذي : 189، سنن ابن ماجه : 706، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام بخاری رحمہ اللہ (السنن الکبریٰ للبیهقي : ۱/۳۹۹)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۷۱)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۶۷۹) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۵۶) نے ''صحیح'' کہا ہے، نیز حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المهذب : ۳/ ۸۲) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال : کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکہ کو سالن کہا ہے؟

جواب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکہ کو بہترین سالن قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا، تو انہوں نے عرض کیا : ہمارے پاس تو صرف سرکہ ہی موجود ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منگوایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرکہ کھاتے کھاتے ساتھ فرمانے لگے : سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے! سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے!''

(صحیح مسلم : 2052)

سوال : کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مرغ کھایا؟

جواب : جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ کھایا ہے۔

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ مرغ کھا رہے تھے۔''

(صحیح البخاري : 5518، صحیح مسلم : 1649)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''